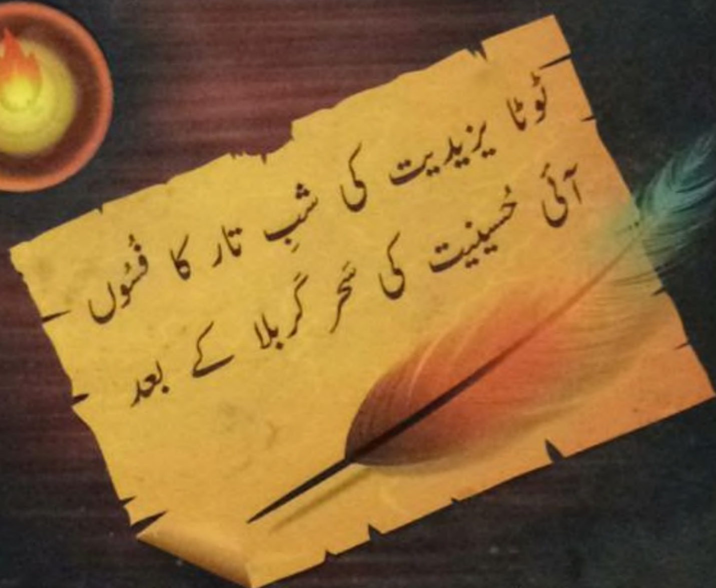
دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ





عبدالجبار سلفی



ادارہ مظہر التحقیق

ٹوٹا یزیدیت کی شب تار کا فسوں
آئی حسینیت کی سحر کربلا کے بعد (سید نفیس الحسینی)

دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حامیانِ یزید کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کا تحقیقی محاسبہ

مؤلف
حافظ عبدالجبار سلفی

مرتب
محمد عثمان حسن

ناشر

ادارہ مظہر التحقیق

متصل جامع مسجد ختم نبوت کھاڑک، ملتان روڈ لاہور

خوبصورت، تحقیقی اور معیاری مطبوعات کے ذریعے
علم کی خدمت میں مصروف

ادارہ مظہر التحقیق

نام کتاب	:	دفاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ
مصنف	:	مولانا حافظ عبدالجبار سلفی
طبع اول	:	اگست ۲۰۱۴ء
طبع دوم	:	ستمبر ۲۰۱۴ء
نگرانِ طباعت	:	مولانا عبدالرؤف نعمانی 0300-4273864
ناشر	:	ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ، لاہور

ملنے کے پتے

قاری عبدالرؤف نعمانی اچھرہ لاہور 0300-4273864

مکتبہ سید احمد شہید اُردو بازار لاہور، 0423-7228272

مکتبہ اہلسنت، رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد، 0321-7837313

دفتر تحریک خدام اہل سنت مدنی مسجد چکوال 0313-5128490

دفتر ماہنامہ حق چار یار اچھرہ لاہور 0302-4166462

ادارہ نشریاتِ اہلسنت مدینہ منزل حضرو ضلع اٹک 0300-5477867

مکتبہ قاسمیہ اُردو بازار لاہور 0321-4220554

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ تشکر

''دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ'' کے موجودہ اڈیشن کے تمام تر اخراجات ہماری تحریک کے بغیر انگلینڈ کے مخلص سُنی احباب نے برداشت کیے ہیں اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی محبت اور ایمانی تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان احباب کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

① محترم جناب محمد امین صاحب

② محترم طلعت محمود صاحب

③ محترم صدیق اکبر صاحب

④ محترم امجد محمود صاحب

⑤ محترم ارشد محمود صاحب

⑥ محترم محمد اختر صاحب

⑦ محترم علاؤ الدین صدیقی صاحب

⑨ محترم محمد افتخار صاحب

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، عشقِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نور سے ان کے چہرے چمکتے رہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں اُن کے قدم چُومیں۔

آمین ثم آمین

عبدالجبار سلفی

انتساب

وکیل صحابہؓ، قاطع رفض و بدعت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ کے نام، جن کی نگاہِ کرم نے گناہوں سے لدے پھدے ایک شرمسار انسان کو عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا چوکیدار بنا کر سرفراز کر دیا۔

سب میر کو دیتے ہیں جگہ آنکھوں پر اپنی
اس خاکِ رہ عشق کا اعزاز تو دیکھو

عبدالجبار سلفی

حُسنِ ترتیب

عرضِ مرتب ______ 13

غرضِ پیش کش ______ 18

ابویزید کی فنکاری اور ایک سید کی ضربِ کاری ______ 19

احباب کی دِل آزاری ______ 21

حقیقتِ حال ______ 21

ایک نکتہ ______ 22

دوسرا نکتہ ______ 22

ہمارے عقائد ______ 23

اعلانِ برأت ______ 23

حقیقت کیا ہے؟ ______ 23

بے اعتدالی کا طوفان اور ایک پڑھا لکھا جانور ______ 24

دفاعِ صحابہ کرنے والوں پر معروف اعتراض ______ 28

ایک خواب ______ 29

دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ______ 33

مقام اہل بیتؓ ____ 34
حمایت یزید پر چند کتب کے نام ____ 35
ابو یزید محمد دین بٹ ____ 37
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین ____ 38
عظیم الدین صدیقی ____ 39
عظیم الدین صدیقی مولانا عبداللہ صاحب کے استاذ ہیں ____ 39
عزیز احمد صدیقی (آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا) ____ 40
نذیر احمد شاکر ____ 41
محمود احمد عباسی ____ 42
افراط وتفریط کے شکار دو گروہ ____ 42
امام اوزاعی رحمہ اللہ کا ایک قندیل ہدایت ارشاد ____ 43
نوٹ ____ 44
واقعہ کربلا کے متعلق غیر معتبر کتب ____ 44
تبصرہ ____ 46
بغداد کے بھکاری اور موجودہ دور کے یزیدی ____ 47
اختلاف کافر ہونے میں ہے، فاسق ہونے میں نہیں ____ 48
حامیانِ یزید ____ 48
حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کی شان میں غیر مؤدبانہ جملہ ____ 49
بددیانتی کی ایک بدترین مثال ____ 51
تبصرہ ____ 52
محمود احمد عباسی کے شیعوں سے مراسم ____ 53

دوسری خیانت ____ 53

حامیانِ یزید میں تحمل نہیں ہوتا ____ 55

"خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید" اہلِ علم کی نظر میں ____ 57

یزید پر ننھیالی خاندان کے مسیحی اثرات ____ 59

بحث حدیثِ قسطنطنیہ ____ 62

تبصرہ ____ 63

مغفرت کی بشارت خاص ہے، عام نہیں ____ 63

حدیثِ "مغفورلہم" کے حقدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، یزید نہیں ____ 65

شارحینِ حدیث کیا فرماتے ہیں؟ ____ 67

مہلب نے بنوامیہ کی حمایت لی ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ____ 69

ضروری توضیح: ____ 73

یزید کے نام پر "رحمۃ اللہ علیہ" کی علامت ____ 75

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور یزید پر ترحم ____ 79

ایک یزیدی کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں توہین ____ 82

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نادان حامی...... ایک بصیرت افروز جملہ ____ 83

ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی ژاژ خائی ____ 84

"سیرتِ امیر معاویہ" پر تبصرہ ____ 87

حق اور باطل ____ 90

مولانا عطاالمنعم شاہؒ اور حضرتِ معاویہؓ ____ 93

ایک مکتوب اور اس کا جواب ____ 93

تبصرہ ____ 93

یزید کو صالح قرار دینے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے ______ 100
یزیدی وُکلاء کی تضاد بیانیاں ______ 101
کیا یزید تابعی تھا؟ ______ 103
ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کی چنگاریاں ______ 108
ایک یزیدی سپاہی کی سفاکیت ______ 111
بُغض کی گھاتیں ______ 112
حامیانِ یزید علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی نظر میں ______ 113
صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا ______ 114
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور یزید ______ 115
جواب ______ 115
اسلاف کے نوِشتے ______ 116
آغا سید سیّدین کی ایک کتاب ______ 119
دو خطوط کے جوابات ______ 123
تبصرہ ______ 124
دوسرا مکتوب اور اس کا جواب ______ 126
تبصرہ ______ 126
مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور مسئلہ یزید ______ 128
فسقِ یزید کی تشہیر کیوں؟ ______ 130
ایک تلخ حقیقت ______ 132
ابنِ زیاد کا اعتراف کہ ''یزید فاسق'' ہے ______ 134
ایک شیعی رسالے کا تازہ اقتباس ______ 138

باپ کے متعلق بیٹے کا بیان ____ 139
علامہ تفتازانیؒ کے متعلق غیر مؤدبانہ لب ولہجہ ____ 148
تبصرہ ____ 150
علامہ تفتازانی مقام صحابہ رضی اللہ عنہم اور مذکورہ، مثال: ____ 152
علامہ تفتازانی کے خلاف اصل پروپیگنڈا یزیدیوں کی جانب سے ہوتا ہے ____ 154
شرعی مسئلہ ____ 155
ڈھکو صاحب کی ایک نرالی تحقیق ____ 156
تبصرہ ____ 157
تبصرہ ____ 159
اہل سنت پر یزید کی حمایت کا الزام ____ 159
تبصرہ ____ 160
یزید کے نقشِ پاء پہ کون چل رہا ہے؟ ____ 161
تبصرہ ____ 161
مخالفین معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی تعاقب ____ 162
نوٹ ____ 163
یزیدیوں کا ایک پمفلٹ ____ 164
عقیدہ اور تاریخ ____ 169
حامیانِ یزید سے ایک سوال ____ 171
"خارجی فتنہ" کی جدید اشاعت، یزیدی حلقوں میں فکری تھرتھلی ____ 171
دو نئے یزیدی پمفلٹوں کی تقسیم ____ 173
تبصرہ ____ 175

تبصرہ ــــــــ 176
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ــــــــ 177
واقعۂ کربلا حقیقت اور افسانے (ایک نیا پمفلٹ) ــــــــ 183
کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ یزید نے پڑھائی؟ ــــــــ 186
مولانا محمد علی جوہر کا ایک شعر ــــــــ 187
طبقاتی تقسیم اور یزیدیوں کا شمار ــــــــ 188
الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيد کے اردو تراجم ــــــــ 189
حضرت حسن اور حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح کن شرائط کے تحت ہوئی تھی؟ ــــــــ 189
ایک مکتوب ــــــــ 190
تبصرہ ــــــــ 191
دوسرے اعتراض کا جواب ــــــــ 193
کیا حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنا خلیفہ بننے کی وصیت کی تھی؟ ــــــــ 197
تبصرہ ــــــــ 198
تبصرہ ــــــــ 200
حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرت حسنؓ کی صلح اور شرائط ــــــــ 202
حامیانِ یزید فتنۂ انکار حدیث کی دہلیز پر ــــــــ 205
ایک حدیث اور شارحینِ حدیث کا فیصلہ: ــــــــ 207
نظری تطہیر کی ضرورت ــــــــ 208
خواجہ حسن نظامی کی کتاب "یزید نامہ" ــــــــ 211
خواجہ حسن نظامی کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی ــــــــ 213
حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کا یزید کے لیے بدعائیہ جملہ ــــــــ 221

علیہ ما یستحق کی مختصر تشریح ____ 222
ماہ نامہ الاحرار ملتان کا یزید نمبر ____ 226
تبصرہ ____ 227
تبصرہ ____ 230
یزیدی فتنے کا بانی ____ 233
مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی کی ایک کتاب ''سیرتِ حسین رضی اللہ عنہ'' ____ 235
حکیم صاحب کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مشورہ ____ 240
حکیم صاحب کا یزید کو مشورہ ____ 241
ضد اور تکبر سے صلاحیت سلب ہو جاتی ہے ____ 242
بعض بریلوی علماء کی بے رہ روی ____ 244
مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ اور حضراتِ حسنین ____ 247
خلاصہ ____ 249
یزیدی اقلیت ____ 250
الٰہی انتقام ____ 253
حامیانِ یزید کا شکوہ ____ 254
حامیانِ یزید کی ایک ناکام چال ____ 257
اہلِ مدینہ کی برائی چاہنے والوں کا انجام ____ 259
کتاب ''سیاستِ معاویہ'' جھوٹ کا پلندہ ہے ____ 262
فخرِ اہلِ سنت مولانا محمد نافع، عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخلص پہریدار ____ 263
مسئلہ یزید اور مولانا محمد نافع مدظلہ ____ 264
''ناقدین امیر معاویہ'' نامی کتاب پر ایک نظر ____ 266

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بغض ____ 268
''ناقدینِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' نامی کتاب، یزیدیت کی آخری ہچکیاں ____ 269
تبصرہ: ____ 270
تنقیح عبارت ____ 271
ہم نے ''الاجابۃ الکافیۃ'' کا جواب کیوں نہیں لکھا؟ ____ 274
یزیدیوں کا سپاہ صحابہ پر توہینِ صحابہ کا الزام ____ 276
تبصرہ ____ 277
حامیانِ یزید کے چند اعتراضات ____ 279



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتّب

جب بچہ ماں کی آغوش میں آنکھ کھولتا ہے تو اس کی پہلی درسگاہ وہی عشق و محبت کی ممتا ہوتی ہے جس میں تربیت کے پہلے مرحلے میں داخل ہوتا ہے، اسی طرح ایک انجان یا جاہل انسان کا ظہورِ اصلی علمی دنیا میں ہوتا ہے جس میں وہ صحیح معنوں میں انسانیت کا جام پی کر جینے کے قابل ہوتا ہے۔

میں نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے گھر کے آنگن میں علمِ دین کو بس بقدرِ ضرورت ہی پایا، اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حفظِ قرآن مجید کی بمشکل اجازت ملی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اعوان ٹاؤن (لاہور) میں ہی ایک درسگاہ میں یہ سعادت حاصل کرلی اس کے بعد درسِ نظامی کرنے کو جی چاہا، اس کی بھی اجازت کافی غور وخوض کے بعد ملی مگر وہ بھی اس صورت میں کہ عالِم کا کورس مسلکِ اہل حدیث کے کسی مدرسہ سے کرنا ہوگا۔ میرے بڑے بھائی جان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور میری رضا لیے بغیر مجھے جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ میں داخل کروادیا۔ اور میں ''سگ باش برادرِ خُرد مباش'' کا ورد کرتے رہ گیا۔ باہر میرے دوستوں نے میرا تمسخر اڑانا شروع کردیا کہ یہ ''وھابی'' ہوگیا ہے اور گھر کے اندر پہلے سے عائد پابندیوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ حیران تھا کہ جوں جوں تعلیم کا سلسلہ آگے بڑھے گا تو مستقبل میں میرا فکری دائرہ کونسا ہوگا؟ مدرسہ میں مجھے مسلکِ تشدد پہ اُکسایا جاتا اور گھر کے دائیں بائیں جو دوست احباب ملتے وہ طعن وطنز کے زہر آلود جملے کستے اور میں زہر آشام ہوکر رہ جاتا۔ ساتھ کالج کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا، کبھی خیال آتا کہ درسِ نظامی کا کورس چھوڑ کر یکسو ہو جاؤں مگر اس میں بھی خود مختار نہ تھا اور کبھی حنفی المسلک مدرسہ میں بزورِ سینہ داخلہ لینے کا عزم کرتا مگر گھر والوں کے سامنے سینے میں دم خم نہ پاکر دَم

سادہ کر رہ جاتا اور میری مثال اس شخص کی بن جاتی جو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار کر روشنی کی ایک کرن کو ترس رہا ہو۔ اسی تذبذب میں میری راتیں، دن میں اور دن، راتوں میں کٹ رہے تھے۔ ان حالات میں مجھے رہبر کی ضرورت تھی، مگر رہبرِ خشک کی نہیں، ایسے رہبر کی جو مجھے اپنا دوست بھی سمجھے اور شاگرد بھی اور میں ان کے سامنے اپنے دل کے سارے ارمان نکال سکوں۔ ۲۰۰۴ء کی بات ہے کہ ایک دوست کے ہمراہ مولانا عبدالجبار سلفی سے ملاقات ہوگئی اور پہلی ملاقات میں ہی مجھے گوہرِ مقصود مل چکا تھا، ایک کے بعد دوسری، اور پھر یکے بعد دیگرے میری ان سے ملاقاتیں شروع ہوگئیں۔ میں نے ایک دن مشورہ لیا کہ میرے گھر والوں نے مجھے زبردستی ایک ایسے ادارے میں داخل کروا دیا ہے جہاں میری طبیعت آمادہ نہیں تھی، میں بہت پریشان ہوں، میرے اندر بغاوت کے جذبات پرورش پا رہے ہیں، میں کیا کروں؟ مولانا سلفی صاحب نے ساری کہانی سننے کے بعد کہا کہ تم اسی مدرسہ میں پڑھتے رہو اور پریشانی خود پہ مسلط نہ کرو، البتہ میرے پاس روزانہ آنے کی کوئی ترتیب نکال لو، سن کر بڑا حیران ہوا کیونکہ یہ مشورہ میرا فہمِ ناقص قبول کرنے کو تیار نہ تھا، بہرکیف اسی مشورے پر عمل کرنے کی ٹھان لی اب میں مدرسہ سے واپسی پر مولانا صاحب کے ہاں آجاتا، اور میرے ذہن میں جتنے سوالات اور خیالات ہوتے ان کے تشفی بخش جوابات حاصل کرتا۔ آپ یقین کریں کہ گرمی ہو یا سردی، حالات موافق تھے یا مخالف میں استاذ محترم کے ہاں پورے تسلسل اور مستقل مزاجی سے حاضر ہوتا رہا۔ استاذ محترم میری وقت بے وقت کی آمد پر کبھی پیشانی پر سلوٹ تک نہ لائے، کھانے، چائے اور اپنے مطالعے کی ترتیب میں مجھے شریک کیا، مسئلہ رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، مسئلہ تقلید، طلاقِ ثلاثہ، اور رکعاتِ تراویح جیسے جملہ مسائل میں استاذ محترم کے سامنے رکھتا اور جوابات پا کر اپنے باطن کو روشن کرتا۔ ایک عجیب بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ کہ میرے بعض اساتذہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نام تک بے ادبی سے لیتے تھے مگر استاذ محترم کی مجلس میں آکر جب اہل حدیث مسلک کے مرحومین یا موجود علماء کا ذکر آتا تو استاذ جی پورے ادب و

احترام حتیٰ کہ ترحم کے ساتھ نام لیتے۔ مثلاً، مولانا محمد ابراہیم میر رحمہ اللہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا محمد زبیر علی زئی، وغیرہ وغیرہ۔ اور میرے سوال کرنے پر استاذ محترم بتاتے کہ جب ہم ادب واحترام سے ان حضرات کے نام نہیں لیں گے تو سچ بات ان کے متبعین تک کیسے پہنچائیں گے؟ اور استاذ جی بتاتے کہ اہل سنت کے باہمی اختلافات ذکر کرتے ہوئے اسلوب اور ہونا چاہیے اور فرقہائے باطلہ مثل شیعیت، قادیانیت اور منکرین حدیث وغیرہم کیساتھ اسلوب مختلف ہونا چاہیے میرا استاذ محترم سے تعلق دس سال کے عرصہ پر محیط ہے، میں درجۂ اولیٰ میں ان کے زیر سایہ آیا تھا۔ آج بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کر لی ہے اور اس طویل عرصہ میں ترکِ تقلید کا خالص اور مخصوص ماحول ملنے کے باوجود ایک سیکنڈ کے لیے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ یا دیگر فقہائے امت کی بے ادبی کا کوئی جھونکا میرے اعتقادی وفکری دامن کو ہلا نہ سکا، یہ اللہ تعالیٰ کا لطفِ عظیم اور استاذ جی کی مسلسل شفقت کا نتیجہ ہے۔ میں نے استاذ جی کو عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے نہایت حساس پایا ہے۔ دیوانگی کی حد تک اور پورے وجد میں آ کر شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں اور دشمنانِ صحابہ کا تعاقب تو کرتے ہی ہیں، اگر کوئی اپنا مداہنت کا شکار ہو کر شیعیت کی طرف داری کرتا ہے تو ان کے خلاف بھی بلا خوف لومتہ لائم استاذ جی کا قلم حرکت میں آ جاتا ہے اور پھر علم وتحقیق کے دریا بہا دیتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ فرقہائے باطلہ کا تعارف، تعریف، طریقۂ تردید اور اُن کے رکیک ایرادات سے آگاہی مجھے استاذ محترم کے ہاں سے ہی ہوئی ہے، وگرنہ جامعہ میں تو سوائے احناف پر گرجنے برسنے کے اور کوئی سمت نہ دکھائی جاتی تھی۔ میں نے اپنی تعلیم کے دوران مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی جملہ کتب خرید کر پڑھنا شروع کیں تو استاذ جی نے مجھے منع کر دیا اور کہا کہ ابھی آپ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی تحقیقات پڑھو، چنانچہ میں نے اپنی بساط کے مطابق مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ کے افادات وتجلیات کا مطالعہ شروع کر دیا، چند سال بعد میں نے پھر مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتب پڑھنے کی اجازت چاہی تو استاذ

محترم نے فرمایا نہیں، اب آپ مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتب پڑھو، چنانچہ حضرت علامہ صاحب کی آثار الحدیث، آثار التشریع اور دیگر کتب پڑھ کر پھر مولانا محمد سرفراز صفدر رحمہ اللہ کی کتب پڑھنے کا ارادہ کیا تو استاذ جی نے روک دیا اور فرمایا کہ اب تم مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ کی کتب مطالعہ میں رکھو۔

چنانچہ علامہ اعظمی رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا، اس دوران مجھ سے وقتاً فوقتاً امتحان لیا جاتا رہا پھر ایک دن اچانک استاذ جی نے فرمایا کہ اب تم مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتب پڑھ سکتے ہو چنانچہ ان کی کتب کا مکمل سیٹ خرید کر پڑھنا شروع کیا تو پھر اس حکمت کی تہہ تک پہنچا کہ استاذ جی نے ابتداءً مجھے یہ کتب پڑھنے کی اجازت کیوں نہ دی تھی؟ دراصل مولانا محمد امین صفدر رحمہ اللہ ایک عام اور سادہ ذہن میں گفتگو جمانے کا ملکہ رکھتے تھے، اور مشکل ترین ابحاث کو موم بنا کر پیش فرما دیتے تھے اور حضرت علامہ صاحب منقح اور نہایت گہرے علم کے ساتھ اپنا مدعا پیش کرتے ہیں، علامہ اعظمی رحمہ اللہ کی بحث، میں محدثانہ شان کے نشیب وفراز قاری کو نہایت متاثر کرتے ہیں، اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ ابتداءً دلائل کا انبار لگاتے ہیں، اور جہاں پہنچ کر اپنے حق میں نتیجہ نکالتے ہیں، تب تک ایک عام آدمی پچھلی بحث بھول چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ ترتیب وار مختلف کتب پڑھنے کے بعد جب آخر میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی تحقیقات پڑھیں تو میری ''غیر مقلدیت'' کا بت پاش پاش ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک، بلاشبہ اعتدال کی اس منزل تک پہنچانے میں حضرت مولانا عبدالجبار سلفی کی پوری پوری راہنمائی شامل ہے۔

جب سے استاذ جی کی صحبت میں آیا ہوں میں نے ہمیشہ انہیں تحقیق وجستجو میں منہمک پایا ہے، شیعیت کا رد اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع استاذ جی کا محبوب ترین موضوع ہے اور اس عنوان پر کام کرنے والے ماضی کے معروف سنی علماء کرام کا جب بھی ذکر آتا ہے، آبدیدہ ہو جاتے ہیں خصوصاً امام اہل سنت علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب پر تو جان چھڑکتے ہیں۔

استاذِ محترم نے فسقِ یزید کے حوالہ سے ماہ نامہ ''حق چار یارؓ'' میں ایک تحقیقی مضمون لکھا تھا جو پچاس قسطوں تک چلا گیا، اور شاید مزید پچاس قسطوں میں بھی مکمل نہ ہوتا کہ اچانک ایک شیعہ عالم کے ساتھ تحریری مباحثہ شروع ہو گیا جو تادمِ سطور جاری ہے جس کی وجہ سے ''یزیدی فتنہ'' مضمون کو مکمل کر دیا گیا، اسی شاندار مقالہ میں نہایت دلچسپ ابحاث آ گئی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں، راقم نے ان پچاس قسطوں کو جمع کر کے نظرِ ثانی کی، بعض نامکمل حوالہ جات استاذ جی سے مکمل کروائے، تکرار کو حذف کیا، اور اکا دکا مقامات سے لفظی ترمیم کے بعد اسے کمپوزر کے سپرد کر دیا، اب طباعت کے جملہ مراحل سے گزر کر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کی عمر، اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور حوادثاتِ زمانہ وشرورِ اعداء سے ان کی حفاظت فرمائے اور اس ناکارہ کو بھی تادمِ آخر مذہب اہل سنت والجماعت پر قائم ودائم رکھے۔

آمین ثم آمین

محمد عثمان حسن سلفی حنفی

(فاضل جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

مین بازار اعوان ٹاؤن، ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غرضِ پیش کش

میری مطالعاتی زندگی کا ابھی آغاز تھا کہ ایک تپتی دوپہر میں ردی خریدنے والے کے پاس پرانی اخبارات میں چھپی کتاب ''خلافتِ معاویہ و یزید'' نظر پڑی، موضوع سے کلیتاً دلچسپی اور علمی شعور نہ ہونے کے باوجود میں نے محض کتاب سے عشق کی بنیاد پر یہ خرید لی اور مطالعہ شروع کر دیا، اس سے قبل میں نے یزید کی مذمت میں جذباتی اور اُبالی قسم کی باتیں سن رکھی تھیں اور علم و تحقیق کا جگنو تب نہیں چمکا تھا، چنانچہ فوراً تاثر لے بیٹھا اور مصنف کتاب جناب محمود احمد عباسی کو اپنی کج مج تحریر میں خط بھی لکھ دیا، لفافے پر کتاب کا دیا ہوا، اڈریس نوٹ کر کے پھر فوراً لیٹر بکس میں ڈالنے ہی والا تھا کہ برادرِ کبیر کی نظر پڑ گئی اور انہوں نے میری معصومیت پر مسکراتے ہوئے کہا کہ جن صاحب کو آپ خط پوسٹ کر رہے ہیں وہ تو آپ کی پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ خط تو اسی وقت چاک کر دیا مگر یہ کتاب اب مستقل میرے سامنے رہنے لگی، پھر آہستہ آہستہ جب شعوری زندگی میں داخل ہوا اور علماء متقدمین و متاخرین کی کتب پڑھنے کا موقع ملا تو پتہ چلا کہ محمود احمد عباسی کی کتاب تو نری حماقتوں کا مجموعہ ہے، اس وقت علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی تصنیف ''الرد علی المتعصب العنید'' اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی کتاب ''خارجی فتنہ'' عباسی صاحب کی کتاب سے پیدا ہونے والے زہر کا تریاق ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلکِ اعتدال نصیب فرما دیا۔ اس کے بعد تو پھر طرفین کی تقریباً ہر کتاب پڑھی، یزید کی مذمت اور محبت میں اٹھنے والی ہر آواز سننے کے بعد میرا نظریہ مزید پختہ ہو گیا کہ اہل سنت ہی حق پر ہیں، یزید

کو کافر کہہ کر حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والے اور دوسری طرف یزید کو مومنِ کامل کہنے والوں کے درمیان جب اسلامی اور حقیقی فکر کو پرکھا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مذکورہ دونوں طبقے اعتدال اور توازن چھوڑ کر دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ اور علماءِ اہل سنت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم و اہل بیت کا دفاع کچھ اس جذبے سے کیا کہ اس کی برکت سے سچ اور میانہ روی ان کا امتیازی نشان ٹھہرا۔ یزید کو کافر کہہ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواجِ مطہرات کی توہین کرنے والے بنیادی طور پر بغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مریض ہیں اور اپنے دیگر صریح کفریہ عقائد کی بناء پر علی الاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف یزید کی حمایت کرنے والے اگرچہ گمراہی و سرکشی میں اول الذکر طبقے جیسے تو نہیں، تاہم شرفِ صحابیت کی یہ بھی کم شناسائی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو آباد رکھے کہ انہی کے دم قدم سے اسلام کی بہاریں ہیں۔ اعتقادی مسائل سے لے کر فقہی احکامات تک کہیں بھی یہ شدت یا تعصب کا شکار نہیں ہوئے اور پورے حوصلہ و متانت کے ساتھ چودہ صدیوں سے یہ دنیا میں اسلام کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی ہر بات سچائی پر مبنی ہوتی ہے اور بتقاضائے بشریت کبھی یہ اعتدال کی پٹڑی سے دائیں بائیں ہوتے بھی ہیں تو حقیقتِ حال سے مطلع ہونے کے بعد وہ رجوع کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ ان کے رجوع ناموں پر تو ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے مگر یہاں ہم اپنے موضوع سے متعلقہ صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں...... اگرچہ اس مثال کو رجوع یا مرجوع نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ ایک بددیانتی اور خیانت سے اظہارِ برأت ہے، مگر پھر بھی کسی درجہ میں یہ اپنے اندر صداقتوں کے کئی دیپ جلائے ہوئے ہے۔

ابو یزید کی فنکاری اور ایک سید کی ضربِ کاری

لاہور کے سید مٹھا بازار میں ابو یزید محمد دین بٹ نام کے ایک صاحب گزرے ہیں یزید سے محبت اور فریفتگی ان کی کنیت سے ظاہر ہے، انہوں نے ایک کتاب "خلافتِ رشید

ابن رشید'' کے نام سے لکھی تھی جس میں یزید کی منقبت اسی انداز میں کی گئی ہے جس رنگ میں اہل سنت حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ یا دیگر صحابہ کرام کی منقبت بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کتاب شائع کرنے کا منصوبہ مخفی رکھ کر معاصر علماء کرام سے یزید کے متعلق استفسار کیا کہ اس کے متعلق ہمارا نظریہ کیا ہونا چاہیے؟ کچھ حامیانِ یزید نے تو بٹ صاحب کی نیت کو بھانپ لیا کہ ان کا ارادہ کتاب لکھنے کا ہے، انہوں نے یزید کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے، اور کچھ سادہ طبع بزرگ ابو یزید کی یزیدی اور شاطرانہ جال میں آگئے اور انہوں نے ایک لایعنی اور بے مقصد موضوع میں الجھنے کی بجائے ابو یزید کو عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر توجہ مرکوز رکھنے کا مشورہ دیا اور شیعی افکار سے بھی مطلع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابو یزید بٹ صاحب نے مدحِ یزید میں کتاب لکھ ڈالی اور خیانت یہ کی کہ بعض جید علماء کرام کے خطوط میں از خود اضافہ کر کے بطور تقریظ وتصدیق کتاب کے ساتھ شائع کر دیں۔ اس وقت پاکستان میں تحریک تنظیم اہل سنت کا طوطی بول رہا تھا، کتاب میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ اور مولانا عبد الستار تونسوی رحمہ اللہ کے خطوط بھی شائع ہوئے جن سے بظاہر یزید کی تعریف کا پہلو نکلتا تھا، چنانچہ سنی حلقوں میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اور شیعوں نے الگ اودھم مچایا، ان حالات میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ نے ایک مضمون سپردِ قلم فرمایا جس کا عنوان ''لعنت اللہ علی الکاذبین'' رکھا گیا اور مذکورہ جلی عنوان کے ساتھ یہ مضمون ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور میں بابت ۲۷/ اگست ۱۹۶۵ء شائع ہوا تھا، وہ مکمل مضمون یہاں ملاحظہ فرمائیں، شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مجھے متعدد مقامات سے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض مقررین اپنے جلسوں میں حضرات علمائے دیوبند کے خلاف عموماً اور راقم اور رفیقِ محترم مناظرِ اعظم حضرت مولانا عبد الستار صاحب تونسوی مدظلہ کے خلاف خصوصاً کہتے پھرتے ہیں کہ ① یہ یزید کے حامی ہیں ② حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مخالف ہیں ③ انہیں مظلوم، شہید اور صحابی نہیں سمجھتے نیز انہوں نے ④ ''رشید ابن رشید'' کتاب لکھی ہے ⑤ لکھی نہیں تو لکھوائی ہے ⑥ لکھائی نہیں تو

اس کی تصدیق وتائید کی ہے......اس قسم کے خرافات کی سند میں وہ ’’خلافتِ رشید ابن رشید‘‘ کتاب بھی منبر پر دکھاتے پھرتے ہیں، حالانکہ یہ کتاب حکومت کی طرف سے ضبط شدہ ہے اور اس کی اشاعت ممنوع اور جرم ہے۔

احباب کی دِل آزاری:

بفضلہٖ تعالیٰ ہر جگہ علمائے دیوبند اور تنظیم اہل سنت سے وابستہ ومتعلق حضرات موجود ہیں ہمارے خلاف اس قسم کی ایمان سوز اور اشتعال انگیز باتیں سن کر ان کی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے پریشان ومضطرب ہو کر ہم سے رجوع کیا اور حقیقتِ حال دریافت کی لہٰذا میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم جمیع مبلغین واراکین تنظیم اہل سنت:

① ......نہ یزید کے حامی ہیں

② ......نہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مخالف ہیں

③ ......نہ انہیں شرفِ شہادت وصحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم جانتے ہیں

④ ......اور نہ ہی ہم نے ’’خلافتِ رشید ابن رشید‘‘ کتاب لکھی ہے

⑤ ......نہ لکھائی ہے

⑥ ......اور نہ اس کی تصدیق وتائید کی ہے

حقیقتِ حال:

درحقیقت یہ سارا دینی کام اور تبلیغی میدان میں ہمارے شکست خوردہ حریف مقابل حضرات کا غلط پروپیگنڈا ہے جو ان شریفوں نے تقریر وبیان اور تبلیغ وخطاب کے میدان میں شکستِ فاش کھا کر ہمارے خلاف شروع کر رکھا ہے۔ کل تک یہ غلط پروپیگنڈا، الزام وافتراء اور سب وتبرّا کی یہ ناپاک مہم ہمارے اکابر واسلاف کے خلاف برپا رہی، شکر ہے کہ آج اُن حضرات کا تو دامن چھوٹا اور اسٹیج پر انہیں گالیاں دینے کی بجائے ہمارے خلاف افک و بہتان کا طوفان اٹھا رکھا ہے۔

ایک نکتہ:

اگر عامۃ المسلمین یہ نکتہ بخوبی سمجھ لیں تو ہم سمجھیں گے ہمیں اپنے خلاف اس مہم کا اجر مل گیا کہ اگر ان اہلِ باطل کے پاس حق ہوتا تو یہ سٹیج پر مسلکِ حقہ کی حمایت میں ہمارے دلائل و براہین کا علمی جواب دیتے نہ کہ اس میدان سے راہِ فرار اختیار کر کے ہمارے بزرگوں کو نشانۂ سب و شتم اور ہدفِ طعن و تبرا بناتے ان کی تکفیر توہین کرنے یا ہمارے خلاف بہتان طرازی وافترا پردازی کرتے۔ کیا ہمارے کسی بزرگ نے یا ہم میں سے کسی نے ان شریفوں کے بزرگوں یا خود ان شریفوں کا نام بھی کبھی اپنی کسی تقریر میں لیا ہے؟ یا ان کے ذاتی کردار کی کوئی نشاندہی کی ہے؟ جن کے پاس حق ہے وہ حق بیان کرتے رہیں گے اور اہلِ باطل اہلِ حق کی پگڑی اچھالنے میں مصروف و منہمک رہیں گے۔

دوسرا نکتہ:

یہ شریف اپنے بیان میں مخلص ہوتے تو کتاب اور کتاب کے مصنف کے خلاف گوہر افشانی فرماتے۔ کیا مسلمان بھائی اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے کہ یہ لوگ کتاب کے مصنف کا تو نام تک نہیں لیتے۔ مضامین مندرجہ کے خلاف ایک حرف زبان پر نہیں لائے۔ اور کتاب ہاتھ میں لے کر پھیپھڑے اور گلے کا سارا زور راقم اور حضرت تونسوی مدظلہ، کے خلاف لگا دیتے ہیں جن کا کتاب سے کوئی واسطہ ہے نہ مصنف سے کوئی تعلق۔ کیا یہ صورتحال اس حقیقت کا کافی ثبوت نہیں کہ یہ لوگ دیہات میں جا کر، جہاں کے اکثر غیر تعلیم یافتہ اور سادہ لوگ حقیقت حال تک نہیں پہنچ سکتے اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا جلد شکار ہو جاتے ہیں، اس کتاب کو ہمارے خلاف محض ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور یہ بے چارے دلائل کے میدان میں بری طرح مار کھا کر اس طرح ہم سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

ہمارے عقائد:

میں واضح طور پر اعلان کرتا ہوں کہ ہم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے مقابلے میں نہ یزید کے حامی ہیں اور نہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مخالف، ہم آپ رضی اللہ عنہ کے اعداء ومخالفین کوملعون و مردود سمجھتے ہیں۔ درحقیقت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کی شخصیت میں موازنہ وتقابل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یزید، حسین رضی اللہ عنہ کی خاکِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور لاکھ یزید بھی جمع ہوں تو مرتبہ میں ایک یزید کے برابر نہیں ہو سکتے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نہ صرف حضور علیہ السلام کے صحابی ہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے لختِ قلب وجگر ہیں آپ رضی اللہ عنہ کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے بُغض وعداوت حضور علیہ السلام سے بُغض وعداوت ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مظلومیت کا پیکر ہیں اور دشتِ کربلا میں انتہائی بے دردی وسنگ دلی سے شہید کیے گئے۔

اعلانِ براُت:

میں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم نے کتاب ''خلافتِ رشید ابن رشید'' کی قطعاً کوئی تصدیق وتائید نہیں کی، نہ اس کے مضامین ومندرجات سے ہمارا کوئی تعلق ہے۔ اس میں جو باتیں صحیح ہیں، صحیح ہیں اور جو مسلکِ حقہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں ہم اُن سے بری وبےزار ہیں۔

حقیقت کیا ہے؟

حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کتاب کے مصنف محمد دین صاحب بٹ نے کتاب کی اشاعت سے ایک مدت پہلے مسلک کے اکابر علماء سے ایک مکتوب کے ذریعے یزید کی ذات سے متعلق استفسار کیا، واضح ہو کہ اس مکتوب میں کتاب کی تصنیف واشاعت کا تذکرہ تو کیا اشارا تک نہ تھا، جن علماء سے استفسار کیا گیا وہ نہ صرف تنظیمی تھے اور نہ صرف دیوبندی

تھے ان میں تنظیمی، غیر تنظیمی، غیر دیوبندی، دیوبندی مثلاً مولانا عبدالستار صاحب تونسوی، مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان (گوجرانوالہ) اور مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب (کراچی) بھی شامل تھے۔ علماء کرام نے اس مکتوب کا جواب بٹ صاحب کو لکھ دیا۔ بٹ صاحب نے چھبیس (۲۶) علماء کرام کے جوابات ان سے اجازت لیے بغیر اپنی کتاب میں شائع کر دیئے، ان میں ایک جواب میرا بھی ہے بٹ صاحب نے اُن جوابات کو علماء کرام کی اجازت کے بغیر تو شائع کیا مگر خیانت نہیں کی اور دیانت داری سے لکھ دیا کہ علماء کی یہ تحریریں میرے مکتوب کے جواب میں ہیں۔ انہوں نے اپنا وہ مکتوب بھی ان جوابات کے شروع میں نقل کر دیا۔ بٹ صاحب نے محض لوہے کا دوکاندار ہو کر تو دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا مگر شرع محمدی کے ان ٹھیکیداروں نے بایں جبہ و دستار منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارے خلاف بد دیانتی، دروغ بافی، غلط بیانی، بہتان طرازی اور افتراء پردازی کا بدترین مظاہرہ کیا اس پر سوائے اس کے میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ لعنت اللہ علی الکذبین۔

سید نور الحسن بخاری۔ صدر تنظیم اہل سنت پاکستان ❶

بے اعتدالی کا طوفان اور ایک پڑھا لکھا جانور:

فکری و نظریاتی بے اعتدالی نے ایسے ایسے طوفان کھڑے کیے کہ الامان والحفیظ! آپ یقین کریں کہ جب ملتان سے مولانا عطاالمنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ کو یزید کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ تو انہی دنوں اُن کے برادرِ نسبتی عبدالمنان شاہد صاحب کبھی شیعوں سے پیسے لے کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف کتابیں لکھ رہے تھے اور کبھی مرزائیوں کے ہاتھوں فروخت ہو رہے تھے۔ یہ عجیب و غریب مجموعۂ اضداد تھے۔ انہوں نے شاہد زعیم فاطمی کے نام سے دو حصوں پر مشتمل ایک کتاب "پردہ اُٹھتا ہے" لکھی تھی، جس میں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سمیت اُمت

---

❶ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور ۲۷/اگست ۱۹۶۵ء

کے تمام اسلاف کی نہایت بھونڈی تحقیر وتذلیل اور کردار کشی کی گئی ہے۔ اس پر تو ہم آگے تبصرہ کریں گے۔ پہلے ذرا ضیاء الحق قاسمی مرحوم کا ایک چشم کشا مضمون پڑھیے۔ ضیاء الحق قاسمی معروف مزاح نگار عطاء الحق قاسمی کے بڑے بھائی اور مولانا بہاؤ الحق قاسمی مرحوم کے بیٹے تھے۔ حیدر آباد سندھ میں ادویات کا کام کرتے رہے، پھر کراچی جا کر پبلشنگ کے کاروبار سے وابستہ ہو گئے ایک ماہ نامہ ''ظرافت'' کے نام سے نکالا کرتے تھے اور بہترین شاعر و مزاح نگار تھے، انہوں نے اپنی یادداشتوں میں عبدالمنان شاہد کو ''پڑھا لکھا جانور'' قرار دیا ہے، ان کا مضمون ملاحظہ ہو۔

''عبدالمنان شاہد ایک جید عالم دین کا بیٹا ہے، خود بھی عالم ہے۔ عربی، اردو، پنجابی، سرائیکی اور فارسی میں شعر کہتا ہے درس قرآن اور درسِ حدیث دیتا ہے، لاہور میں اس سے میری دوستی ہوگئی مگر اس کے کرتوت دیکھ کر یہ دوستی ٹوٹ گئی اس کو چوری کرنے کی بری عادت تھی، کسی دوست کو بھی معاف نہیں کرتا تھا، لاہور کی ایک مسجد کے امام صاحب نے اس کو قرآن شریف کا ایک نایاب قلمی نسخہ دکھایا، مولوی صاحب تھوڑی دیر کے لیے مسجد سے اُٹھ کر اپنے حجرے میں گئے اور یہ وہ قیمتی نسخہ لے کر وہاں سے رفو چکر ہو گیا۔ مولوی صاحب نے اس کے خلاف تھانے میں چوری کی رپٹ لکھوا دی، ایک سال بعد شاہد لاہور آیا مولوی صاحب کو خبر ہوئی اور انہوں نے تھانے والوں کو اس کی آمد کے بارے میں بتایا، یہ خود ہی تھانے پہنچ گیا اور تھانیدار سے کہا مجھے علم ہوا ہے کہ مولوی صاحب نے میرے خلاف آپ کے تھانے میں رپٹ لکھوائی ہے حالانکہ مولوی صاحب نے یہ قرآن کا نسخہ مجھے خود تحفے کے طور پر دیا تھا، تھانیدار نے کہا اچھا تو پھر لے آیئے وہ نسخہ۔ شاہد وہاں سے نکلا اور غائب ہو گیا، مولوی صاحب اس کو آج تک نہیں پکڑوا سکے۔

قادیانی فرقے کے کچھ لوگوں کو معلوم ہوا کہ شاید ایک پڑھا لکھا بے اصول آدمی ہے۔ انہوں نے اسے کچھ رقم ادا کر کے علمائے اہل سنت کے خلاف ایک کتاب

لکھوالی، جو کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکی ایک عرصے کے بعد شاہد حیدرآباد میں میرے پاس آیا اور کہا کہ آج تک آپ نے مجھ پر بہت مہربانیاں کی ہیں مگر میں نے ہمیشہ آپ کو دھوکہ دیا۔ اب اس زندگی سے میں تنگ آ چکا ہوں اور نیکی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں...... آپ میری شادی کرا دیں اور کچھ چھوٹا موٹا کاروبار کرا دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی۔ میں حافظ قرآن ہوں اور قاری ہوں، کاروبار کے ساتھ لوگوں کو دینی تعلیم بھی دیا کروں گا۔ میں نے اُسے اپنے پاس رکھ لیا اور ایک نیک شریف گھرانے میں اپنی ضمانت پر اس کی منگنی بھی کرا دی۔ میرے پاس ایک خالی دوکان تھی اس میں اس کو سٹیٹ ایجنسی کھلوا دی، منگنی اور دکان پر میرا خاصہ پیسہ خرچ ہوا۔ دکان کے افتتاح کے دوسرے روز دو تین عرب طلبہ ایک کرایہ کا مکان تلاش کرتے ہوئے شاہد کے پاس آئے شاہد نے اُن سے پوری گفتگو عربی میں کی، وہ لڑکے بہت متاثر ہوئے۔ شاہد ایک خالی مکان پر لے گیا اور باہر ہی سے بتایا کہ یہ مکان کرائے کے لیے خالی ہے۔ انہوں نے کہا اندر سے دکھا دیں تو شاہد نے کہا مالک مکان دفتر گیا ہوا ہے، کل صبح آپ کو اندر سے دکھا دیا جائے گا۔ آپ کچھ رقم بیعانہ کے طور پر مجھے دے جائیں میں مالک مکان سے بات طے کر لوں گا۔ وہ لڑکے شاہد کو ایک ہزار روپے دے گئے، وہ بہت خوش تھے خاص طور پر شاہد کی عربی دانی پر...... شاہد ایک ہزار روپے لے کر فرار ہو گیا اور میرے نام ایک رقعہ چھوڑ گیا کہ وہ بری عادتیں ترک نہیں کر سکتا، معذرت قبول کریں اور لڑکی والوں سے بھی معذرت۔ عرب لڑکوں سے میں نے ایک سو روپیہ لیا ہے، آپ ان کو دے دیں۔ عرب لڑکے آئے تو میں نے ان کو بتایا کہ شاہد چلا گیا ہے یہ ہے آپ کا دیا ہوا سو روپیہ...... انہوں نے کہا نہیں جناب ہم نے ایک ہزار روپیہ دیا تھا، شاہد یہاں بھی فتنہ کھڑا کر گیا بہر حال ان لڑکوں کو کچھ دے دلا کر میں نے خلاصی پائی۔ اس بات کو ۲۰ سال گزر چکے ہیں پھر شاہد نہ ملا۔ سنتے ہیں کہ وہ کبھی ہندوستان چلا جاتا ہے اور کبھی دوسرے ممالک میں اس

کا کاروبار جاری وساری ہے، دیکھیں کب گرفت میں آتا ہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے میں اپنے بچوں کے ساتھ لاہور میں کار پر جارہا تھا تو راستے میں شاہد نظر آیا، مگر ہمیں دیکھ کر اُس نے دوڑ لگا دی اور ہجوم میں غائب ہو گیا، اللہ رحم کرے اس پڑھے لکھے جانور پر ❶۔

مولانا مجاہد الحسینی چودھری حبیب احمد کی جماعت اسلامی کے رُخ اور کردار پر لکھی جانے والی ایک کتاب متعلق اپنے طویل انٹرویو میں انکشاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اصل میں یہ انہوں نے نہیں لکھی تھی بلکہ ہمارے ایک دوست عبدالمنان شاہد نے لکھی تھی وہ حضرت سید عطاء المنعم رحمہ اللہ کے برادر نسبتی تھے۔ جب میں جالندھر میں مدرس تھا تو وہ زیر تعلیم تھے اور ہماری گہری دوستی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے نانا مولانا سید محمد شریف مہت پوری کے ساتھ لائل پور آگئے تھے اِدھر سے میں بھی لاہور سے لائل پور میں آگیا تو جب انہوں نے یہ کتاب لکھی تو ساری معلومات یہیں بیٹھ کے مجھ سے لی تھیں میں نے سمجھا کوئی تحقیقی کتاب لکھنا چاہتا ہے، وہ اچھا ادیب اور شاعر تھا، اس کے ذاتی احوال ناگفتنی ہیں۔ انہوں نے چوہدری حبیب کو مسودہ دے دیا، یہ بھی بتا دوں کہ ایوب خاں کے دور میں یہ کتاب چھپوا کر اُس نے مربعے حاصل کیے تھے۔ میں نے ازراہِ تفنن کہا کہ بھئی اگر یہ بات تھی تو مربع تو آپ (شاہد) کو ملنے چاہئیں تھے ❷۔

سید عطاء المنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ کے مذکورہ برادر نسبتی کے کردار و اعمال کا آپ نے جائزہ لیا، تعجب ہے کہ اس قماش کے یہ صاحب اصحابِ رسول ﷺ کی عظمتوں پر تھوکنے کا شوق فرماتے رہے اور بار بار اپنا چہرہ ہی بگاڑتے رہے انہوں نے ایک متنازعہ ترین کتاب ''سیدنا علی ابن ابی طالب اور ان کے سیاسی حریف'' لکھ کر روافض سے پیسے بٹورے اور بعد ازاں ''پردہ اٹھتا ہے'' کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھی کہ جس کے مندرجات پڑھ کر اُبکائیاں آتی ہیں۔

---

❶ مجھے یاد آیا، صفحہ نمبر ۱۷، قاسمی پبلی کیشنز، بنگلوز اسکیم، کراچی

❷ قومی ڈائجسٹ لاہور صفحہ ۲۸، اکتوبر ۲۰۰۹ء

جس کتاب کی طرف ضیاء الحق قاسمی مرحوم نے اپنے مضمون میں اشارا دیا ہے کہ ایک کتاب شاہد نے مرزائیوں کے کہنے پر لکھی تھی، مگر وہ چھپ نہ سکی، غالباً وہ یہی کتاب ہے جو چھپ گئی تھی۔ یہ کتاب پڑھ کر تو اندازہ ہوتا ہے کہ عبدالمنان شاہد نے مرزائیوں اور شیعوں سے مشترکہ ٹھیکہ طے کر کے اپنا ایمان برباد کیا، کیونکہ اس کی ایک جلد مکمل اصحاب رسول ﷺ کے خلاف ہے اور دوسری علماء اہل سنت کی تحریص پر مبنی ہے۔ پہلا حصہ ۲۴۷ صفحات پر اور دوسرا ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے بعد عبدالمنان شاہد کو ایران بھی لے جایا گیا تھا، جہاں وہ اپنے ایک بھانجے کے ہمراہ شیعیت کے ٹکڑوں پہ پلتے رہے تھے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

باعثِ تعجب یہ ہے کہ ایک ہی خاندان میں افراط و تفریط کی اس سے بدتر مثال شاید ہی کہیں مل سکے کہ ایک طرف یزید کی منقبت اور دفاع کا سلسلہ جاری تھا اور اسی گھرانے کا ایک فرد اصحابِ رسول ﷺ کے عدمِ ایمان پر کتابیں لکھ رہا تھا۔ اور اس سے بڑھ کر تعجب یہ کہ عبدالمنان شاہد کے خلافِ اسلام اور واضح کفریہ نظریات کا ان کی طرف سے کوئی تعاقب نہ ہوا اور نہ آج ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دفاعِ صحابہ کرنے والوں پر معروف اعتراض:

برصغیر پاک و ہند میں جب کبھی دفاعِ صحابہ پر کوئی تحریک وجود میں آئی تو شیعہ لوگوں نے سب سے پہلا پروپیگنڈا ان کے خلاف یہ کیا کہ یہ یزید کے حمایتی ہیں، اور اہل بیت کے دشمن ہیں، جبکہ یہ سو فیصد جھوٹ ہے جو شیعوں نے یہودی دماغ لے کر نہایت غور و خوض سے پھیلایا تھا، وگرنہ پاک و ہند میں حضرتِ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے لے کر خاندانِ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تک، امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ سے لے کر تنظیم اہل سنت تک، پھر تحریک خدام اہل سنت اور سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم تک کسی دیوبندی، بریلوی یا اہل حدیث نے قطعاً کبھی یزید کی حمایت نہیں کی، ہاں البتہ محمود احمد عباسی سے متاثرہ گنے چنے افراد اس شیعی پروپیگنڈے کی تقویت کا سبب ضرور بنے جنہوں نے دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبہ سے سرشار

ہوکر خاندانِ اہل بیت کی تنقیص اور یزید کی حمایت ضروری سمجھی، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان کی تردید وتنقید پر سب سے بڑا سرمایہ علمی بھی علماء اہل سنت نے ہی چھوڑا۔ جس کی تفصیل آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

ایک خواب:

کتاب کی تکمیل کے لیے کام جاری تھا کہ ایک رات نہایت دلکش خواب دیکھا، خواب گو شرعی حجت نہیں ہوتے مگر مبشرات میں سے ضرور ہوتے ہیں۔ اپنے قابل قدر دوست جناب شبیر احمد خان میواتی کے اصرار پر یہ خواب یہاں درج کر رہا ہوں۔

''ایک شب خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر کہیں میری تقریر ہو رہی ہے، اتنے میں سفید لباس اور سرخ رومال میں ملبوس ایک بزرگ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ شانِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور فسقِ یزید بیان کرو، میں نے جب نگاہ اٹھا کر پیچھے دیکھا تو مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ تھے۔ میں حسن ظن کی بنیاد پر سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے غلط فہمیوں اور عدم تحقیق کی بنیاد پر جو نظریہ قائم کیا تھا، وفات سے پہلے وہ اس سے رجوع کر چکے تھے۔ بہر حال یہ کوشش غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے بروئے کار لائی گئی ہے، اعتدال سے ہٹ کر یزید کی مخالفت اور حمایت دونوں رفض و بدعت کی تقویت کا موجب ہیں، اس سلسلہ میں شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) کی ایک بات سے آپ یقیناً محظوظ ہوں گے۔

''میرے والد بزرگوار مولانا سید قدرت اللہ شاہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ علاقہ سوات میں اس مسئلہ پر مناظرہ منعقد ہوا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہ؟ حضرت مولانا اخوند درویزہ رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، وہ فرماتے تھے:

لعنت مکروہ پہ یزید — چہ لہٗ رِفضہ شے بعید

یزید پر لعنت نہ کریں تا کہ آپ روافض سے جدا ہو جائیں۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ قابل لعنت نہیں، بلکہ رفض و بدعت کے جراثیم سرایت ہونے کا خدشہ ہے، چنانچہ اس کا تجزیہ تو آج ہمیں بھی ہو رہا ہے جو لوگ محبت اہل بیت اور نفرت یزید کا معیار روافض کے جذبات بنائے ہوئے ہیں، وہ کم نصیب دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام تک نہیں لیتے ان کی تمام تر ہمدردیاں اور رواداریاں شیعوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ حال ہی میں شیعوں کے معروف رسالہ ماہ نامہ ''پیام'' میں ایک بریلوی اور ایک دیوبندی عالم کے مضامین ان کی تصویروں کے ساتھ چھپے ہوئے ہیں ❶۔

میں حیران ہوں کہ ان دوستوں میں ایسی کونسی حُب اہل بیت عود کر آئی ہے کہ روافض ان سے خوش ہیں۔ حالانکہ روافض کے ہاں حُب اہل بیت رضی اللہ عنہم، بُغض صحابہ رضی اللہ عنہم کے بغیر ناقابل اعتبار ہے۔ اور شیعہ مذہب میں اُسی سنی کو محبّ اہل بیت سمجھا جاتا ہے جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے نہ کرتا ہو اور شیعوں کے کفریہ عقائد کی تردید نہ کرتا ہو۔ چنانچہ وہ سنی جسے شیعہ محبّ اہل بیت قرار دیتے ہیں وہ سنی حلقوں میں شیعوں کی صفائی دیتے نظر آتے ہیں اور ان کے صریح کفریہ عقائد و اعمال کو نہایت خفیف کر کے سنی حلقوں میں پھیلاتے ہیں اور اپنی قبر و حشر سے بالکل بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ اہل بیت اور صحابہ کی تقسیم ہی شیعیت اور شیعیت کی کوکھ سے جنم لینے والی ناصبیت کی پیدا کردہ ہے، وگرنہ اہل سنت تو دونوں کو اپنی آنکھوں کا نور، دل کا سرور اور مصدرِ ایمان و ایقان سمجھتے آرہے ہیں، مولانا ڈاکٹر علی شاہ مدظلہ، سوات میں ہونے والے اس مناظرہ کی روداد میں مزید فرماتے ہیں کہ ''ہمارے اکوڑہ خٹک کے رئیس خوشحال خاں خٹک جو پشتو کے بڑے شاعر گزرے ہیں وہ بھی اپنے علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ اسی مناظرہ کے لیے سوات گئے۔ مناظرہ کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا اس کے فوراً بعد خوشحال خاں کھڑے ہوئے اور با آوازِ بلند فرمانے لگے کہ ریحانۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی کا میں وکیل ہوں، حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کا

---

❶ ''پیام'' اسلام آباد، خاتونِ جنت نمبر، مارچ اپریل ۲۰۱۴ء

وکیل صفائی کون ہوگا؟ تا کہ اس کے بعد مدلل طریقے سے مناظرہ شروع کریں۔ چاروں طرف خاموشی ہی خاموشی تھی کسی کو یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بالحرب کے پیش نظر ریحانۃ الرسول ﷺ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں یزید کی وکالت سے اللہ تعالیٰ کی لڑائی کا چیلنج قبول کر سکے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں (اور) تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کرام اولیاء اللہ ہیں [1]۔

چند سال قبل تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے مرکزی امیر صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر اور کچھ دیگر اہلِ علم نے راقم الحروف کو حکم دیا کہ حامیانِ یزید کی تردید، ان کے نئے و پرانے دلائل ورذائل، اور کتب کے تبصرہ وتعارف پر قسط وار مضمون کا آغاز کریں چنانچہ تعمیل حکم میں ''یزیدی فتنہ'' کے نام سے پہلی قسط ماہ نامہ ''حق چار یار'' لاہور اگست ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی اور پھر یہ مقالہ متواتر پچاس قسطوں پر پھیلتا ہوا مارچ ۲۰۱۴ء میں اس لیے مکمل کرنا پڑا کہ اب جامعۃ الکوثر اسلام آباد کے ایک شیعہ مدرس سے مباحثہ شروع ہوگیا تھا اور تادم سطور اس کی بھی آٹھ قسطیں شائع ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد وانتہا شکر ہے کہ ذاتِ کریم نے ان پانچ سالوں میں مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور فسقِ یزید کے متعلق اسلافِ امت کا معتدل نظریہ پیش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ اور حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی پورا پورا دفاع کرنے کا حوصلہ عطا فرمایا، ہم اس پر اپنے رب کریم کا لامحدود شکر ادا کرتے ہیں۔ جب ان مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ ہوا تو عزیزم محمد عثمان حسن بہت کام آئے، انہوں نے پچاس قسطوں کا ازسرِ نو مطالعہ کیا، اصل کتب سے حوالہ جات کا تقابل کر کے ضروری مقامات پر کمی بیشی کی، مکررات کو حذف کیا، پروف ریڈنگ بھی خود ہی کی، اور اب اسے ''دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ'' کے نام سے ادارہ مظہر التحقیق لاہور سے شائع کروایا جا رہا

---

[1] یزید اکابر علماءِ اہل سنت کی نظر میں ص ۲۶ طبع جدید شاہ نفیس اکادمی لاہور

ہے۔زیرِ نظر اڈیشن کے لیے انگلینڈ میں مقیم پاکستانی احباب نے دریا دلی کا مظاہرہ کیا۔اس کے اخراجات برداشت کیے اور انہوں نے از خود اس کی خواہش ظاہر کی۔قبل ازیں مدینہ منورہ سے الحاج محمد اسماعیل سلیمان بدات کے تعاون سے اڈیشن چھپ چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبۂ صادقہ کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور کتاب ہذا کو مکفوف البصر لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کی غلامی کا جذبہ نصیب فرمائے۔آمین

تاریک شب میں سحر پیدا کر
جو دین کے کام آئے وہ سر پیدا کر
قلت کو اگر بدلنا ہو کثرت سے
تو محمدؐ کے صحابہؓ کا جگر پیدا کر

عبدالجبار سلفی
ادارہ مظہر التحقیق متصل جامع مسجد ختم نبوت
کھاڑک ملتان روڈ، لاہور
۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ
۱۰ر جولائی ۲۰۱۴ء بوقت صبح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

یہ زمانہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے، مگر حصولِ دین کے اعتبار سے بالکل تاریکی اور ضلالت کا دور ہے......اسلافِ امت کہ جنہوں نے اپنے علم وعمل، زہد وورع، تقویٰ و طہارت نیز کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے بے لاگ تبصروں اور تجزیوں سے عالمِ انسانیت میں تحیر انگیز اور عدیم النظیر انقلاب برپا کردیا تھا۔ آج ان کی علمی وتحقیقی خدمات پر اعتماد کی بجائے ان کو اپنی جہالت، غباوت، شقاوت اور یبوست کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے۔ اہل حق کہ جن کی تحقیقات، تضاد، اختلاف، ابہام اور التباس سے ماوریٰ نہایت صاف، نکھری اور واضح ہوتی ہیں، ان پر تشکیک کی سیاہ چادریں چڑھا کر حق وصداقت کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ جھوٹ اس قدر عام ہوگیا ہے کہ سچ منہ چھپائے پھرتا ہے اور سچوں کی کسی بات پر اہل زمانہ کان دھرنے کو تیار نہیں۔

زمانہ اس قدر قائل ہوا ہے فیض جھوٹوں کا
جو سچ کہتے ہیں، ان کی ایک بھی مانی نہیں جاتی

وطنِ عزیز پاکستان کے موجودہ حالات متحمل نہیں ہیں کہ فروعی مسائل کو موضوعِ سخن بنا کر شبابِ خامہ کو انگڑائی دی جائے لیکن جب کوئی شخص یا طائفہ مآخذ شریعت اور مزاج سلف پر اپنی قلبی واردات کو مسلط کردے تو زبان وقلم سے قیامتیں جنم لیتی ہیں، اس لیے ابوالعجبیوں کا بیچ چوراہے بھانڈا پھوڑنا بھی اہل حق کا فرض منصبی ہے......اس وقت بعض وابستگانِ اہل سنت کہ جن کا طغرۂ امتیاز اعتماد علی السلف تھا، دن بدن عدمِ اعتماد علی السلف کے مریض بنتے

جا رہے ہیں۔ مشائخ اہل سنت کی علمی و نظریاتی املاک تخت و تاراج ہونے کو دکھائی دے رہی ہیں...... اگر اہل حق نے آگے بڑھ کر اس بے راہروی کا سدّ باب نہ کیا اور پھیلتے ہوئے اس سرطان کا بروقت علاج نہ کیا تو خاکم بدہن یہ مکروہ مناظر تاریخ کی لوح پر نقش ہو کر رہ جائیں گے۔ زوالِ فہم کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہوگی کہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کو بھی سر چھپانے کے لیے کچھ گھروندے نصیب ہو گئے ہیں اور عقل و شعور سے عاری، تدبر و دانش سے محروم علم و عمل سے تہی دامن لوگ جن کی کھوپڑیاں کسی جہل کدے سے کم نہیں۔ اِٹھلا اِٹھلا کر اور چلا چلا کر یزید کی تعریف و توصیف میں ارض و سماء کے قلابے ملا کر داغ دھبے دور کرنے کی کوششِ ناروا کر رہے ہیں مگر سچ ہے کہ

خونِ ناحق بھی چھپانے سے کہیں چھپتا ہے؟
کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

بحمد اللہ کہ ہم تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ہماری ساری تگ و تاز اور مشقِ سخن کا خلاصہ فقط یہی ہے کہ

مختصر سی میری کہانی ہے
جو بھی ہے اُن کی مہربانی ہے

کوچۂ یزید کے مست موالی طبقے کا دلائل و براہین اور عباراتِ اکابر کی روشنی میں تفصیلی جائزہ لینے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو فطرتِ سلیمہ اہل السنّت والجماعت کے نظریئے کو قبول کرنے میں دیر نہیں کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

مقامِ اہل بیت رضی اللہ عنہم

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اہل السنّت والجماعت کی آنکھوں کا نور ہیں۔ ان کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض و عداوت حرمان نصیبی ہے۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے کیا خوب فرمایا کہ

آل النبیؐ ذریعتی وھم الیہ وسیلتی
ارجوا بھم اعطی غدا بیدالیمین صحیفتی❶

ترجمہ: ''حضور ﷺ کے آل کی محبت میرے لیے مغفرت کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا وسیلہ ہیں، میں اس بات کا اُمیدوار ہوں کہ ان انفاسِ طاہرہ کی برکت سے کل قیامت کے دن میرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں عنایت کیا جائے گا''

حضرت امامِ عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خاندانِ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت ومنقبت پر کئی ایک فرامین آبِ وحی سے دُھلی زبان نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اصحابِ رسول ﷺ جیسی مقدس ومطہر اور مصفیٰ ومزکیٰ جماعت کے ایک فردِ بزرگ پر حریصِ دنیا، متمنیٔ بادشاہت اور باغیٔ مملکت جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے، جسے اللہ و رسول ﷺ کا کوئی پاس نہ ہو۔ بے شمار آیات قرآنی اور احادیث نبویہ نے ایسے تمام خرافات وسفایات کو بیت عنکبوت کی طرح تار تار کیا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ، جن کا بچپن راکب دوشِ مصطفیٰ ﷺ بن کر گذرا، رُخ انورِ مصطفیٰ ﷺ کی تلاوت کا شرف حاصل ہوا، لعاب مصطفیٰ ﷺ کی تحنیک ملی، جن کے کانوں میں حبیب پروردگار کی اذان گونجی، جن کی پرورش خاتونِ جنت کے شیر اطہر سے ہوئی۔ ان کو اگر ایک فاسق و فاجر اپنی بیعت پر مجبور کرے تو وہ کل شیء یرجع الی اصلہ کے مصداق بن کر طاغوتی طاقت سے کیوں نہ ٹکراتے؟

حمایت یزید پر چند کتب کے نام

حمایت یزید پر وطنِ عزیز میں لاتعداد کتب ورسائل چھپے ہیں، جن میں کھوٹے سکوں کی مدد سے یزید کی وکالت کی گئی ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:

① ..... خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ ویزید .... محمود احمد عباسی

---

❶ الصواعق المحرقۃ، مصر، ص ۱۸۰

② ...... حیاتِ سیدنا یزید ...... مولانا عظیم الدین صدیقی

③ ...... خلافت رشید ابن رشید ...... ابو یزید محمد دین بٹ

④ ...... خلافت راشدہ ...... حکیم فیض عالم صدیقی

⑤ ...... امیر المؤمنین یزید اکابر اسلام کی نظر میں ...... عظیم الدین صدیقی

⑥ ...... اسلام کے اچھے نام ۔ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید ...... محمد فاروقی النعمانی

⑦ ...... دو مظلوم بھائی ...... بوانا میاں خان

⑧ ...... واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ...... مولانا عطاء اللہ بندیالوی

⑨ ...... واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر ...... مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

⑩ ...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور امیر یزید ...... حسن محمد، نوکھر کی، گوجرانوالہ

⑪ ...... مظلومِ کربلا ...... مولانا محمد حسین نیلوی

⑫ ...... امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ ...... حکیم عبد الرحمٰن خلیق

⑬ ...... تحقیق شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ، شیعہ کتب سے ...... حکیم فیض عالم صدیقی

⑭ ...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور امیر یزید ...... مولانا حسن محمد

⑮ ...... سیرت امیر المومنین سیدنا یزید ...... ابو الارشاد محمد اسماعیل جاروی السلفی

⑯ ...... فضیلت جہاد اور امیر المومنین یزیدؒ ...... ابو محمد ادریس ہاشمی

⑰ ...... واقعہ کربلا پر تحقیقی نظر ...... خالد گرجاکھی

⑱ ...... یزید بن معاویہ۔ شخصیت و کردار ...... خالد گرجاکھی

⑲ ...... آئینہ کربلا (پنجابی، منظوم) ...... حکیم باغ علی

⑳ ...... اصحاب رسولؐ اور حقیقت کربلا ...... ابو یزید محمد دین بٹ

㉑ ...... حضرت حسینؓ وامیر یزید ...... اسحاق قلبی

ان تمام کتب کے اندر حقائق کو مسخ کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے اور غیر معتبر مورخین کی عبارت کو کتاب وسنت، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم، فہم اسلاف اور اجماعِ امت کے مقابل

لاکھڑا کیا گیا ہے...... عبارات میں قطع و برید اور حوالہ جات میں تحریف و خیانت اس ٹولے کا اوڑھنا بچھونا ہے...... پہلے بطور نمونہ مداحین یزید کی کتب سے چند اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں۔ اس کے بعد مفسرین و محدثین، مورخین و مفکرین اور اکابرین امت کا نظریہ پیش کیا جائے گا تاکہ قارئین موازنہ کر کے نتیجے پر پہنچ سکیں کہ حق کس ساتھ ہے اور کانٹے کس کے دامن میں ہیں!

ابو یزید محمد دین بٹ

کتاب ''خلافت رشید ابن رشید'' کے مؤلف ابو یزید محمد دین بٹ نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ یزید کے نام پر ''رضی اللہ عنہ'' لکھ کر یوں سرخیاں جمائی ہیں۔

① ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امیر المؤمنین یزید کے حامی تھے (ص ۱۰۲)

② ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امیر ہرگز فاسق نہیں ہوسکتا (ص ۱۰۳)

③ ...... امیر المؤمنین یزید کے محاسن (ص ۱۳۱)

④ ...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا مقصد حصولِ خلافت تھا (ص ۱۹۲)

⑤ ...... دونوں بزرگ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) خلافت کو اپنا خاندانی حق سمجھ کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے مسلمانوں کے سمجھانے اور منع کرنے کے باوجود بھی اپنی ضد پر قائم رہے (ص ۱۹۳)

اس کتاب پر ایک یزیدی مولانا سید اظہار الحق سہیل شاہ صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ) نے چند عربی اشعار تحریر کیے ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

اسلم روح سیدنا یزیدا

امیر المومنین باالحق الصواب

(میں سیدنا یزید کی روح پر سلام بھیجتا ہوں، جو کہ امیر المؤمنین ہیں اور حق بات یہی ہے)①

---

① خلافت رشید ابن رشید، ناشر بٹ آئرن مرچنٹ، لاہور، ص ۲۴۰

بوانا میاں خاں یوں یزید کی مداح سرائی کرتے ہیں:

''بعض عجمی پیروں نے اپنے بڑوں کی خفت مٹانے کے لیے اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی خاطر امیر المومنین یزید کو مطعون اور بدنام کرنا شروع کر دیا پھر دنیا جہاں کی جھوٹی اور موضوع روایات محض اسے بدنام کرنے کے لیے گھڑی گئیں اور ناکردہ گناہ بھی اس غریب کے سر تھوپے گئے حالانکہ وہ ایک خوش اخلاق، نیک اطوار، مجاہد حکمران اور مومنین کرام وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا متفقہ امیر تھا۔ ایک ہزار سال سے امیر یزید کو خواہ مخواہ بدنام کیا جا رہا ہے'' ❶

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

حکیم فیض عالم صدیقی یوں رقمطراز ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ آپ (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں، ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے'' ❷

مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ (مدفون بیت المقدس فلسطین) کا مشہور شعر ہے:

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس شعر نے یزیدیت کی دکھتی رگ کو دبایا ہے اور آج تک یزیدیوں کے سینے پر سانپ لوٹ رہے ہیں چنانچہ یہی حکیم فیض عالم لکھتے ہیں:

''آج جوہر زندہ ہوتے تو ان سے دریافت کیا جاتا کہ حضرت! کربلا سے پہلے اسلام کہاں مُردہ تھا؟ اور کربلا کے بعد کس قدر زندہ ہوا۔ کیا کربلا کے واقعے

---

❶ بوانا میاں، دو مظلوم بھائی، صفحہ ۱۴۔۱۵

❷ خلافت راشدہ، بکس اینڈ بکس لاہور، صفحہ ۱۲۴

کے بعد امویوں سے سلطنت چھن گئی۔ کیا یزید مر گیا؟ جو ہر مرحوم کو اس قدر بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اس وقت کے مسلمانوں نے حسین کے قتل کو پرکاہ جتنی وقعت نہیں دی تھی'' ❶

عظیم الدین صدیقی

کراچی کے عظیم الدین صدیقی نے اپنی کتاب ''حیاتِ سیدنا یزید'' کی ابتداء ان اشعار سے کی۔

ہر آن راہبر تھی ہدایت یزید کی　　کیوں راشدہ نہ ہوگی خلافت یزید کی
کیا مصلحت تھی پوچھیے ابن حسینؓ سے　　تسلیم کی ہے جس نے خلافت یزید کی
مانو نہ مانو مگر دنیا نے مان لی　　دانش معاویہؓ کی خلافت یزید کی
تسلیم کی ہے متفقہ طور سے انیس　　اہل عرب و عجم نے سیادت یزید کی

''حیات سیدنا یزید'' طبع دوم میں یہ نظم حذف کر دی گئی ہے، اور یہ اشعار درج کیے گئے ہیں۔

بدی کے ساتھ جو ذکرِ یزید کرتے ہیں
کہو انیس کہ یہ ہے طریق بولہبی
زبانِ طعنہ و تشنیع کھولنے والے
منافقین ہیں، یا ہیں شکارِ بے خبری

عظیم الدین صدیقی مولانا عبداللہ صاحب کے استاذ ہیں

مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ (سابق خطیب لال مسجد اسلام آباد) نے کتاب ''حیات سیدنا یزید'' کی اشاعت کے بعد مصنف کو خط لکھا تھا...... خط کا مضمون یہ ہے:

---

❶ خلافت راشدہ، ناشر بکس اینڈ بکس لاہور، صفحہ ۱۲۴

محترم السید الاستاذ المکرم، محمد عظیم الدین صدیقی صاحب

سلام مسنون......خط ملا......آج ہی شیخ القرآن سے بات کی کتاب ''حیاتِ سیدنا یزید رحمہ اللہ'' ان کو ابھی تک نہیں ملی۔ تبصرہ اور رائے کی درخواست بھی کی، انہوں نے قبول فرمالیا......ویسے بھی وہ حضرت امیر یزید رحمہ اللہ کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا ہے لیکن وہ بھی میری ہی طرح برملا اظہار بوجوہ نہیں کرتے...... یہ مجبوری نامعلوم ہماری کب تک چلے گی؟ کوئی آنے والا نہیں ہے ورنہ دستی کتب مزید منگواتا......

والسلام

محمد عبداللہ

خطیب مرکزی جامعہ مسجد، اسلام آباد

مولانا محمد عبداللہ صاحب کا یہ مکتوب ''حیاتِ سیدنا یزید'' طبع دوم میں موجود ہے......

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے، ابھی حال ہی میں ''لال مسجد'' اسلام آباد کا جو اندوہناک سانحہ پیش آیا، اس میں مولانا عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کے شہید فرزند غازی عبدالرشید رحمہ اللہ کا بارہا بیان اخبارات میں آیا کہ ہم ''شہداء کربلا کی پیروی میں یزیدیت سے بغاوت کر رہے ہیں''

عزیر احمد صدیقی (آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا)

یہ بھی کراچی کے جلے بھنے یزیدی تھے۔ اپنی زندگی کی آخری کتاب ''انمٹ نقوش'' میں خود کو ''سابق رافضی'' لکھا......رافضیت کو چھوڑا تو خارجیت کی گود میں آگرے، گویا ''آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا'' کے مصداق ہوئے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے تھے جگہ جگہ یزید کے نام پر ''رحمہ اللہ'' والہانہ انداز میں لکھتے ہیں:

''حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت

مدنی رحمہ اللہ) نے جب خارجیت و یزیدیت کا تعاقب کیا تو عزیز احمد صاحب کے دماغ میں سوئے ہوئے کنکھجورے پھڑک اٹھے، چنانچہ ان الفاظ میں اپنا غصہ نکالا۔

''چکوال کے کوئی قاضی جی ہم پر غرا رہے ہیں۔ یہ تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وارث بن گئے ہیں۔ یہ قاضی جی اور ان کے چوہے پاکستان میں اسی سنت کی خدمت میں مصروف ہیں۔'' ❶

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے عالی ظرف کو داد دیجیے کہ اس کا جواب اس جملے میں دیا۔

''عزیز احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے سکتے ہیں'' ❷

کہہ رہا تھا شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے وہ اتنا ہی خاموش ہے

نذیر احمد شاکر

''وکلائے یزید'' میں سے ایک وکیل نذیر احمد شاکر بھی ہیں۔ سب یزیدیوں کی تان بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ پہ آ کر ٹوٹتی ہے۔ چنانچہ شاکر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دکھاوے کے لیے بیعتِ عامہ کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، مگر دل میں ان سے بیر (بغض) رکھتے تھے'' ❸

یہ کتاب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین پر مشتمل ہے۔ محقق اہل سنت مولانا محمد نافع مدظلہ کی ضخیم اور تحقیقی کتاب ''سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' اسی کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

---

❶ اہل بیت رسول، صفحہ ۸۶-۸۸

❷ میاں طفیل محمد کی دعوتِ اتحاد کا جائزہ، ناشر تحریک خدام اہل سنت، چکوال، صفحہ ۹۳)

❸ شمائل علی، مکتبہ جاء الحق کراچی، صفحہ نمبر ۱۲۱

محمود احمد عباسی

پاکستان میں فتنۂ خارجیت و یزیدیت کے بانی مبانی یہی حضرت تھے۔ جن حضرات کا پہلے تعارف گذر چکا، وہ سب کے سب بالواسطہ یا بلاواسطہ عباسی صاحب کے شاگرد ہیں۔ کتاب ''خلافتِ معاویہؓ و یزید'' انہی کی تصنیف ہے۔ اس کے جواب میں مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے ''شہید کربلا اور یزید'' لکھی، جب کہ قاضی اطہرؒ مبارک پوری نے ''سیدنا علیؓ و حسین رضی اللہ عنہما'' لکھ کر حق و صداقت کو آشکارا و ہویدا کیا...... عباسی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

''جس شخص کا ایمان قرآن پر نہ ہو وہ البتہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کہہ سکتا ہے، ان کی شہادت قتل فی سبیل اللہ کی نہ تھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہنشاہ حکومت کی خواہش ضرور کی۔ مگر ناکام رہے'' ❶

افراط و تفریط کے شکار دو گروہ

یزید کے مسئلہ پر دو گروہ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس حد تک شدت اختیار کی کہ یزید کو کافر قرار دے کر گالیاں تک دینا اپنا معمول بنا لیا اور دوسرے گروہ نے اس حد تک تائید اور وکالت کی کہ یزید کی محبت میں منصبِ صحابیت تک کا لحاظ نہ رکھ سکے، اور رفتہ رفتہ خلیفۂ چہارم سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جاہلانہ تنقید کا نشانہ بنایا، بنیادی طور پر یہ دونوں گروہ سلف صالحین کی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔ دین میں کوئی مسئلہ یا کوئی موضوع ایسا نہیں ہے جس کے متعلق اسلاف نے کلام نہ کیا ہو۔ پھر اسلاف سے کوئی رائے لیے بغیر ایسے عناوین پر تحقیق کر کے اس کو حرفِ آخر قرار دینا اور پوری ڈھٹائی سے اس کو اجماعِ امت اور تعاملِ امت کے مقابلہ میں لا کھڑا کرنا حماقت ہے۔

---

❶ رسوماتِ محرم اور تعزیہ داری، کراچی، صفحہ ۵۹-۶۰

امام اوزاعی رحمہ اللہ کا ایک قندیل ہدایت ارشاد

امام اوزاعی رحمہ اللہ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی طرح خود مجتہد اور صاحب مذہب تھے، کا ارشاد ہے۔

اصبر نفسك على السنة، وقف حيث وقف القوم، وقل لما قالو، وكف عما كفوا، واسلك سبيل سلفك الصالح، فانه يسعك ماوسعهم۔ ❶

ترجمہ: ''جی لگا کر (اہل) سنت کی راہ پر لگے رہو۔ ان پہلوں کے قدم جہاں رک گئے ہوں وہاں تم بھی رک جاؤ، جس بات کے وہ قائل ہوئے، تم بھی قائل ہوجاؤ اور جس بات سے وہ خاموش اور کنارہ کش رہے ہوں، تم بھی اس سے کنارہ کش ہوجاؤ۔ چلو تو ان اپنے سلف صالحین کی راہ پر چلو، اس لیے کہ گنجائش کا جو دائرہ ان کے لیے ہے وہی تمہارے لیے بھی ہے''

ایک مجتہد اور راسخ العلم کا یہ قول طبع مستقیم اور ذوقِ سلیم رکھنے والوں کے لیے فانوس اور شمعِ فروزاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہر کیف جو گروہ حامیانِ یزید کا ہے، انہوں نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے شیعہ، سنی اختلاف کی وجہ اور بنیاد یزید کو سمجھا ہے چونکہ شیعہ مذہب کے ہاں ''یزید'' نام ایک گالی کی حیثیت اختیار کرچکا ہے اور یزید کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، اس لیے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی قدر بڑھ کر ان کے دلوں میں بُغض معاویہ ہوتا ہے۔ حامیانِ یزید کہتے ہیں کہ اگر یزید کے فسق و فجور کا نظریہ رکھا جائے تو حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کا دروازہ کھلتا ہے۔ آگے چلنے سے پہلے ہم اس کا جواب دیتے چلیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر صحابیت کا تمغہ لگا ہوا ہے، ان نادان حامیوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کی عظمت و منقبت کے لیے شرفِ صحابیت کیا کم ہے کہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والا بابرکات کو یزید جیسے کمبخت کا سہارا دینا پڑے؟

---

❶ شرح اصول اہل السنۃ والجماعۃ جلد نمبر ۱، ص ۱۵۴

نوٹ

ہم نے یہاں حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی اتباع میں یزید کو کم بخت لکھا ہے، کیونکہ آپ رحمہ اللہ نے یزید کو کمبخت قرار دیا ہے۔ (1)

وُکلاءِ یزید نے نہ صرف یہ کہ شیعہ وسنی اختلافات کی بنیادی وجوہات جاننے کی کوشش نہیں کی ہے، بلکہ یہ عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی نا آشنا ہیں۔ وگرنہ یزید کے دفاع میں امام عالی مقام سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفۂ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر تنقید کے نشتر چلانا اور تحقیر آمیز جملے لکھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

''مسئلہ یزید'' کے متعلق راہِ اعتدال اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ واقعۂ کربلا کے متعلق غیر معتبر کتابوں کا تخم مٹا دیا جائے اور معتبر و مستند کتابوں سے عوام الناس کو آشنا کروایا جائے۔ اس وقت مارکیٹ میں غیر معتبر کتابوں کا ایک انبار دکھائی دیتا ہے۔ سادہ لوح لوگ ان کو پڑھ کر اتنی گمراہی نہیں پھیلاتے، جتنا اَن پڑھ واعظین اپنی خطابت کا جادو دکھانے کے لیے برسرِ منبر حقائق کا خون کرتے ہیں۔

واقعہ کربلا کے متعلق غیر معتبر کتب

تاریخ اور سوانح نگاری بہت اہم مگر مشکل موضوع ہے، اس کے لیے بہت جگر سوزی اور عرق ریزی کی ضرورت ہوتی ہے۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے کے لیے نہایت تحقیق وجستجو درکار ہوتی ہے۔ واقعہ کربلا کے متعلق بعض واعظین اپنے وعظوں میں اور بعض اپنی کتابوں میں ایسی ایسی داستانیں بیان کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے یہ خود معرکۂ کربلا میں موجود تھے اور عینی شاہد یہ واقعہ بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ ان کی بیان کردہ یا تحریر کردہ باتوں کا وجود دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہوتا۔ ایسی کتابیں بعد میں دردِ سر بن جاتی ہیں۔ مطلب

---

(1) بہشتی زیور، حصہ ۸، صفحہ نمبر ۴۷

پرست لوگ ان کے مواد کو بطور سند و حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجود کتابوں کی پوری فہرست دینا اور ان پر تبصرہ کرنا باعث طوالت ہے۔ تاہم چند ایک کتابوں کے نام یہ ہیں:

① اوراقِ غم.........مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد (حزب الاحناف، لاہور)

② خاکِ کربلا.....صاحبزادہ افتخار الحسن

③ فاطمہ کا لعل.........مفتی حبیب سیالکوٹی

④ شہادت نواسۂ سید الابرار.........مولوی عبدالسلام

⑤ باراں تقریریں.........نوری قصوری

⑥ شہید ابن شہید.........صائم چشتی فیصل آبادی

⑦ شامِ کربلا.........مولانا محمد شفیع اوکاڑی

⑧ خطباتِ محرم.........مولانا جلال الدین امجدی

⑨ شاہ نامۂ کربلا.........اقبال دائم

مندرجہ بالا کتب رطب و یابس، جھوٹ، من گھڑت افسانے اور فرضی داستانوں کا مجموعہ ہیں۔ مسئلہ یزید پر شیعوں جیسا لہجہ اختیار کرنے والی اکثریت کا تعلق بریلوی مسلک سے ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ اس طرح یزید کی ترجمانی کرنے والا طبقہ یا مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتا ہے یا پھر وہ لوگ دیوبندی مسلک میں پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ تینوں مسالک کے اکابر اور ذمہ دار محقق علماء کو اپنے اپنے مسلک کی تطہیر کرنے کی ضرورت ہے۔ عدمِ اعتماد علی السلف کی یہ کیفیت بن چکی ہے کہ یزیدی ٹولہ برملا علماء اہل سنت کو شیعی پروپیگنڈے کا شکار کہہ کر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کے چہروں سے داغ دھبے دُور کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

چنانچہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی لکھتے ہیں:

"کچھ نیک دل علماء نے اپنی تحریروں میں یزید کی طرف فسق کی جو نسبت کی ہے

تو اس کی وجہ یہ تھی کہ تاریخ کی مستند کتب ان تک نہ پہنچ سکیں اور مدت کے شیعی پروپیگنڈے نے اپنا کام کر دکھایا، ان علماء نے تحقیق و جستجو کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ دوسرے علمی اور اہم مشاغل کی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہ دے سکے۔ آپ یہ پڑھ کر یقیناً حیران ہوں گے کہ ماضی قریب کے نامور مورخ اور سیرت النبی ﷺ کے مصنف علامہ شبلی نعمانی کو البدایہ والنہایہ اور مستدرک حاکم دستیاب نہ ہو سکیں'' ❶

تبصرہ

بندیالوی صاحب اور دیگر یزیدی وکلاء خود کو آسمان میں تھگلی لگانے کا بڑا ماہر سمجھتے ہیں۔ ان فکری بیماروں کا مبلغ علم دیکھیے کہ بندیالوی صاحب کا دعویٰ ہے ''اکابر اہل سنت کو کتب تاریخ میسر نہ آ سکیں'' اور دعوے پر دلیل یہ ہے کہ ''علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کو مستدرک حاکم دستیاب نہ ہو سکی.....'' ہم یزیدی وکلاء سے نہیں، ارباب علم و دانش سے پوچھتے ہیں کہ خدارا بتائیے، کیا مستدرک حاکم تاریخ کی کتاب ہے؟ اور باوجودیکہ علامہ شبلی نامور مورخ اور سیرت نگار ہیں۔ کیا آپ رحمہ اللہ کا شمار اکابر اہل سنت میں ہے؟

باقی رہی بات ''البدایہ والنہایہ'' کی جس کے حوالوں کو توڑ موڑ کر اور قطع و برید کر کے قاتلانِ اہل بیتؓ کے منہ سے کالک مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے، ہم آگے چل کر ایک جھلک سلیم الفطرت قارئین کو دکھائیں گے کہ بانی فتنۂ یزید محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب ''خلافت معاویہؓ و یزید'' میں کہاں کہاں خیانت کا ارتکاب کر کے علم و تحقیق کو بٹہ لگایا ہے تعجب ہے کہ اکابرین اہل سنت نے شیعی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر عقیدۂ امامت تو قبول نہیں کیا، تحریف قرآن کے قائل نہیں ہوئے، مسئلہ فدک، مسئلہ بنات النبی ﷺ اور دیگر کئی ایک نزاعی مسائل جو شیعہ و سنی کے مابین شہرہ آفاق ہیں، ان میں یہ حضرات شیعی

❶ واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر ص ۲۲

پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوئے بلکہ خم ٹھونک کر شیعیت کے افکار کے فضائے آسمانی میں چیتھڑے بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ شیعی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ماتم، تبرا اور تعزیہ و تابوت جیسی رسومات کے تو علماء اہل سنت مؤید نہ ہوئے، لے دے کے یزید ہی رہ گیا تھا، جس کے متعلق ہمارے اسلاف کو معتبر کتب نہ مل سکیں کہ وہ کوئی اپنی رائے قائم کر سکتے، نتیجتاً وہ شیعہ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے؟

بغداد کے بھکاری اور موجودہ دور کے یزیدی

حضرت قاضی تنوخی نے ''نشوار المحاضرہ'' میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں بغداد (عراق کے اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مناظرہ و مباحثہ کا بازار گرم تھا، ایک فریق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دلائل دیتا اور دوسرا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں، یوں اہل بغداد دو آراء میں منقسم ہو گئے تھے، بغداد کے بھکاریوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ ایک گروہ دریائے دجلہ کے پل کے ایک سرے پر کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب سناتا اور دوسرا گروہ پل کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب سناتا رہتا، جب شام ڈھلتی تو دن بھر کی آمدنی کو دونوں فریق مل بیٹھ کر آپس میں بانٹ لیتے۔

ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ خارجیوں اور رافضیوں نے بھی آپس میں گٹھ جوڑ کر کے یہ سکیم تیار کر رکھی ہے۔ ایک گروہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں مبالغہ آرائی کی انتہائی حد تک پہنچ گیا اور دوسرا گروہ یزید کی منقبت میں رطب اللسان ہے۔ یہ خود ساختہ واقعات پر مشتمل کتب لکھ کر مارکیٹ میں فروخت کر رہے ہیں اور پھر رقم آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔

''فسقِ یزید'' کا مسئلہ اہل سنت کے ہاں کبھی بھی اختلافی نہیں رہا، اہل سنت کے کبار علماءِ کرام جو یگانۂ روزگار اور فرید اعصار بن کر مطلع فضل و کمال پر چمکے اور دمکے، انہوں نے ببانگ دُھل یزید کو فاسق قرار دیا ہے۔

اختلاف کافر ہونے میں ہے، فاسق ہونے میں نہیں

حکیم الاسلام شارح علوم قاسمی مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کا ارشاد ہے۔

"اختلاف اگر ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے، تفسیق میں نہیں، اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جب کہ یزید کے کفر تک کے بھی قائل ہو گئے تو فسق کے تو بطریق اولیٰ قائل تسلیم کیے جائیں گے۔ اس لیے یزید کے فسق پر اتفاقِ علماء کے ساتھ ایک امام مجتہد کی مہر بھی لگ جاتی ہے" [1]

بعض آئمہ اور اہل تحقیق کے ہاں یزید کی تکفیر کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہے، مگر یہ جمہور کا مسلک نہیں ہے، لیکن اس سے کم از کم یزید کے فسق و فجور کی مکمل تائید و تصدیق ہو جاتی ہے۔ بہر حال یزید کو فاسق سمجھنے کا نظریہ "اعتدال انگیز" ہے۔ کافر سمجھنے کا نظریہ خیال انگیز ہے، جب کہ مومنِ کامل سمجھنے کا نظریہ نرا اشتعال انگیز بلکہ "فتنہ انگیز" ہے۔

حامیانِ یزید

حامیانِ یزید کا کام بس "بھُس میں چنگاری" ڈالنا ہی رہ گیا ہے...... اِن کی بَلا سے نتیجہ کچھ بھی نکلے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے والدِ گرامی، خلافتِ راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید و تنقیص کے نیزے زہر بجھی اَنی کی طرح اہل سنت کے دل میں گڑتے رہیں، انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

بُلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما رہے

یہ محض ہمارا دعویٰ نہیں مبنی بر حقیقت بات ہے کہ یزید کی بلا اُجرت وکالت کرنے والوں کے دل و دماغ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور ادب و احترام سے خالی ہوتے ہیں...... کراچی کے نذیر احمد شاکر نے "شمائل علی رضی اللہ عنہ" کے نام سے کتاب لکھ کر نہایت

---

[1] شہید کربلا اور یزید صفحہ نمبر ۱۴۰

خطرناک زہر پھیلایا ہے۔ جس کا تریاق حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم کی کتاب ''سیرتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب میں ایک جگہ حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''پاکستان میں ایک کتاب کراچی مین نذیر احمد شاکر کی جانب سے شائع ہوئی ہے، جس میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حد درجہ تحقیر و تنقیص کی گئی ہے اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو گرانے کے لیے بڑی بیباکی کے ساتھ واقعات کی قطع و برید کی گئی ہے اور انہیں نہایت قبیح شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد حضراتِ حسنین شریفین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کو قلبی عناد ہے، جیسا کہ اس کے مندرجات سے ظاہر ہے، قیام پاکستان کے بعد یہ لوگ کراچی سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان دو ہر فرقوں، ''نواصب'' اور ''روافض'' کا تقابل بڑا خطرناک اور عبرتناک ہے۔ ①

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کی شان میں غیر مؤدبانہ جملہ

اس واقعہ میں اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی یا نہیں؟ انکار اور اثبات کے تاریخی دلائل سے تجزیہ ہوتا چلا آیا ہے اور مشقِ سخن آج بھی جاری ہے...... لیکن اس پر بحث کرتے ہوئے ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا یہ اہل سنت کا شیوہ نہیں ہے۔ حکیم محمود احمد ظفر صاحب درجنوں کتب کے مصنف ہیں، انہوں نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے مولودِ کعبہ نہ ہونے پر بحث کرتے ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کے متعلق نہایت نازیبا اور گھٹیا جملہ لکھا ہے، کم از کم راقم الحروف تو اس کو نہاں خانۂ ضمیر کے کسی گوشہ میں جگہ دینے کے لیے تیار نہیں، حکیم صاحب رقمطراز ہیں:

''اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تو پھر بھی یہ

---

① سیرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۱۸

کوئی فخر کی بات نہیں، کیونکہ اس وقت کعبہ کے اندر ایک بت خانہ بنا ہوا تھا۔ اس میں بعض روایات کے مطابق ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ ہوسکتا ہے ابو طالب اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو درد زہ سے خلاصی کے لیے بتوں کے سامنے لے گئے ہوں، وگرنہ کوئی تک نہیں کہ ایک عورت بچے کی پیدائش کے لیے کعبہ جائے اور وہاں غلاظت پھیلائے۔“ ❶

کیا اس کے متبادل کوئی جملہ حکیم صاحب کو نہ مل سکا تھا؟ اندازہ کیجیے، فاطمہ بنت اسد کو والدۂ علی رضی اللہ عنہ ہونے کی کیا سزا دی جارہی ہے؟ یہ ہے وہ اندر کا بُغض اور یزید کی محبت جو بہر حال سینے سے نکل آتی ہے...... جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ محققین کے ایک معتد بہ طبقہ نے آپ کی پیدائش خانہ کعبہ میں تسلیم کی ہے، ہاں البتہ اس کی بنیاد پر اہل تشیع جو اُن کو فضیلت دیتے ہیں اور باقی اصحابؓ کی تنقیص کرتے ہیں یہ سراسر حماقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قبل بھی حکیم بن حزام وغیرہ کعبہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ یہ والدہ اور مولود دونوں کے لیے ایک فعلِ غیر اختیاری ہے، اس کو کھینچ تان کر خواہ مخواہ بے ادبی پر اُتر آنا خارجیت کے بھرے میں آجانے کا پتہ دے رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ولادت کے وقت آپ کی جو شرافت و بزرگی ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے تذکرہ میں مصعب کے اس قول یعنی حکیم بن حزام سے پہلے اور بعد کوئی خانہ کعبہ کے اندر نہیں پیدا ہوا، کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مصعب نے اس بیان میں غلطی کی...... کیونکہ فاطمہ (بنت اسد) کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے اندر جننا تواتر کو پہنچ گیا ہے“ ❷

---

❶ حکیم محمود احمد ظفر: سیدنا علی رضی اللہ عنہ، شخصیت و کردار، ص ۴۸، ۴۹

❷ ازالة الخفاء عن خلافت الخلفاء حصہ سوم، ص ۲۷۴، مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس، لاہور)

ازالۃ الخفاء کے حوالے سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے اپنی مایۂ ناز کتاب ''المرتضیٰ'' میں بھی یہی بات لکھی ہے، نیز فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے۔

''ولایت دیکھیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی، ان کی پیدائش خانۂ کعبہ کے اندر ہوئی۔

ان کی والدہ زیارت کے لیے آئی تھیں، یہ پیدا ہو گئے'' ❶

قارئین کرام! ہم اس حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ حامیانِ یزید کا آخری سٹاپ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید ہے، پھر اس کے بعد اگلا ''خارجیت'' کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ کسی اور موقع پر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مولودِ کعبہ ہونے یا نہ ہونے پر طرفین کے دلائل یکجا کر دیں گے تاکہ اُن میں تقابل کر کے کسی نتیجہ تک پہنچا جا سکے، اس وقت ہمیں اختلاف اندازِ تحریر اور لب و لہجہ سے ہے۔ ہماری جس محبت و عقیدت کے مستحق حضراتِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم ہیں، بالکل اسی عقیدت کے مستحق سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں، کیونکہ شرفِ صحابیت کے اعتبار سے سارے برابر ہیں، ہاں البتہ ''کمال'' کے اعتبار سے فرق ضرور ہے۔

بددیانتی کی ایک بدترین مثال

بانیٔ فتنہ یزید محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب ''خلافتِ معاویہ ویزید'' میں بددیانتی کے جو ریکارڈ قائم کیے ہیں، وہ اہلِ تحقیق سے مخفی نہ ہیں...... تعجب تو بعض ''علماءِ کرام'' پر ہے جو عباسی صاحب کے چکمے میں آ گئے اور آج تک اُن کے مشن کے ترجمان بنے ہوئے ہیں۔

عباسی صاحب ایک جگہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کان من صلحاء الحنابلة و کان یزار ❷

---

❶ ملفوظاتِ فقیہ الامت، جلد دوم، حصہ نمبر ۱۰، صفحہ ۵۴

❷ البدایہ والنہایہ، جلد ۱۲، ص ۳۲۸

''یعنی وہ حنبلی صالحین میں سے اور مرجع عوام تھے''

انہوں نے امیر یزید کے حسنِ سیرت اور اوصاف پر مستقل تصنیف کی۔

''وله'' مصنف فی فضل یزید بن معاویه الی فیه باالغرائب والعجائب۔

ترجمہ: اور ان کی تصنیف میں سے فضیلتِ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک کتاب ہے، جس میں سے بہت سے عجیب وغریب حالات بیان ہیں ❶

تبصرہ

عباسی صاحب نے یہاں دھوکہ دہی کی انتہا یہ کی کہ شیخ عبدالمغیث کی کتاب پر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تائید ثابت کی، لیکن ''الغرائب والعجائب'' سے آگے علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی عبارت شیرِ مادر سمجھ کر پی گئے۔ اس کے آگے الفاظ یہ ہیں:

وقدرد علیه ابوالفرج ابن الجوزی فاجادو اصاب۔

''(یعنی) اس کتاب (جو شیخ عبدالمغیث نے حمایت یزید میں لکھی) کا ردّ علامہ ابوالفرج ابن الجوزی نے کیا ہے۔ پس انہوں نے نہایت اچھا اور صحیح ردّ کیا''

غور کیجیے! علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ یزید کی توصیف میں لکھی جانے ولی کتاب کی تعریف نہیں کررہے بلکہ اس کے ردّ میں جو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب لکھی، اس کی تعریف کررہے ہیں۔ اس کتاب کا نام علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ''الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم یزید'' رکھا......اس کتاب کا ذکر شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو (فاضل نجف اشرف عراق) نے بھی کیا ہے۔ ❷

---

❶ ''خلافت معاویہ ویزید'' صفحہ نمبر ۵۵

❷ سعادت الدرین فی مقتل الحسین، ص ۱۶۵

محمود احمد عباسی کے شیعوں سے مراسم

شیعہ، سنی اختلاف کی بنیاد فقط یزید کو قرار دے کر اس کی مدح و توصیف میں آسمان و زمین کے قلابے ملانے والے یہ نام نہاد محققین، دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کس حد تک گہرے مراسم رکھتے ہیں؟ عباسی صاحب کے ایک گھر کے بھیدی جناب حکیم سید محمود احمد برکاتی کا تبصرہ ملاحظہ کیجیے:

''دوسرا تاثر میرا یہ ہے کہ وہ (عباسی) اپنی تحریر کے سلسلے میں مخلص نہیں تھے۔ زبان و قلم سے ردشیعیت کے باوجود اہل تشیع سے اُن کے گوناگوں مراسم تھے۔ ایک بار میں پہنچا تو چند نامور شیعہ اہل قلم ان کے یہاں بیٹھے تھے، اور بڑا پُر تکلف ناشتہ کر رہے تھے اور بہت اپنائیت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اُن کے جانے کے بعد از خود صفائی کہنے لگے کہ ان بچوں سے وطن ہی سے مراسم ہیں۔ بڑی محبت کرتے ہیں۔ میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے ''جی'' کہہ کر بات ٹال دی کہ مجھے اس سے کیا دلچسپی؟ اسی طرح ایک بار انتخابات میں انہوں نے ایک شیعہ امیدوار کو ووٹ دیا اور میرے سامنے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس کے خاندان سے قدیم مراسم ہیں اور میں اسے اہل سمجھتا ہوں'' ❶

دوسری خیانت

شیعوں کو اپنے گھر بلا کر ناشتے کروانے والے حامیانِ یزید کے سربراہ عباسی صاحب کا ایک اور کرتب ملاحظہ ہو۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتے ہیں۔

وقد كان يزيد فيه خصال محمودة من الكرامته والحلم

---

❶ ماہنامہ انوارِ مدینہ بھکر بابت مارچ ۱۹۸۶ء، باہتمام مولانا محمد عبداللہ صاحب

والفصاحته والشعروس الرأی فی الملك وكان ذاجمال

حسن المعاشرة۔

''یزید کی ذات میں قابلِ ستائش صفات، حلم وکرم وفصاحت اور شعر گوئی و شجاعت وبہادری کی تھیں، نیز معاملاتِ حکومت میں عمدہ رائے رکھتے تھے اور معاشرت کی خوبی وعمدگی بھی اُن میں تھی'' ❶

عباسی صاحب نے حُبِ یزید سے مغلوب ہو کر ''البدایہ والنہایہ جلد ۸، ص ۲۳۰'' سے یہ عبارت دی ہے، لیکن اس عبارت کا اگلا حصہ بالکل ہضم کر گئے، اس سے آگے یہ الفاظ ہیں:

وكان فيه ايضاً اقبال على الشهوات وترك بعض الصلوات فی بعض الاقات وامائتها فی غارب الاوقات۔

ترجمہ: ''اور نیز یزید میں شہواتِ نفسانیہ میں انہماک اور بعض اوقات بعض نمازوں کا ترک کرنا پایا جاتا تھا اور نمازوں کو بے وقت پڑھنا تو اکثر رہتا تھا''

قارئین کرام! دیکھا آپ نے ''میٹھا میٹھا ہَپ ہَپ، اور کڑوا کڑوا تھو تھو'' کا حیرت انگیز منظر! یزیدی ٹولے کے ''کرم خوردہ دماغ'' اور خستہ حالی و بدحالی کی ایک نہیں، کئی مثالیں ہیں، جو اس سفر میں ہم وقفے وقفے سے پیش کرتے رہیں گے۔

ہم نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں یزید کا دفاع کرنے والا بُغضِ علی رضی اللہ عنہ سے اپنا دامن بچا جائے، یہ مشکل ہے۔ اس ضمن میں ہم نے بطورِ مثال کچھ عبارات پیش کیں۔ نیز ناصبیت وخارجیت کے مدارالمہام محمود احمد عباسی کے متعلق اُنہی کے ایک سابق عقیدت مند کے حوالہ سے لکھا کہ عباسی صاحب کے اہل تشیع سے کس قدر گہرے مراسم تھے۔ عباسی صاحب کی فکری پارٹی کا تعارف ہم پہلے

---

❶ خلافتِ معاویہ ویزید، ص ۴۹

کرا چکے ہیں۔ان لوگوں نے صرف یزید کو بچانے کی خاطر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور پھر اس سے آگے محدثین کرام رحمہم اللہ تک کے گریبانوں میں اپنا ہاتھ ڈالا۔ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق محمود احمد عباسی کے تاثرات کیا تھے؟ دِل پہ ہاتھ رکھ کر پڑھیں۔ڈاکٹر عبداللہ دانانوی رقم طراز ہیں:

''یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کا نظریہ پاک وہند میں سب سے پہلے محمود احمد عباسی نے پیش کیا۔یہ شخص کٹر ناصبی عقائد کا حامل تھا اور اس نے اپنی کتاب ''خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' اس زمانے میں تحریر کی کہ جب وہ چینی سفارت خانے میں ملازم تھا۔میں بھی جب اس کی اس تحقیق جدید سے متاثر ہوا تھا تو اس سے ملاقات کے لیے اس کے گھر گیا اور میں نے دورانِ گفتگو اس سے کہا کہ آپ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے متعلق تمام روایات وضعی ہیں۔جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔عباسی صاحب نے کہا۔

ہاں! ''بخاری گدھے نے یہ بات لکھی ہے'' (معاذ اللہ) ❶

اخلاقیات کا یہ عالم اور ان کے جبڑوں میں سے اتنا تعفن اٹھ رہا ہے کہ گفتگو تک کا سلیقہ نہیں رکھتے تھے لیکن عظیم الدین صدیقی صاحب انہی عباسی صاحب کو ''شیخ الاسلام'' اور ''امام اہل سنت'' لکھتے ہیں: انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ❷

حامیانِ یزید میں تحمل نہیں ہوتا

ہم اپنے دعوے میں کس حد تک مائل بہ سچائی ہیں؟ تجربہ شرط ہے۔ہم نے آج تک کسی یزیدی کو صبر و تحمل کے زیور سے آراستہ نہیں دیکھا۔غصہ میں بڑبڑانا، آنکھوں کو پیشانی

---

❶ ماہنامہ ''محدث''، جنوری ۲۰۱۰ء صفحہ نمبر ۲۷

❷ حیات سیدنا یزید، صفحہ ۱۴۶

پر رکھنا، گفتگو میں گرمی، جذباتی پن، اشتعال اور لہجے میں درشتگی ان کی فطرت ہوتی ہے۔ متانت وہاں ہوتی ہے جہاں سچائی ہو، چہرے پر شرافت اس کے برستی ہے جو پیکرِ علم و آشتی ہو۔ اور جن کے گرد رعونت کی فلک بوس فصیل کھنچی ہو۔ وہاں رواداری نہیں ہوتی۔ عباسی صاحب کے پنجاب میں ایک فکری ترجمان حکیم فیض عالم صدیقی تھے۔ غیظ و غضب میں لتھڑی اور انصاف کش قسم کی ایک عبارت ملاحظہ کریں۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موت کے متعلق میں اپنی تالیفات ''عترت رسول'' اور ''حسن بن علی رضی اللہ عنہ'' میں بدلائل ثابت کر چکا ہوں کہ کثرتِ جماع، ذیابیطس، اور تپ محرقہ سے ہوئی۔ آپ کہاں شہید ہوئے؟ اور کس نے آپ کو شہید کیا تھا؟'' (1)

قارئین کرام! صرف آپ کے خفتہ ضمیر کو بیدار کرنے کی غرض سے مذکورہ عبارات دی گئیں ہیں، وگرنہ یزیدیت کے کوڑے دان میں اتنا گند موجود ہے کہ سڑاند کے بھبھکوں سے سانس لینا مشکل ہو جائے۔ حکیم فیض عالم صاحب جہلم کے رہنے والے تھے۔ کہتے ہیں جس علاقے کا ہرن ہوتا ہے وہیں کے شکاری کے ہاتھ چڑھتا ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب کو جہلم ہی میں ان کے گھر ۱۹۸۳ء میں بعض افراد نے قتل کر دیا۔

گذشتہ سطور میں ہم نے حکیم محمود احمد ظفر صاحب کا ایک جملہ پیش کیا تھا، جو انہوں نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کے متعلق لکھا، جو یقیناً بے ادبی پر مبنی ہے۔ حکماء کی یہ ''حکیمانہ'' عبارتیں جتنی دلفگار ہیں، اتنی ہی اخلاقی زوال اور فکری افلاس کا نقطۂ انتہاء بھی ہیں۔ اس سے بڑھ کر نیرنگیٔ روزگار کا تماشا ملاحظہ ہو کہ ماہ نامہ نقیب ختم نبوت ملتان کے کار پردازان نے مارچ ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں پرچے کے ٹائیٹل پر حکیم فیض عالم صدیقی کو ''شہدائے ناموسِ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' میں شامل کر دیا۔ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم پر زہریلے طنز کرنے والے بھی اُن کی ناموس کے محافظ ہوتے ہیں؟ خدا جانے خارجیت اور یزیدیت کا یہ بھونچال کب تھمے گا؟

---

(1) خلافتِ راشدہ صفحہ نمبر ۱۱۴، مطبوعہ بکس اینڈ بکس ٹمپل روڈ، لاہور

''خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' اہل علم کی نظر میں

جب عباسی صاحب کا پیمانہ شوق چھلک رہا تھا اور وہ خاندانِ نبوت سے عداوت کر کے یزید کے ساتھ رشتۂ محبت استوار کر رہے تھے۔ تو کوئی ذی شعور اور ذی فہم اُن کے چکمہ میں نہ آیا۔ البتہ نذیر احمد شاکر، عزیر احمد صدیقی، حکیم فیض عالم صدیقی، ابو یزید محمد دین بٹ اور مولوی عظیم الدین صدیقی جیسے کو دن طبع کچے گھڑے پر بیٹھ کر تحقیق کا دریا عبور کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ اہل علم نے اس کتاب کو کس نظر سے دیکھا؟ مسلمانوں کے دینی و علمی اور ثقافتی فکر و نظر کے حوالے سے چار مراکز، جو ترجمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کی آراء کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

① دارالعلوم دیوبند ② دارالمصنفین اعظم گڑھ ③ ندوۃ المصنفین دہلی ④ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نہایت مصنفانہ تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اندازہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف کتاب (محمود عباسی) کے ذہن میں کچھ نظریات پہلے سے قائم شدہ موجود تھے۔ جن کے مؤیدات کی ضرورت تھی۔ سو مفید مطلب تاریخی ٹکڑوں کا مل جانا کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ دنیا میں ہر فن کی طرح تاریخ میں بھی مختلف اقوال موجود ہیں۔ اس لیے جو حضرات ذہن کو خالی کر کے تاریخ سے نظریات اخذ کرنے کے عادی ہیں، انہیں موافق مطلب اقوال کا مل جانا تعجب انگیز نہیں لیکن اس کا نام تاریخی ریسرچ نہیں اسے نظریاتی ریسرچ کہنا چاہیے۔ ❶

شاہ معین الدین ندوی صاحب لکھتے ہیں:

''اگر مصنف ''خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' غیر جانبدار اور اعتدال و توازن کے

---

❶ شہید کربلا اور یزید، ص ۸

ساتھ ان واقعات کا جائزہ لیتے تو کم از کم کسی اہل علم کو ان پر اعتراض کرنے کا موقع نہ ملتا۔ مگر وہ بنی امیہ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کی مدافعت اور حمایت میں اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملزم بنانے میں باک نہیں کیا ہے۔ انہوں نے واقعات پر جس طرح بحث کی ہے اور اس سے جو نتائج نکالے ہیں، اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ خطا کار اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید برحق نظر آتے ہیں۔ جو نہ صرف جذباتی حیثیت سے قابل اعتراض بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی غلط ہے'' ❶

مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

''ہمارا تاثر یہ ہے کہ مصنف کا اندازِ فکر اور اندازِ تحریر دونوں جارحانہ ہیں۔ بنو اُمیہ کے دورِ حکومت کو اسلام کا سب سے زیادہ روشن اور تابناک عہد کہنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کی حکومت کو جمہور امت کے مسلک کے خلاف خلافت کہنا، یزید کے ورع وتقویٰ کا دعویٰ کرنا حدیث ''الملك العضوض'' پر کلام کرنا یہ سب چیزیں اس بات کی غمازی کر رہی ہیں کہ مصنف کسی خاص داعی تحریک کے زیر اثر پہلے سے ایک خاص خیال قائم کر چکا ہے اور پھر اس کی تائید کے لیے مواد تلاش کر رہا ہے۔ یعنی اس نے تحقیق کے میدان میں قدم بالکل غیر جانبدار ہو کر نہیں رکھا'' ❷

باوجودیکہ ''ادارہ ثقافتِ اسلامیہ'' لاہور میں آزادانہ رائے کی آڑ میں سلف بیزاری پھیلانے والوں کی کثرت رہی ہے مگر اس ادارہ سے بھی کتاب ''خلافتِ معاویہ و یزید'' پر یوں تبصرہ شائع ہوا:

''جو لوگ اسے تحقیق کا شاہکار قرار دے رہے ہیں انہوں نے یہ نہ سوچا کہ جو

---

❶ معارف، دسمبر ۱۹۵۹ء، اعظم گڑھ

❷ مجلّہ ''برہان'' دہلی، نومبر ۱۹۵۹ء

شخص آنکھ بند کر کے ہر تاریخ کو جھوٹ کا طومار قرار دے سکتا ہے۔ جو ہر بڑے مصنف پر کم فہمی، تعصب اور نادانی کا الزام لگا سکتا ہے لیکن اپنے مطلب کے حوالے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ اسی جھوٹ کے طومار سے دیتا ہے۔ جو اپنے مقصد کے خلاف تمام مستند کتب تاریخ کو صرف غلط قرار دیتا ہے لیکن حسبِ ضرورت آغا خانی تک کے حوالے دینے سے نہیں چوکتا۔ اس کی تحقیقات کو کس طرح درست مانا جا سکتا ہے؟ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جو شخص ''لارنس'' کو محقق کا خطاب دے سکتا ہے وہ خود کس قسم کا محقق ہوگا؟ کون نہیں جانتا کہ لارنس ایک دریدہ دہن، یاوہ گو اور شاتمِ رسول ﷺ مستشرق ہے'' ❶

یزید پر ننھیالی خاندان کے مسیحی اثرات

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مایہ ناز دورِ خلافت میں جب شام کا علاقہ فتح کیا تو آپ کی دور رس نگاہِ بصیرت ایسے جانباز کی تلاش میں تھی جو وہاں اپنے سیاسی تدبر سے مسیحی شاطرانہ چالبازیوں کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ ملکِ شام کا انتظام سپرد کرنے کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر عالی نے جس ذات کا انتخاب کیا وہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ شام کے گورنر بنا دیئے گئے تو آپ نے وہاں کے ایک مشہور قبیلہ ''بنو کلب'' کی ایک خاتون ''میسون'' سے نکاح کیا۔ میسون کا خاندان رومیوں کے اثر ورسوخ کی وجہ سے عیسائیت اختیار کیے ہوئے تھا۔ ''میسون'' خود مسلمان ہو گئیں تھیں۔ یہ ایک نہایت پاکباز اور شریف النفس خاتون تھیں۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے انہیں ''كانت حازمة عظيمة الشان جمالاً وعقلاً وديناً'' لکھا، یعنی وہ ایک محتاط، خوش صورت اور عقل ودین کے اعتبار سے بلند درجہ کی حامل تھیں لیکن ''میسون'' کے اعزہ واقرباء بدستور عیسائی مذہب پر رہے ہیں۔ اسی میسون کے بطن سے یزید پیدا ہوا۔ بچہ فطرتاً

---

❶ ''ثقافت'' فروری ۱۹۶۰ء، لاہور

اپنے ددھیال کی نسبت ننھیال سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ بچپن میں نانا، نانی، اور خالہ کا نام بچوں کی زبان پر ہوتا ہے۔ اب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، نانی ام المؤمنین ہیں، خالاؤں میں سیدہ رقیہ وام کلثوم اور زینب ہیں...... دوسری جانب یزید کے ننھیال میں عیسائی تہذیب وتمدن ہے اور بس!

اور یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو جو گورنر بنایا تو وہ ایک عیسائی مشیر ''سرجون بن منصور'' کے کہنے پر بنایا، تاکہ وہ اس متعصب شخص کے ذریعے خاندانِ نبوت کے خون سے ہولی کھیل سکے، اور مسیحی دنیا دور بیٹھی اس کا نظارا کرتی رہے۔

''سرجون بن منصور'' کون تھا؟ علامہ جہشیاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کتاب الوزراء'' میں تفصیل لکھی ہے۔ انہی کے حوالے سے برصغیر کے نامور مؤرخ اور محقق قاضی اطہر مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> ''سرجون بن منصور رومی مسیحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دیوان خراج کا کاتب تھا۔ یہ شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک شام کے دیوان خراج کا منتظم اعلیٰ رہا اور اس کے ماتحت نصرانی عملہ کی ایک بڑی جماعت تھی۔ اس لیے اس کا اثر و رسوخ بڑھا اور یزید کا مشیر بھی بن گیا اور وہ اپنے عُمال و امراء کے عزل ونصب میں اس سے مشورہ کرنے لگا۔ اسلامی معاملات خصوصا مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی میں امن وصلاح کی بات (سرجون) کیسے کرسکتا تھا۔ وہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی قدیم رومی پالیسی کا آدمی تھا، چنانچہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لیے ایسے موقع کو غنیمت سمجھا۔ جس میں ایک عرب کی سب سے بڑی طاقت (بنوامیہ) ہو اور دوسری طرف خاندان رسالت اور اس کے طرفدار دینی جذبہ کے ساتھ ہوں اور جب یزید نے اس سے مشورہ کیا تو اس نے ایسا مشورہ دیا جو اس کی مسیحی پالیسی کے عین مناسب تھا اور جس کی ایک بے دین نصرانی سے توقع تھی۔ علامہ جہشیاری کی مشہور ومعروف کتاب

''الوزراء والکتاب'' میں ہے:

- ولما اتصل بيزيد مسيرالحسين رضى الله عنه الى الكوفة شاور سرجون بن منصور فيمن يولى العراق۔

ترجمہ: ''اور جب حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ پہنچ جانے کی خبر یزید کے پاس پہنچی تو اس نے سرجون بن منصور رومی سے مشورہ کیا کہ کس شخص کو عراق کا گورنر بنائے؟''

اس تصریح کے بعد یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حادثہ کربلا میں یزید نے کس فکر و ذہن کے مشورہ پر عمل کیا؟ اور اسے کس نے ایسے آدمی کو عراق کی گورنری کا مشورہ دیا جو پہلے ہی سے عصبیت و طرفداری میں مشہور تھا'' ❶

بذریعہ ڈاک ہمیں شیعہ مذہب کا ماہانہ رسالہ ''افکار العارف'' کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ اس میں ایک مضمون نگار کا شذرہ ملاحظہ ہو۔

''یزیدی گروہ وہ ہے جن کو یزید پر لعنت کرنا بُرا محسوس ہوتا ہے۔ یہ لوگ یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو چونکہ بروز محشر یزید کے باپ اور دادا نے بخشش کروانا ہے اور شافع محشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا نہیں کرنا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے خون میں ہاتھ رنگین کرنے والوں کا دامن پکڑے ہوئے ہیں'' ❷

قارئین کرام! ملاحظہ کریں، حب اہل بیت کی آڑ میں معاویہ رضی اللہ عنہ دشمنی اور دوسری جانب حُب معاویہ کی آڑ میں یزید کی حمایت اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص، یہی وہ رافضیت و خارجیت کی گمراہ کن شاہراہیں ہیں، جہاں سے اسلاف اہل سنت نے بڑے اعتدال کے ساتھ ہمیں نکالا ہے۔

---

❶ علی و حسین رضی اللہ عنہما صفحہ نمبر ۷۷،۱۷۶

❷ ماہ نامہ ''افکار العارف'' لاہور، صفحہ نمبر ۶، جنوری ۲۰۱۰ء

بحث حدیثِ قسطنطنیہ

حدیثِ قسطنطنیہ اور ''مغفور لہم'' کے الفاظ پر ہم نے کافی آگے جا کر بحث کرنی تھی لیکن چند ایک خطوط نے ابھی سے ہی اُدھار چکا دینے پر مجبور کیا۔ دو خطوط کوئٹہ سے، ایک لاہور سے اور آخری کراچی سے موصول ہوا۔ مضمون تقریباً سب کا ایک ہے اور آخری مکتوب نگار کا لب و لہجہ بہ نسبت پہلے تین کے قدرے دھیما ہے اس لیے اس مکتوب کا مضمون پیش کر کے ہم تبصرہ کریں گے۔ راقم کے نام اس خط میں مکتوب نگار رقمطراز ہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ مؤقر ماہنامہ ''حق چار یار ؓ'' میں آپ کے مضامین کا ایک سلسلہ ''فتنۂ یزید'' (یزیدی فتنہ) جاری ہوا ہے۔ مضمون کے عنوان سے میں ذرا ذہنی انتشار کا شکار ہوں۔ میں دین کا ایک مبتدی ہوں اور کم علم، کم عقل اور کم تجربہ ہوں اور آپ جیسے جید علمائے کرام سے دینی علوم، مومنانہ فراست و عقل حاصل کرتا رہتا ہوں، میں نے سنا ہے کہ یزید کے بارے میں حدیث شریف میں پیش گوئی آئی ہے کہ وہ روم پر جہاد کرنے والے لشکر کا امیر ہونے کے سبب ''مغفور لہم'' میں ہے۔ یعنی اس کی مغفرت ہو چکی ہے تو جس کی مغفرت ہو چکی ہو وہ فتنہ کیسے بن گیا؟ کیا اس کی مغفرت کا وعدۂ الٰہی (نعوذ باللہ) ختم ہو گیا؟ یا حضور ﷺ کی پیش گوئی غلط تھی؟ یہ حدیث کسی ناصبی کی روایت ہے؟ اور بالکل ہی موضوع ہے؟ از راہ کرم میری الجھن کا ازالہ فرما کر میرے ایمان کی حفاظت کا سامان فرمائیں۔

والسلام
احقر ابو عمیر صدیقی عفی عنہ
کراچی

تبصرہ

مکتوب نگار کون ہیں اور کس شعبے سے متعلق ہیں؟ ہم نہیں جانتے۔ انہوں نے اپنی کنیت اور لقب تو دیا ہے، مگر نام نہیں لکھا۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت کارفرما تھی؟

بہر حال ہمارا مقصد چونکہ مفہوم اور مقصد سے ہے اس لیے اسی پر ہی توجہ مرکوز رکھیں گے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کا اختتامی جملہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من اُمتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔ ❶

ترجمہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصرِ رُوم کے دار الخلافہ (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے''

حامیانِ یزید نے اس روایت کی بنیاد پر بلاسوچے سمجھے یا جان بوجھ کر ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ چونکہ یزید اس لشکر کا سپہ سالار تھا، اس لیے بمطابق حدیث اس کی مغفرت ہو چکی ہے۔ ہم فی الحال اس بحث میں نہیں پڑتے کہ فسق اور مغفرت جمع ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ آج تک حامیانِ یزید نے نہ اس حدیث کے ظاہر کو سمجھا اور نہ باطن کو، جو منشاءِ رسالت مآب ﷺ ہے۔

مغفرت کی بشارت خاص ہے، عام نہیں

مغفرت کی یہ بشارت دو حال سے خالی نہیں، یا عام ہو گی یا خاص...... اگر عام ہے تو اس میں قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے لشکر مراد ہوں گے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خاص ہے۔ متنِ حدیث پر غور کریں۔ اول جیش من امتی زبانِ نبوت سے نکلا ہوا ''پہلے لشکر'' کا جملہ دلالت کر رہا ہے کہ یہ پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے ساتھ مخصوص

---

❶ بخاری جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۱۰، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ یزید اس پہلے لشکر میں تھا یا نہیں؟ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کیا گیا تھا اور اس کی کمان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔ یہ ۳۲ھ کا واقعہ ہے ❶

یزید کی ولادت ۲۵ھ میں ہوئی، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے ❷ اور علامہ ابن کثیر نے سنِ ولادت ۲۶ھ لکھا ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ایک روایت کے مطابق ۲۲ھ بھی نقل کیا ہے، اور اسی ۲۲ھ والے قول کو مشہور وکیلِ یزید مولوی عظیم الدین صدیقی صاحب نے لیا ہے۔ ❹

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اگر یزید کی ولادت ۲۲ھ میں مانی جائے تو ۳۲ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے لشکر کی روانگی کے وقت یزید دس سال کا تھا اور اگر ۲۶ھ مانی جائے تو محض چھ سال کا۔ ظاہر ہے کہ اس دس یا چھ سال کی عمر میں اس نے لشکر کی قیادت نہیں کی تھی اس لیے تمام اہل علم وتحقیق اس پر متفق ہیں کہ پہلے لشکر میں یزید قطعاً شامل نہیں تھا۔ چونکہ قسطنطنیہ پر لشکر وقتاً فوقتاً روانہ ہوتے رہتے تھے۔ اس طرح تقریباً آٹھ لشکر مختلف ادوار میں وہاں گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں پہلا حملہ ۴۸ھ میں ہوا، اس کے سالار حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں جانے والے لشکر میں یزید تھا، مگر اس میں بھی اس نے طوعاً وکرہاً شرکت کی تھی، خوش دلی سے نہیں۔ چونکہ لشکر میں چیچک اور طاعون کی وباء پھیل گئی تھی۔ یزید نے اس وقت کچھ اشعار پڑھے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے کہ ''لشکر میں اگر بلائیں اور وبائیں پھیلی ہیں تو مجھے کیا؟ میں تو اونچے تخت پر بیٹھ کر ام کلثوم (یزید کی بیوی) کے ساتھ خوش گپیاں کروں گا، چنانچہ جب

❶ تاریخ کامل جلد۳، ص۳۲
❷ ماثبت من السنۃ، ص۴۰
❸ البدایہ والنہایہ جلد۸، ص۱۴۶
❹ حیات سیدنا یزید، ص۳۰

ان اشعار کی خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے قسم کھا کر کہا "اقسم بالله لتدخلن ارض الروم فليصينك ما اصابهم" (اللہ کی قسم اب میں اس کو ضرور ارض روم کی طرف جانے والے لشکر میں بھیجوں گا، تا کہ یزید کو بھی ان مصیبتوں کا حصہ ملے۔ ❶

اب اگر اس عبارت پر ہم کوئی حاشیہ آرائی کریں تو "آبگینوں کو ٹھیس لگ جائے گی" لہٰذا حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کا تبصرہ نذرِ قارئین کرتے ہیں۔ ابن اثیر کی اس عبارت کو درج کرنے کے بعد قاری صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس سے ایک طرف یہ کھلا کہ یزید کو جہاد کا کتنا شغف تھا؟ جسے عیش پرستی میں یہ انہماک ہو کہ باوجود امیر المؤمنین (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کے امر کے، طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے جہاد سے جان بچائی۔ پھر اس کے ساتھ خود غرضی اور خود مطلبی کا یہ عالم کہ وہاں تو مجاہدین پر بھوک پیاس اور بیماری کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور یہاں یزید دادِعیش دیتے ہوئے ترنم کر رہا ہے کہ مجھے پرواہ نہیں ہے کہ کون بھوک پیاس میں مر رہا ہے اور کون دُکھ درد کا شکار ہے۔ مجھے تو دیرمران کے مکلّف فرش وفروش تکیے اور ان کے ساتھ ام کلثوم کی ہمبستری چاہیے۔ کہاں کا جہاد اور کہاں کے مجاہد؟ ظاہر ہے کہ جس کے عیش پرستانہ مشاغل ہوں اور مجاہدین ملت سے بے پرواہی کے یہ جذبات ہوں اس میں قلبی داعیہ سے جہاد کی آرزو اور جان سپاری کی تمنائیں کہاں سے آسکتی ہیں؟ اس لیے وہ اس غزوہ میں بطور سزا کے بھیجا گیا اور قہر درویش بر جان درویش کے انداز سے اس سفر میں اس نے قدم اٹھائے۔ یعنی اس کے قدم اٹھوائے گئے۔ خود نہیں اٹھے اور وہ سزاءً اٹھوائے گئے۔ جن کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قسم دے کر اٹھوائے اور اُسے اٹھانے پڑے...... اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بشارتِ مغفرت کے عموم سے انجام کار باہر ہو جانے کے مقدمات ہی سے

---

❶ تاریخ کامل ابن اثیر (اردو)، جلد ۳، صفحہ نمبر ۱۹۷

نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جس سے مغفور لہم کے عموم میں اس کے داخل ہونے کی حقیقت بھی کافی کھل جاتی ہے۔''❶

حدیثِ ''مغفور لہم'' کے حقدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، یزید نہیں

حامیانِ یزید کا اس حدیث کی روشنی میں یزید کو مغفور یا جنتی ثابت کرنا تو سراسر سفاہت ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ''اوّل جیش'' کے الفاظ ہیں، اور اوّل جیش یعنی پہلا لشکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں روانہ ہوا جب یزید کی عمر محض دس یا چھ سال تھی، یہ الفاظ اگر صادق آتے ہیں تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی اور مغفور ہونے پر آتے ہیں، کیونکہ وہ ہی اس لشکر کے سپہ سالار تھے اور اس میں بھی کتنی بڑی حکمت پوشیدہ تھی۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس اصحاب رضی اللہ عنہم کا نام لے کر اُنہیں جنتی قرار دیا، اُن ''عشرہ مبشرہ'' میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے اور چونکہ اس صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اغیار کی زبانِ طعن نے زیادہ دراز ہونا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آبِ وحی کی دُھلی زبان سے اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ''مغفور'' کی بشارت دے کر رفض و بدعت کی فکرِ قبیح کو پہلے ہی دفن کر دیا...... کیونکہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے، کہ اس پہلے لشکر کی کمان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی...... مولانا سید لعل شاہ بخاری باوجودیکہ یزید کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اعتدال پر نہ رہ سکے، برملا کہہ گئے۔

''از روئے تحقیق اس سے بہت پہلے ۳۲ھ میں (قسطنطنیہ پر حملہ) ہو چکا تھا اور اس لشکر کے امیر خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ❷

اس حدیثِ قسطنطنیہ کے اگر مصداق تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، لیکن حامیانِ یزید کا یہ عجیب و غریب فلسفہ اور نظریہ ہے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تو دفاع نہیں کرتے اور یزید جیسے فاسق و بدبخت کی ترجمانی پر جملہ توانائیاں

---

❶ شہید کربلا اور یزید، ص ۸۶، ۱۸۵

❷ استخلاف یزید بجواب تحقیق مزید علیٰ خلافۃ معاویہ و یزید، ص ۳۴۵

صرف کرر ہے ہیں۔ حُبِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی آڑ میں زہر ہلاہل کی یہی شوگر کوٹڈ گولیاں ہیں جو سادہ لوح لوگوں کے حلق میں اتاری جاتی ہیں اور پھر کراچی کے مکتوب نگار بچگانہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ حدیث کسی ناصبی کی گھڑی ہوئی ہے؟ مغفور یزید کو بھلا ''فتنہ'' کہنا جائز ہے؟ کیا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی غلط تھی؟ وغیرہ وغیرہ۔

شارحینِ حدیث کیا فرماتے ہیں؟

صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۴۱۰ کا حاشیہ جو ورق کی عین پیشانی پر موجود ہے۔ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے...... مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وفی الفتح قال المهلب فی هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه غزالبحر ومنقبة لولده لانه اول من غزا مدينة قيصر۔ وتعقبه ابن التين وابن المنير، بما حاصله انه لايلزم من دخوله فی ذالك العموم ان لاتحزج بدليل خاص اذلا يختلف اهل العلم ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشرط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل فی ذلك العموم اتفاقا فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم۔

ترجمہ ''فتح الباری میں ہے کہ مہلب کہتا ہے کہ اس حدیث میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ بحری لڑائی کا آغاز انہوں نے کیا، نیز ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ہے کیونکہ قیصر کے شہر پر اس نے چڑھائی کی...... لیکن اس استدلال پر علامہ ابن تین رحمہ اللہ اور ابن منیر رحمہ اللہ نے گرفت کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ یزید اس عمومی بشارت میں داخل ہی رہے۔ ہوسکتا ہے کسی خاص دلیل سے وہ اس عموم سے خارج ہوجائے۔ وہ اس لیے کہ

جملہ اہلِ علم متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ''مغفور لہم'' فرمانا ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ وہ یہ کہ مغفرت اسی کی ہوگی جو مغفرت کا استحقاق رکھتا ہوگا۔ مثلاً جہادِ قسطنطنیہ میں شرکت کرنے والوں میں سے اگر کوئی ایک بعد میں اسلام سے پھر جاتا ہے تو وہ مذکورہ حدیث کے عموم میں داخل نہ رہے گا۔ اس پر سب متفق ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ بشارتِ مغفرت اس کے لیے ہے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو اور اس شرط کا حامل ہو''

قارئین کرام! بخاری شریف کے اس حاشیہ کی یہ عبارت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ نے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی فتح الباری سے نقل فرمائی ہے ❶

ہم چونکہ حنفی ہیں اس لیے مہلب کی اس روایت پر وکیل احناف علامہ بدرالدین عینیؒ کا تبصرہ نقل کیے بغیر آگے نہیں بڑھیں گے...... علامہ عینی رحمہ اللہ پورے طنطنے کے ساتھ فرماتے ہیں:

قلت ای منقبة كانت ليزيد وحاله مشهور

''میں کہتا ہوں کہ اس میں یزید کی کونسی منقبت ہے؟ جب کہ اس کے کرتوت مشہور زمانہ ہیں''

فان قلت قال صلى الله عليه وسلم فى حق هذالجيش مغفور لهم۔

''پس اگر تو یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس لشکر کے حق میں مغفرت کی بشارت دی ہے۔ قلت (تو میں جواباً کہوں گا)

لايلزم من دخوله فى ذالك العموم ان لايخرج بدليل خاص۔

''کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے خارج بھی نہیں ہو سکتا''

---

❶ فتح الباری جلد نمبر ۶، ص ۷۶، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم

اذلا يختلف اهل العلم ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشروط

''کیونکہ اہل علم متفق ہیں کہ یہ فرمانِ نبوی ایک شرط سے مشروط ہے''

بان يكونوا من اهل المغفرة

''وہ یہ کہ مغفرت اسی کی ہوگی جو قابل مغفرت ہوگا'' ❶

مہلب نے بنوامیہ کی حمایت لی ہے۔علامہ قسطلانی رحمہ اللہ

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے بغیر کسی لگی لپٹی کے فرمایا:

واستدل به المهلب على ثبوت خلافة يزيد ابن معاويه......

واجيب بان هذا جار على طريق الحمية لبنى امية ❷

ترجمہ: ''مہلب نے اس حدیث سے خلافتِ یزید ثابت کی ہے اور جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ اُس نے محض بنواُمیہ کی چاپلوسی کے لیے ایسا کیا ہے''

ان معروضات کے بعد اگر کوئی ''مغفورلہم'' سے ولایت یزید ثابت کرتا ہے تو وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر ہے۔شارحین حدیث میں سے کوئی ایک شارح حنفی ہو یا حنبلی، مالکی ہو یا شافعی، یا ہمارے وطن میں کوئی دیوبندی، بریلوی یا اہل حدیث ایسا ہو، جس نے اس حدیث کے تحت یزید بے دید کو صالح ثابت کیا ہو، کم از کم ہماری نظرِ ناقص سے نہیں گذرا۔ بلکہ پاکستانی علماء تو یزید کے ساتھ ''پلید'' کا اضافہ بھی کردیتے ہیں۔مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ (مصنف کتاب رحمۃ اللعالمین) جو وقتِ وفات بھی جماعت اہل حدیث پنجاب کے صدر تھے اور آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسز کی صدارت بھی کرتے رہے۔رقمطراز ہیں:

---

❶ عمدۃ القاری، جلد نمبر ۱۴، صفحہ ۲۷۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

❷ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد ۵، ص ۱۰۴، طبع بیروت

''فتح مکہ کے دن (پنجشنبہ ۲۰ رمضان ۸ھ) نبی ﷺ نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

خذها خالدة تابدة لاينز عهما يا ابى طلحة منكم الا ظالم

''لو یہ کنجی سنبھال لو، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا، مگر وہی جو ظالم ہوگا''

اس کے بعد چھ سطریں چھوڑ کر رقمطراز ہیں:

مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے، اُن سے یہ کلید (یعنی چابی) چھین لی تھی اُس کے بعد پھر یہ ۱۳۳۳ سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی ❶

افسوس کہ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے ظالم قرار پایا، جس کی گردن پر خاندان نبوت کا مقدس خون ہے، جس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے رشکِ فردوس جگہ کی بے حرمتی کی اور سیر و سیاحت کے چسکے میں مگن ہو کر اپنے عظیم والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے محروم رہا۔ آج ایک حدیث نبوی ﷺ کا غلط مفہوم کشید کر کے اور اسلافِ امت سے بیزار ہو کر اس کو جنتی، عادل، صالح اور نہ جانے کیا کیا ثابت کیا جا رہا ہے..... اس لیے ہم مکتوب نگار دوست اور دیگر حضرات سے استدعا کریں گے کہ وہ یزیدی ٹولہ کے جھکمے میں نہ آئیں، ہم نے بے شمار یزیدیوں کو خارجیت کی گود میں کھیلتے دیکھا ہے..... اور خارجیوں کے متعلق حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا ایک قول فکری سفر میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ:

''خوارج سے شیعہ کچھ دو انگشت زیادہ ہی ہوں گے، پڑا تنا ہے کہ شیعہ سنوار کر چھان پھوڑ کر عیب لگاتے ہیں اور خوارج اناڑیوں کی طرح بے سوچے سمجھے گنوار کا سا لٹھ مار بیٹھتے ہیں ❷

---

❶ رحمۃ اللعالمین، جلد ۳، ص ۱۷۱

❷ ھدیۃ الشیعہ، صفحہ نمبر ۱۶۱

بہرحال یزید کے فسق پر علماءِ اُمت کا اجماع ہے۔ ہم ایک بار پھر مولانا قاری طیب رحمہ اللہ کا جملہ پیش کریں گے کہ ''اختلاف ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے، تفسیق میں نہیں۔'' ❶

بلکہ غلام حسین نجفی آنجہانی بھی ہمارے اکابر کی تصریحات پڑھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ:

''پس یزید کا فاسق و فاجر ہونا اہل سنت علماء کا اجماعی مسئلہ ہے'' ❷

نظریہ اہل سنت پیش کرتے ہوئے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ:

(۱)......حدیث قسطنطنیہ کا مصداق یزید بن معاویہؓ قطعاً نہیں ہے۔

(۲)......اول جیش کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ یہ حکم خاص ہے صرف پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے لئے۔ اور اس پہلے لشکر میں یزید نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ صرف چھ یا دس سال کا تھا اور یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔

(۳)......اس پہلے لشکر کی قیادت حضرت معاویہؓ نے کی تھی۔ اس لئے اس حدیث کا مصداق حضرت معاویہؓ ہیں یا اُن کو روانہ کرنیوالے خلافتِ راشدہ کے تیسرے تاجدار سیدنا عثمان غنیؓ!

(۴)......شارحین حدیث میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث کے تحت یزید کی منقبت نہیں کی۔ صرف مہلب کا ایک قول ملتا ہے اور اس کی بھی محدثین نے سخت انداز میں تردید کی (جیسا کہ گذشتہ سطور میں حوالہ جات دیئے گئے ہیں)

ماہ نامہ ''محدث'' لاہور بابت جنوری ۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر عبداللہ دامانوی کا ایک مضمون بعنوان ''کیا یزید فوج مغفور لھم کا سپہ سالار تھا''؟ شائع ہوا۔ اس میں فاضل مضمون نگار نے یزید کے متعلق اہل سنت والجماعت کا نظریہ پیش کیا اور انہوں نے بھی یہی ثابت کیا کہ مذکورہ حدیث کی روشنی میں یزید قطعاً صالح، عادل یا جنتی قرار نہیں پاتا۔ چنانچہ ''محدث''

---

❶ شہید کربلا اور یزید، ص ۱۴۰

❷ کردار یزید، ص ۱۰۲، مطبوعہ جامعۃ المنتظر، H بلاک ماڈل ٹاؤن، لاہور

بابت اپریل کے شمارہ میں مولانا عبدالولی حقانی نام کے ایک صاحب نے اس مضمون پر ناقدانہ قلم اٹھایا۔ اور وہی گھسی پٹی باتیں لکھیں جن پر ہم بھی پہلے تفصیلی بحث کر آئے ہیں۔ ہماری اس بات سے بعض حامیانِ یزید کافی سیخ پا ہوتے ہیں کہ ''یزید سیر و سیاحت کے چسکے میں مگن ہو کر اپنے عظیم والد حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھنے تک سے محروم رہا'' ...... چنانچہ یہاں تک بڑ لگا دی گئی کہ حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ہی یزید نے تھی غصہ، اشتعال اور ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ ہم نے یہ بات محض ظن و تخمین کے طور پر نہیں جزم و یقین کی بنیاد پر لکھی تھی۔ اس لئے کہ جہاں تک یزید کا شکار اور سیاحت میں حد سے زیادہ دلچسپی کا تعلق ہے وہ تو امام ناصبیت محمود احمد عباسی صاحب بھی مان گئے کہ ''امیر یزید بڑے شکاری اور زبردست شہسوار تھے'' ❶

باقی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ اور اس وقت یزید کہاں تھا؟ یہ بھی عباسی صاحب کے بھتیجے پروفیسر علی احمد عباسی سے پوچھ لیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

''سیدنا ضحاکؒ نے (حضرت معاویہؓ) کی نماز (جنازہ) پڑھائی اور یزید کو واقعہ ہائلہ کی اطلاع بھیج دی...... امیر یزید اس وقت دمشق میں موجود نہیں تھے ❷

یہ پیشِ نظر رہے کہ فسقِ یزید کی وجہ محض واقعہ کربلا نہیں ہے۔ اس واقعے سے پہلے بھی اس کے اعمال صالحین والے نہیں تھے اور اس واقعے کے بعد بھی اس نے شرمناک اور ہیبت ناک کارنامے سرانجام دیئے۔ مثلاً واقعہ حرہ، جو ۶۳ھ میں پیش آیا، جس میں یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے رشکِ فردوس خطہ کے تقدس کو پامال کیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ واقعہ کربلا نے یزید کے چہرے پر مزید کالک ملی ہے۔ ایک طرف حق بصورت حسینؓ تھا اور دوسری جانب باطل بصورت یزید۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شیعہ مذہب کے شعار ''تقیہ'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''حضرت امام حسین سید الشہداء کی جان نازنین

---

❶ تحقیقِ مزید ص ۲۲۸

❷ حضرت معاویہؓ کی سیاسی زندگی ص ۳۰۷

پر جو کچھ گذرا وہ سب جانتے ہیں۔ باعث اس کا فقط حق گوئی تھا، ورنہ یزید کا کلمہ کہہ دیتے تو جان کی جان بچتی اور الٹی مال و دولت اور اعزاز و اکرام ہوتا۔ ❶

ضروری توضیح:

اس اقتباس میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے حضرت سیدنا حسینؓ کے لئے ''امام'' اور ''سید الشہداء'' کے الفاظ استعمال کیے۔ آج کل بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ کے لئے ''امام'' کی اصطلاح شیعہ مذہب کی ایجاد ہے۔ یہ خوامخواہ نئی نسل کی سوچ میں زہر گھولنے کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ شیعہ تصور سے ہٹ کر اس کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کئی ایک مقامات پر حضرات حسنینؓ کے لئے ''الامامین الہمامین'' استعمال فرمایا ہے۔ نیز آئمہ اربعہؒ کے اسماء کیساتھ لفظ ''امام'' زبانِ زدِ عام ہے۔ مولانا مرغوب احمد لاجپوری سورتیؒ لکھتے ہیں۔

''یہ واقعہ ہے کہ حسنین رضی اللہ عنہما کی دینی پیشوائی اور ان کے کارناموں اور خصوصی مقام اور امتیازی اوصاف کمال کو اگر مختصر لفظوں میں بیان کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ان کی مبارک زندگیاں ''لَمَّا صَبَرُوا'' اور ''كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ'' کی عملی تفسیریں تھیں اور اس اعتبار سے ان دونوں جگر گوشہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ ''امام'' کا اطلاق جتنا موزوں نظر آتا ہے، اہل علم اسے بخوبی دیکھ سکتے ہیں'' ❷

اکابرین کی کتب جلیلہ میں اس کا استعمال اور پھر شیعہ مذہب کے ''تصورِ امامت'' کی تردید اور نظریہ اہل سنت کی توضیح و ترویج کے بعد قطعاً اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ لیکن وہ سانپ ہی کیا جو زہر کا پھپھولا دوبارہ اپنے منہ میں پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ حکیم محمود احمد صاحب ظفر لکھتے ہیں:

---

❶ ہدیۃ الشیعہ ص ۱۷۳

❷ سفینۃ الخیرات فی ذکرِ مناقب السادات صفحہ نمبر ۱۸ مطبوعہ دار المسافرین دیوبند

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے لیے امام بطور سابقہ اور علیہ السلام بطور لاحقہ کے شیعہ ازم کا ایسا پروپیگنڈا ہے جس سے بڑے بڑے آئمہ اہل سنت غیر شعوری طور پر متاثر نظر آتے ہیں۔ ❶

اس کے جواب میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت مدنی رحمۃ اللہ) نے لکھا ہے۔

''اہل سنت کے بڑے بڑے آئمہ جس بات کو نہیں سمجھ سکے وہ حکیم صاحب کی فہم ناقص میں بات کیسے آگئی؟ پھر تو حکیم صاحب امام الائمہ ہوئے۔ کیا حکیم صاحب نہیں جانتے کہ امام کا معنی پیشوا کے ہیں۔ جو جس درجے میں بھی دین کا پیشوا ہو۔ اس کو اسی درجہ کا امام (پیشوا) مانا جاتا ہے۔ نماز باجماعت پڑھانے والے کو بھی امام کہتے ہیں۔ اہل سنت کے چاروں مجتہدین کے نام کے ساتھ امام کا سابقہ ہی مشہور ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام غزالیؒ اور امام رازیؒ بھی عام طور پر مستعمل ہے۔ اگر ان حضرات کے ناموں کے ساتھ لفظ امام شیعوں کے عقیدہ امامت پر دلالت نہیں کرتا تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ناموں کے ساتھ لفظ امام بمعنی پیشوا استعمال کرتے ہیں تو اس سے شیعوں کا عقیدہ امامت مراد لینا کیونکر ضروری ہو جاتا ہے؟ ❷

اور ''علیہ السلام'' کے لاحقے پر اعتراض کرنا بھی حکیم صاحب کا مجذوبانہ واویلا ہے اس پر تفصیلی گفتگو اگر خلطِ مبحث کے زمرہ میں نہ جاتی تو ہم ضرور کرتے۔ اس لئے اس کا جواب اتنا کافی ہے کہ معترض حکیم صاحب نے خود اپنی کتاب میں حضرت عائشہؓ کو ''سلام اللہ علیہا'' لکھا ہے۔ ❸

---

❶ خلافت راشدہ جنتری ص ٦١

❷ ماہنامہ حق چاریارؓ بابت جون ١٩٩١ء

❸ سیدنا معاویہؓ شخصیت اور کردار جلد ١ ص ٢٢٩

یزید کے نام پر "تَرَحُّم" کی علامت

حامیانِ یزید کو حضرت حسینؓ کے نام کے ساتھ "امام" لکھنے پر تو اعتراض ہے لیکن یزید کے نام پر علامتِ ترحم "رح" بڑی بیباکی کے ساتھ لکھتے ہیں۔ مولوی عظیم الدین صدیقی نے اپنی کتاب "سیدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے لکھی اور پوری کتاب میں حضرت حسینؓ کے نام پر "رضی اللہ عنہ" لکھنا گوارا نہ کیا۔ اسی طرح قاضی طاہر علی الہاشمی نے اپنی کتاب "شیعیت، تاریخ وافکار" میں جا بجا یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے۔ ماہ نامہ "الاحرار" ملتان بابت جنوری ۲۰۱۰ء میں مدیر کا مضمون بعنوان "تاریخ اسلام میں دہشت گردی کے المناک حادثات" شائع ہوا۔ اس میں بھی یزید کو امیر المؤمنین اور "رح" لکھا گیا۔ اور دلیری کا یہ عالم ہے کہ مدیر صاحب نے یہ مضمون "ابوشراحیل" کی کنیت سے لکھا، ہم حامیانِ یزید کو چیلنج کرتے ہیں کہ چودہ صدیوں میں کسی حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی محدث، مفسر یا مورخ نے یزید کے نام پر علامتِ ترحم ڈالی ہو تو پیش کریں؟ آزمائے جس کا جی چاہے۔

جبکہ ہم درجنوں ایسے حوالہ جات دکھا سکتے ہیں جن میں اکابرینِ اُمت نے غیر انبیاء کے اسماء پر "علیہ السلام" اور "امام" کی اصطلاحیں لکھی ہیں۔ اس یبوست مآب مخلوق کا تحقیقی نسب محمود عباسی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن چودہ صدیوں کے محققین اسلاف جن کی پشت پر کھڑے ہیں، ان کو یہ قہر آلود نگاہوں سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ فیا للعجب

اور جن حضرات نے حضرت امام حسینؓ کے نام کے ساتھ "سید الشہداء" لکھا ہے۔ انہوں نے حضرت حمزہؓ کی سیادت کا انکار نہیں کیا۔ حضرت امام حسینؓ شہداء کربلا کے سید یعنی سردار ہیں۔

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا

پاک منزل کے متلاشی پاک راستوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ ناپاک راستوں سے خیر کی منزلیں کہاں ملتی ہیں؟ حضرت معاویہؓ کے مقامِ صحابیت کو سمجھنے کے لئے قرآن،

حدیث، اور افکار اہل سنت کا راستہ اختیار کیجیے۔ یزید کا نہیں۔ یزید کی محبت میں مغلوب ہو کر حضرت معاویہؓ کا دفاع کرنا کنعان کی تعریف میں رطب اللسان ہو کر حضرت نوحؑ کی نبوت ثابت کرنے کے مترادف ہے۔

ماہ نامہ حق چار یارؓ کے گذشتہ شمارہ میں ڈاکٹر اسرار احمد ❶ کی وفات کے حوالے سے مضمون شائع ہوا۔ جس میں باحوالہ موقف اختیار کیا گیا تھا کہ مودودی صاحب کی جن عبارات پر اہل حق نے اُن سے اختلاف کیا، ڈاکٹر صاحب نے بھی ان عبارات کے خلاف وقتاً فوقتاً آواز بذریعہ تحریر یا تقریر بلند کی۔ بعض احباب شکوہ کناں ہوئے کہ ایک طرف تو ''یزیدی فتنہ'' پر قلم اٹھایا جا رہا ہے اور دوسری جانب ڈاکٹر اسرار احمد پر مضمون لکھا گیا، جبکہ وہ بھی حامی یزید تھے۔ سو پہلے ہم اس پر مختصر سی بحث کریں گے۔

ہمارے مضمون سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ہم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی شخصیت سے کلی طور پر متاثر اور ان کی فکر کے سو فیصد متفق ہیں تو یہ خیال بالکل باطل اور زعم عاطل ہے۔ ہمارا مقصد فقط یہ تھا کہ جماعت اسلامی کی جانب سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ماہ نامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۲۰۱۰ء میں پروفیسر خورشید احمد صاحب کا مضمون بعنوان ''اسرار بھائی'' اور ماہ نامہ اردو ڈائجسٹ لاہور میں الطاف حسن قریشی کا مضمون بعنوان ''ڈاکٹر اسرار احمد کی شخصیت کا اعجاز'' شائع ہوئے۔ ان مضامین میں ڈاکٹر اسرار احمد کو مودودی صاحب کی زلفوں کا اسیر ثابت کیا گیا ہے۔ ہمارا دعویٰ یہ تھا کہ فکری و نظریاتی اور مذہبی وجذباتی اعتبار سے وہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ، مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ، شیخ الاسلام

---

❶ تکفیر شیعہ کے حوالہ سے مصنف کتاب کی ایک باضابطہ مجلس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ساتھ ان کے دفتر میں ہوئی تھی اور اس حوالہ سے مصنف کا ایک خط بھی ڈاکٹر صاحب نے اپنے ماہ نامہ ''میثاق'' اگست ۲۰۰۸ء میں شائع کیا تھا۔ اسی تعلق کے حوالہ سے ڈاکٹر اسرار احمد کی وفات کے بعد مصنف کا نہایت معلوماتی مضمون ماہ نامہ حق چار یارؓ میں شائع ہوا تھا (محمد عثمان حسن)۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ، مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ، اور دیگر علماء اہل سنت دیوبند کے فیوض و کمالات کے مؤدودی صاحب سے زیادہ معترف تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مولانا مودودی کے ساتھ ان کے سابقہ تعلقات کو تو اجاگر کیا جارہا ہے مگر اختلاف کی بابت حقائق سامنے نہیں لائے جاتے؟ اس لیے علماءِ دیوبند کی تائید میں اور مولانا مودودی کی عبارات کی تردید میں ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب سے اقتباس قوم کے سامنے رکھے گئے تھے۔ نیز بنظر عمیق جن احباب نے مضمون پڑھا وہ بخوبی جانتے ہیں کہ قائل کی مراد کیا ہے؟

جہاں تک تعلق ہے ان کے حامیٔ یزید ہونے کا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ دیگر بلا اجرت یزیدی وکلاء کی طرح نہ تو یزید کی بڑھ چڑھ کر حمایت کرتے تھے اور نہ ہی اجماعی نظریۂ اہل سنت کے مطابق یزید کو کہیں فاسق لکھا ہے۔ حامیانِ یزید حضرت معاویہؓ کی حکومت کو بھی دورِ خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہیں، جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

> ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت کو اہل سنت دورِ خلافت راشدہ میں شامل نہیں کرتے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ کسی بدنیتی کو ہم ان کی طرف منسوب نہیں کرسکتے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے اور صحیح ہے کہ اُن کا وہ مقام اور مرتبہ کبھی کسی نے نہیں سمجھا، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے'' ❶

حامیانِ یزید حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو طالب اقتدار قرار دیتے ہیں اور مدینہ سے کربلا، کربلا سے سفر شہادت کو ہوسِ حکومت پر محمول کر کے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کرتے ہیں، محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، عُزیر احمد صدیقی، ابویزید محمد دین بٹ، حسن الدین سہروردی اور دیگر یزیدی وکلاء کی کتب اس پر شاہد ہیں...... نیز نذیر احمد شاکر کی کتاب ''شمائلِ علی المرتضیٰ'' تو نہایت مکروہ انداز تحریر اور تلبیسات پر مشتمل ہے...... مگر ڈاکٹر اسرار احمد کا نظریہ یہ ہے کہ

''میں ذاتی طور پر اس بات سے کھلم کھلا اور سرِعام اعلانِ برأت کرتا ہوں۔ اگر

---

❶ سانحۂ کربلا صفحہ نمبر ۲۳

کسی کو یہ شک و شبہ یا غلط فہمی ہو کہ معاذ اللہ میری رائے ہے کہ حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کے اس اقدام میں کوئی نفسانیت یا کوئی ذاتی غرض تھی تو میں اس سے بالکلیہ بری ہوں۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ ❶

ہمارا مقصد ڈاکٹر صاحب یا کسی بھی شخصیت کا دفاع ہرگز نہیں، وہ وہاں پہنچ گئے ہیں، جہاں فقط پاکیزہ خیالات اور اعمالِ صالحہ کام آتے ہیں...... تشکیک میں پڑے ہوئے بعض دوستوں کے لیے یہ وضاحتی سطور لکھی گئی ہیں۔ ہمیشہ نظریات کا تحفظ کیا جاتا ہے، شخصیات کا نہیں، شخصیات آتی جاتی رہتی ہیں، جبکہ نظریات وہیں کے وہیں رہتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی کی سوچ یا اپروچ مسلمہ عقائد و نظریات سے متصادم ہو تو اس کی سوچ کو بدلنے کی کوشش کی جائے گی، نظریہ نہیں بدلتا...... صحیح عقائد و نظریات کو قرآن و سنت کا سایہ نصیب ہوتا ہے۔ اور جس طرح کتاب و سنت کو دوام ہے، صحیح خیالات کو دوام حاصل ہے۔

صدیوں فلاسفہ کی چناں و چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے زیرِ ادارت ماہ نامہ ''میثاق'' بابت جون ۲۰۰۸ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جانشین ان کے بیٹے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے عہد حکومت میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خانوادے کی شہادت، مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پامالی اور حرم محترم کی بے حرمتی ہوئی۔ جس کی وجہ سے عالم اسلام میں بنواُمیہ کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پرورش پانے لگے''

ہاں! جو لوگ مسئلہ یزید میں توقف اختیار کرتے ہیں۔ اُنہیں چاہیے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا تقابل ہو، تو پھر دونوں کی شرعی پوزیشن واضح کر دیں۔ اس وقت منصبِ صحابیت کا دفاع اور فسق یزید کا پرچار کیا جائے گا۔ حادثہ کربلا بیان کرنے

---

❶ سانحۂ کربلا، ص ۳۴

ہوئے جو مسئلہ یزید پر توقف اختیار کرتا ہے تو جان لیجیے کہ یا تو وہ توقف کے مفہوم اور مراد سے ناواقف ہے یا پھر اپنے نہاں خانۂ ضمیر میں یزید کے لیے نرمی رکھتا ہے۔ تاہم مرض کی نوعیت کے مطابق علاج کیا جاتا ہے۔ سب کے لیے ایک ہی لب و لہجہ رکھنا اور سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا چرواہے کا کام ہوتا ہے، صاحب علم کا نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور یزید پر ترحم

گذشتہ بحث میں ہم نے لکھا ہے کہ یزیدی لوگ یزید کے نام پر علامتِ ترحم ''رح'' ڈالتے ہیں۔ حالانکہ متقدمین اسلاف میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ ایک صاحب مطالعہ عالم دین نے کہا کہ میں نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ یزید پر ترحم کرتے تھے۔ سو اس کی توضیح ملاحظہ ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن شوذب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں، میں نے ابراہیم بن ابوعبید سے سنا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ یزید پر رحمت کی دعا کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں کہ

''عمر بن عبدالعزیز یترحّم علٰی یزید بن معاویہؓ'' ❶

زمانہ حال کے یزیدی جو یزید پر ترحم کرتے ہیں تو وہ حُبِ یزید سے مغلوب ہو کر کرتے ہیں۔ جیسا کہ عرف عام میں ''رحمہ اللہ'' اولیاء اللہ کے اسماء پر لکھا جاتا ہے۔ یزیدی بھی اپنے ممدوح کو چونکہ ولی اور تابعی سمجھتے ہیں۔ اس لیے یزید پر ترحم کرتے ہیں...... لیکن یاد رہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تو اس لیے دعائے مغفرت کی تھی کہ فاسق و فاجر اور بدقماش و بٹیر باز کے لیے مغفرت کی دعا کرنا شریعت میں ممنوع نہیں ہے۔ اگر یزیدی ٹولہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اس عمل کو اپنی تائید میں پیش کرتا ہے تو پہلے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی پوری عبارت بھی پڑھ لے۔ آگے یہ الفاظ ہیں:

---

❶ لسان المیزان جلد نمبر ٦، ص ٢٩٤

"فذكر رجل يزيد بن معاوية فقال اميرالمومنين يزيد فقال له عمرؒ تقول اميرالمومنين؟ وامربه فضربه عشرين سوطاً"

ترجمہ: ''ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے روبرو یزید کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے امیر المومنین کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے؟ بعدازاں آپ رحمہ اللہ کے حکم سے اس (محبِ یزید) کو بیس کوڑے لگائے گئے''

آج یزید کو ''امیر المومنین'' کہنے والے کیا بیس کوڑے کھانے کے لیے تیار ہیں؟ اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صداقت کا علم لہرا کر کلمۂ حق کہتے ہوئے اپنے پورے خاندان کو راہ خدا میں کٹوا کر عظمت کے مینار کھڑے کر سکتے ہیں، تو آپ یزید کے لیے کوڑے بھی نہیں کھا سکتے؟ پھر یہ طمطراق اور طنطنی کس کھاتے میں ہے کہ کتابوں کی کتابیں یزید کے دفاع میں سیاہ کر دی جاتی ہیں۔ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں غیر مؤدبانہ جملے کسے جاتے ہیں...... خدا لگتی بات یہ ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں فساق و فجار کی حمایت کرنے والوں کے باطن اندھیروں کا مسکن بن جاتے ہیں۔ انہیں روشنی سے چڑ ہو جاتی ہے۔ فہم و ادراک کی کوئی رمق ان میں باقی نہیں رہتی اور بالآخر اسی ضد اور عناد کی وجہ سے وہ ''مطبوع القلب'' قرار پاتے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی اس عبارت پر غور کریں۔ آپ لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یزید کو احتراماً امیر المومنین کہنے پر کوڑے بھی لگوائے تھے۔ کیونکہ شرعاً فاسق کی تعظیم جائز نہیں اور ساتھ ہی بحیثیت مسلمان کے آپ نے یزید کے لیے مغفرت کی دعاء بھی کر لی تھی۔ کیونکہ مغفرت کی دعا کرنا کافر کے لیے (جس کی موت کفر پر واقع ہوئی ہو) ناجائز اور فاسق کے لیے جائز ہے'' ❶

---

❶ خارجی فتنہ جلد دوم، ص ۳۵۳

محدود فکری صلاحیتوں کو لامحدود کرنے اور بیمار سوچ کا علاج ضروری ہے۔ پھر گنجِ عافیت میں بیٹھ کر گریبان میں جھانکیے کہ حالات کا جریان اور قانون خداوندی کا سریان شہداء کربلا کے ساتھ ہے یا یزید کے ساتھ؟

اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اہل تشیع کی جانب سے اصحاب رسول ﷺ کے خلاف مسلسل طعن و تشنیع کی وجہ سے بعض اہل سنت کہلوانے والے بھی بدک گئے......اور خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے وہ غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کر گئے۔ ان میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سرفہرست ہیں، جن کی کتاب ''خلافت و ملوکیت'' ایک عرصہ تک موضوعِ بحث رہی۔ سید لعل شاہ بخاری مرحوم بھی اعتدال پر نہ رہ سکے۔ ان سے پہلے مشہور انقلابی لیڈر اور ادیب شورش کاشمیری مرحوم بھی کلیجہ فگار قسم کی عبارتیں اپنی کتاب میں لکھ گئے مثلاً ''ابوسفیان اور اس کی اولاد نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے لیکن اپنا قرض کربلا میں چکا لیا''

اس عبارت سے مخالفین جو مفہوم کشید کر سکتے ہیں، وہ ظاہر ہے۔ ہم پہلے بھی اس المیہ کا رونا رو چکے ہیں کہ فی زمانہ بے اعتدالی کے طوفان نے وہ اودھم مچایا کہ ایک قوم کی قوم صحراؤں کا بگولہ بن کے رہ گئی ہے...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کی توہین، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفاع میں حضرت معاویہؓ کے بے ادبی ایک معمول سا بن گیا ہے۔ محبان یزید دامے، درمے، قدمے، سخنے اس مہم میں شریک ہیں......اور بڑی دل آزار قسم کی تحریریں دیکھنے میں آ رہی ہیں مرا ہوا گھوڑا چھانٹوں سے زندہ نہیں ہوتا مگر مرا ہوا فتنہ کبھی نہ کبھی کسی دوسری شکل میں نمودار ہو ہی جاتا ہے۔

محمود احمد عباسی کی کتاب جس کے ہاتھ چڑھ جاتی ہے۔ وہ اسی کی خودساختہ تحقیق کے منہ پر کوئی نیا غازہ مل کر اور سرخی پاوڈر لگا کر پیش کر دیتا ہے اور نئی نسل کے

بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغ محفل، صفحہ نمبر ۴۱۲، طبع اوّل

اذہان پھر سے مشوش ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک کتاب ''تاریخ بنو امیہ'' کے نام سے آئی ہے، جس کے مؤلف ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ ہیں۔ ساری کی ساری کتاب محمود احمد عباسی کی تحقیقِ انیق کی بنیاد پر لکھی گئی۔ بلکہ یوں کہیے کہ ان کی کتب ہی کا چربہ و سرقہ ہے۔ دسواں باب امیر یزید کا ذاتی کردار (از محمود احمد عباسی) کے عنوان سے ہے۔ جس میں یزید کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ جگہ جگہ یزید کو ''رحمۃ اللہ'' لکھا گیا ہے..... حامیانِ یزید ضد اور عناد کو اپنا منشور بنا چکے ہیں..... ابو یزید محمد دین بٹ نے جب کتاب ''خلافتِ رشید ابن رشید'' لکھی تھی تو ایک یزیدی نے اس کی تائید میں یہاں تک لکھ دیا تھا۔

''مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور بہشتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں'' ❶

ایک یزیدی کی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں توہین

این ایم کیو صاحب لاہور ہائی کورٹ کے وکیل ہیں ❷ انہوں نے اپنے ایک مضمون میں یزید کے جو قصیدے پڑھے۔ فی الوقت ہم اُن پر تبصرہ نہیں کرتے لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں اُن کی توہین کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

''امام عالی مقام حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے حق میں دستبردار ہوگئے، امام عالی مقام نے ایسا کیوں کیا؟ کیا خلافت ان کی خاندانی جاگیر تھی کہ جسے چاہتے بخش دیتے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے زمینی حقائق کا ادراک کرتے ہوئے یہ سمجھا کہ اس بھاری پتھر کو اٹھانا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ امت مسلمہ کی بہت بڑی تعداد پہلے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتماد کر چکی تھی اور مملکت کا زیادہ

---

❶ خلافتِ رشید ابن رشید، ص ۳۴۱

❷ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

رقبہ ان کے زیر انتظام تھا۔ پھر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری امام عالی مقام نے مفت میں نہیں کی تھی۔ اس کے بدلہ میں انہوں نے کافی مال لیا تھا۔ اس کی تفصیل سے صرفِ نظر کرتا ہوں اور مال کی ان کو ضرورت بھی تھی کیونکہ امام عالی مقام کو ہر روز ایک نئی دلہن درکار تھی'' ❶ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

قارئین کرام! متاعِ ایمان کو مُٹھی میں تھام کر ذرا ان جملوں پر غور کریں۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف روافض و خوارج اور نواصب کے تقابل نے حالات کہاں تک پہنچا دیئے؟

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نادان حامی......ایک بصیرت افروز جملہ

سیدی مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے یہ جملہ ایسے ہی لوگوں کے لیے فرمایا تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس کے آخری جملہ پر آپ غور فرمائیں کہ بیک وقت اور بیک جنبشِ قلم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں کی توہین کی گئی ہے کیونکہ ان صاحب نے لکھا ہے کہ ''حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری کے عوض کافی مال لیا تھا''...... گویا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مال دے کر خلافت خریدی اور اس کا استحقاق نہیں رکھتے تھے۔ اب بتایئے یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا جارہا ہے؟ پھر تعجب ہے کہ یہی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ کا دین ہمیں تین واسطوں سے ملا ہے۔ پہلا واسطہ جبریل امین ہیں۔ دوسرا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تیسرا واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں...... ہمارے مہربانوں کے لیے پہلے دو واسطوں کو مجروح کرنا تو ممکن نہیں تھا۔ اس لیے انہوں نے تمام زور تیسرے واسطہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مجروح کرنے پر صرف کر دیا۔''

---

❶ کتابت شدہ غیر مطبوعہ مقالہ

مزید لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے لوگ اس زمین کے اوپر اور اس آسمان کے نیچے نہ اس سے قبل کبھی پیدا ہوئے اور نہ آئندہ کبھی ہوں گے۔''

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شرفِ صحابیت کا تو آپ کو پورا پورا علم ہے۔ اور آپ پورے یقین سے اس کو تحریر کر رہے ہیں تو کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا گیا انتہائی نازیبا جملہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مال دے کر خلافت لینے والا قرار دینا یہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہیں؟ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حکومت کے حریص تھے؟ اور کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اسی کردار کے مالک تھے، جو یہ صاحب پیش کر رہے ہیں؟ اناللہ وانا الیہ راجعون

ہرگز نہیں! اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی دنیاوی اقتدار و تمکنت کا متمنی نہ تھا۔ یہ سب محبتِ یزید کے شاخسانے ہیں۔ ان صاحبان کی سیاہ بختی اور کم بختی کا اندازہ لگائیں کہ یہ یزید کو صالح ثابت کرنے کے لیے اس کے عظیم والد گرامی کی گستاخی کر رہے ہیں اور جس کردار کا یزید مالک تھا، وہ کردار نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کر کے اپنے اور اپنے ممدوح یزید کے منہ سے کالک دھونے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے اُترتا اور ٹپکتا نور دیکھ کر سورج کی کرنیں شرمندہ ہو جاتی ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ کے اُجلے کردار اور بے داغ ماضی پر حال و استقبال رشک کرتے ہیں۔ کسی بھی محبِّ یزید کا محبِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہونے کا دعویٰ کرنا نرا فریب ہے اور بس!......

ڈاکٹر طٰہٰ حسین کی ژاژ خائی

راہِ اعتدال سے ہٹے ہوئے ایک اور مصری محقق ڈاکٹر طٰہٰ حسین بھی ہیں۔ آنکھوں سے نابینا تھے...... اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض سے لبریز تھے۔ گویا بصارت اور

بصیرت دونوں سے محروم تھے۔ موصوف کی بیوی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کا لیبل لگا کر جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لکھا۔ افسوس پاکستان کے نادان یزیدی نے وہی جملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ثبت کر دیا۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین لکھتے ہیں:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مسلک کی بنیاد خالص دین پر تھی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کی بنیاد خالص دنیا پر.....'' ❶

مزید لکھتے ہیں:

''(مصر والوں نے) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مکر وفریب سے مصر پر قبضہ کرنا چاہا اور کہنا چاہیے کہ بڑی مشکلوں سے وہ اپنے ارادے میں پُرفریب طریقے پر کامیاب ہوئے'' ❷

یہی وہ اشتعال انگیز اور افراط وتفریط کا راستہ ہے۔ جو گمراہی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیتا ہے......ہم پہلے یہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ محض تعصب کی وجہ سے جو یزید جیسے فاسق کی منقبت کرتا ہے۔ وہ بالآخر محبتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے..... یہ ۱۹۲۰ء کا واقعہ ہے کہ میر پور میں اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ (والد گرامی حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ) کے مابین ایک مناظرہ ہوا تھا۔ اس میں مولانا امرتسری مرحوم ذکرِ یزید میں جو کچھ کہہ بیٹھے تھے، وہ مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ سے ہی سنیے:

''مولانا ابوالوفاء اس وقت کچھ ایسے بدحواس ہوگئے کہ یزید کی مدح سرائی شروع کر دی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین پر کمر باندھ ڈالی۔ بڑی بے باکی سے کہنے لگے کہ یزید میں حکومت کی صلاحیت تھی اور وہ جنگی قابلیت رکھتا تھا۔ اس

---

❶ حضرت علیؓ، تاریخ اور سیاست کی روشنی میں، ص ۱۳۴

❷ ایضاً، ص ۱۳۵

لیے وہ صالحین میں داخل تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ حکومت کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور جنگی قابلیت بھی نہ رکھتے تھے، اس لیے اوّل الذکر کامیاب اور دوم ناکام رہے'' ❶

آج تقریباً سو سال کے بعد مولانا امرتسری رحمہ اللہ کے ایک معتقد آج کی زبان اور لہجے میں بالکل وہی فلسفہ بیان کرتے ہیں کہ...... ''یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ کاروبارِ حکومت چلانے کی اہلیت اور شئے ہے اور تقویٰ و پاکیزگی دوسری چیز! اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کی اولاد میں سے جتنے بھی لوگ موجود تھے۔ ان میں ایسا کوئی بھی نہیں تھا جو کاروبارِ حکومت چلانے میں اتنا ماہر اور پختہ کار ہو، جتنا یزید ماہر تھا'' ❷

قارئین کرام! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کو جس کسی نے بھی محض ''تاریخ کے آئینے میں'' دیکھا، اس نے ٹھوکر کھائی...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن وسنت کی روشنی میں پہلے دیکھا جائے۔ تاریخ تو ''تاریک'' بھی ہو جاتی ہے اور کتاب وسنت کے نور کو دوام ہے۔ پھر قابل تعجب بات یہ ہے کہ جب فسقِ یزید پر چودہ صدیوں کے اہل علم کو لا کھڑا کیا جاتا ہے، تو حامیانِ یزید کہتے ہیں، یہ سب تاریخ کی کارستانی ہے، تاریخ بے رحم ہے، تاریخ اور مؤرخین نے یزید کو بدنام کر دیا......

تاریخ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تو کچھ نہیں بگاڑا۔ اُن کو آپ آج بھی ''تاریخ کے آئینے میں'' دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اہل سنت والجماعت نے آپ کو محمدی آئینے میں دیکھا تو یزید کی اصلیت بھی کھل گئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شرف صحابیت بھی واضح ہو گیا۔

اس کتاب پر تبصرہ ہم اگلی سطور پر چھوڑتے ہیں۔ البتہ چلتے چلتے ایڈووکیٹ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ ایک طرف خود کو دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جذبے سے سرشار

---

❶ مباحثۂ میرپور صفحہ ۱۲، طبع مسلم پریس، لاہور

❷ سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تاریخ کے آئینے میں، ص ۶۲۴

جانتے ہیں اور دوسری جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مال دے کر خلافت لینے والے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نفس پرست ثابت کرتے ہیں (نقلِ جُہل، جُہل نباشد) تو کیا یہ دو حضرات آپ کے نزدیک صحابی نہیں ہیں؟ اگر نہیں تو بیان کر دیں اور ہیں تو پھر اپنے بیان سے رجوع کر کے استغفار کریں...... اس سے پہلے کہ وقتِ اجل آ جائے اور مہلت نہ مل سکے۔ یاد رکھیے! جس شخص کو صحابہ رضی اللہ عنہم پر تنقید کرنے کی چاٹ لگ جائے۔ قربِ الٰہی کی جانب اس کی واپسی کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

”سیرتِ امیر معاویہ“ پر تبصرہ

سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تاریخ کے آئینے میں“ مؤلفہ پروفیسر حافظ اظہر محمود، کا ذکر ہم نے گذشتہ سطور میں کیا تھا...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شرفِ صحابیت اور مقام و مرتبہ کا کوئی سُنی مسلمان مُنکر نہیں ہوسکتا۔ دفاعِ معاویہ رضی اللہ عنہ پہ لکھی جانے والی اکثر کتب در پردہ حمایت یزید پر ہوتی ہیں اور ان کتب کا آخری باب مصنف یا مؤلف کے اندر کا آئینہ ہوتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر کتاب ابتداء سے پڑھی جاتی ہے...... لیکن ہمارا مشورہ یہ ہے کہ دفاعِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر لکھی جانے والی کتب کو ”آخر“ سے پڑھنا شروع کیا جائے...... تاکہ مصنف کے متعلق قاری ذہنی طور پر پہلے سے تیار ہو جائے کہ وہ ”مریض یزید“ ہیں یا واقعی مقامِ معاویہ رضی اللہ عنہ اُجاگر کرنے کی مخلصانہ کاوش ہے۔ ہماری پیش کردہ معروضات پر کئی ایک چھپے کُتیاں کاٹ کھانے کو دوڑتی ہیں...... لیکن اظہارِ حق بھی تو نہایت ضروری ہے۔ وگرنہ جھوٹ کے کثیف بھبھکے سچ کے درپن کو اتنا دُھندلا کر رکھ دیں کہ الامان والحفیظ۔

”سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ“ نامی کتاب میں بھی یزید کی منقبت کی گئی ہے اور مصنف کا مآخذ قاضی ابوبکر ابن عربی کی کتاب ”العواصم من القواصم“ ہے یا پھر ”البدایہ والنہایہ“ کی ادھوری عبارات......

قاضی ابوبکر ابن عربی شعبان ۴۶۸ھ میں اسپین میں پیدا ہوئے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے مقلد تھے اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول ۵۴۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا...... قاضی ابوبکر ابن عربی یزید کے فسق و فجور کے معاملہ پر مسلک اہل سنت سے ہٹے ہوئے تھے۔ اکثر اہل علم تو ڈنکے کی چوٹ پر انہیں ''ناصبی'' کہتے ہیں...... اور بعض ''مائل بہ ناصبیت'' خیال کرتے ہیں۔ حال ہی میں ماہ نامہ ''الندوہ'' اسلام آباد بابت فروری ۲۰۱۰ء ایک مضمون تسامحات کے تحت ''ایک سنگین غلطی'' کے نام سے شائع ہوا۔ جس میں مولانا سعید خان صاحب نے باحوالہ ثابت کیا کہ قاضی ابوبکر ابن عربی کٹر ناصبی تھے اور ان کا قلم چیتے کی مانند قلانچیں بھرتا ہوا یزید کی حمایت میں اڑان کرتا ہے...... ''العواصم من القواصم'' میں تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم پر خاطر خواہ مواد موجود ہے...... لیکن حمایت یزید پر جو ناصبیت کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اہل علم اور ارباب انصاف نے کبھی اس کی تائید نہیں کی۔ یہاں تک کہ ابن خلدون جیسے مورخین نے بھی اس رویہ پر احتجاج کیا تھا۔

علامہ محب الدین الخطیب نے اس کتاب پر حاشیہ لکھا تھا۔ روافض کے جارحانہ اور تلبیسانہ اقدام سے نالاں ہو کر ان حضرات نے جس دھڑلے سے قاتلان اہل بیتؓ کی حمایت کی ہے، وہ بالکل ناجائز تھی۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے ''خارجی فتنہ'' حصہ دوم میں جو قاضی ابوبکر ابن عربی کو سُنی کہا اور ناصبی ہونے کا انکار کیا تو یہ احتیاط پر مبنی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن عربی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا پورا ادب کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد نہیں مانتے...... وہ خلافتِ راشدہ موعودہ چار یاروں کا استحقاق سمجھتے ہیں۔

ثانیاً شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ''فتاویٰ عزیزی'' کی وہ عبارت جس میں ابن عربی کو ناصبی کہا گیا۔ حضرت رحمہ اللہ کا موقف یہ تھا کہ فتاویٰ عزیزی کی بعض عبارات الحاقی ہیں۔ ممکن ہے یہ بھی انہی میں سے ایک ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کُل کی کُل کتاب کو نامعتبر قرار نہیں دیتے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

''یہاں یہ ملحوظ رہے کہ بعض مقامات میں الحاق کا گمان ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سارا مجموعہ فتاویٰ عزیزی ناقابلِ اعتماد ہو۔ البتہ دلائل کی بناء پر جس عبارت میں شبہ ہو وہ الحاقی سمجھی جائے گی'' ❶

اس عبارت سے ایک اور عقدہ بھی حل ہوگیا کہ آپ رحمہ اللہ فتاویٰ عزیزی کے الحاقیات پر گمان کرتے ہیں، یقین نہیں ''خارجیت'' کے رد میں ''ناصبیت'' کا ذکر کرنے سے چونکہ ایک نئی بحث چھڑ جاتی اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے بطورِ احتیاط ابن عربی کو ناصبی نہیں کہا...... حضرت رحمہ اللہ ہی کی ایک عبارت پڑھیے تو خلجان کافی حد تک رفع ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں:

''بہرحال قاضی ابوبکر ابن عربی رحمہ اللہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے قتال کرنے والوں کی طرف سے جو دفاع کیا ہے۔ یہ اُن کی سنگین غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں'' ❷

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ نے ابن عربی کے جس فعل کو ''سنگین غلطی'' قرار دیا تھا...... اسی ''سنگین غلطی'' کے زیرِ عنوان ماہنامہ الندوہ میں ابن عربی کی ناصبیت کا پول کھولا گیا۔

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل
کھیل بچوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا

یہاں تک بحث کا مقصد یہ ہے کہ محمود احمد عباسی سے لے کر آج تک ہر حامیٔ یزید ابن عربی کی عبارات کا سہارا لے کر بزعم خود نظریۂ سلف کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ لہٰذا ہر قاری یہ بات ذہن نشین کرلے کہ یزید کے متعلق اسلاف اہلِ سنت نے قاضی ابوبکر ابن عربی کی قطعاً کہیں تائید یا حمایت نہیں کی۔

---

❶ دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۴۲

❷ خارجی فتنہ، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۱۹

حق اور باطل

حامیانِ یزید اس عنوان سے پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ معرکۂ کربلا کوئی حق و باطل کے مابین نہیں تھا۔ ہمارے بھولے بھالے سُنی بھی لاشعوری طور پر اس کی تائید کر بیٹھتے ہیں......لیکن جاننا چاہیے کہ یزیدی لوگ اس سے حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کو حکومت کا حریص اور شہرت کا طالب قرار دیتے ہیں۔

ہم اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ چار یاروں کی خلافت دورِ نبوت کے ہمرنگ تھی، اس کے بعد حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت اور نظام مملکت خلفائے راشدین کے نقوشِ پا پر قائم تھا۔ جب یزید کا دور آیا تو اس میں خالص ملوکانہ اور دنیاوی عیش پرستی غالب تھی۔ چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نظامِ خلافت کے متصل بعد فسق و فجور پر مبنی نظام برداشت نہ کر سکے اور چین سے گھر بیٹھنے کی بجائے استبداد سے ٹکرا کر ''شہید ناموسِ خلافت'' ہونے کو ترجیح دی۔ کراچی کے ایک یزیدی ''ظفر عمر'' نے اپنے باطن کا خبث ان الفاظ میں نکالا ہے۔

> ''محرم کے دن میرے لیے بہت بھاری ہوتے ہیں۔ کیونکہ حادثہ کربلا کے حوالے سے ریڈیو سے، ٹی وی سے، مساجد سے، منبروں سے، امام باڑوں سے، اخباروں میں، دیواری پوسٹروں میں، تقریروں میں، مذاکروں میں، جلسوں میں، مجلسوں میں، دیواروں پر، بینروں پر، نثر میں، نظم میں، تحت اللفظ، ترنم سے، زنانی آواز میں، مردانی آواز میں، بچوں کی آواز میں، بوڑھوں کی آواز میں، روکر، گاکر، ماتم کر کے، بغیر ماتم کیے، جاہل، عالم، مولوی، مسٹر، طالب علم، پروفیسر، خاتونِ خانہ اور چراغ محفل، کوٹھوں اور فلم والیاں سب ایک ہی جھوٹ دہراتے نظر آئے ہیں۔ یہاں تک کہ سُن سُن کر کان پک جاتے ہیں۔ طبیعت متنفر ہو جاتی ہے اور خون کھولتا ہے اور وہ یہ کہ کربلا کا معرکہ حق و باطل کا معرکہ تھا، جس میں حضرت حسین حق پر تھے اور ان

کے مخالفین یا ساتھ نہ دینے والے باطل پر تھے...... (پھر آگے چل کر لکھتے ہیں) اس بات کا اس وقت کے مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا کہ حضرت حسینؓ نے عقلندوں کے مشوروں پر عمل نہ کرتے ہوئے ناحق اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان گنوائی۔ یہ کسی نے نہ کہا کہ حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر جان دی یا کربلا میں حق و باطل کا ٹکراؤ ہوا۔ وہ سب اسے خلافت کے حصول کی ایک ناکام سیاسی کوشش سمجھتے رہے۔ حق و باطل والی بات جدید پروپیگنڈہ تکنیک ہے۔ جو خصوصاً اہل سنت کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے...... اور اہل سنت اس دامِ ہمرنگ زمین میں بُری طرح پھنس چکے ہیں''

مزید لکھتے ہیں:

''اچھا تو اب اصل حقیقت سنیے کہ سانحہ کربلا کیوں پیش آیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بتقاضائے بشری اور قبائلی رواج کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو نسبی قرابت کی بناء پر اپنا حق سمجھتے تھے'' ❶

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کربلا کو حق و باطل نہ سمجھنے والوں کی بالآخر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر آ کر تان ٹوٹ گئی کہ اس واقعے کے بنیادی ذمہ دار ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور گویا یہ سارا خاندان حکومت اور مال کا حریص تھا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

باقی مؤلف کا یہ لکھنا کہ ''محرم کے دن میرے لیے بہت بھاری ہوتے ہیں'' بالکل صحیح ہے۔ واقعی یہ مہینہ رافضیوں اور ناصبیوں کے لیے بڑا بھاری ہے۔ رافضیوں کے لیے تو اس لیے کہ بے چارے خود کو مار مار کر ''ادھ موا'' کر دیتے ہیں اور ناصبیوں کے لیے اس لیے بھاری ہے کہ جگہ جگہ اہل سنت کی مساجد میں شہادت حسین پر تقریریں ہوتی ہیں،

---

❶ بحوالہ، حادثہ کربلا کیوں پیش آیا؟ صفحہ نمبر ۲، ۶، ۲۱، ۲۲، ناشر، انجمن برائے تحفظ المسلمین، کراچی، ۱۹۸۶ء

مقالے پڑھے جاتے ہیں اور جذبۂ شہادت کو تازہ کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے یہ یزیدیت کے منہ پر اجتماعی اور زوردار تھپڑ ہے۔

حُبّ علیؓ دلیل ہے، حُب رسولؐ کی
خوارج کو آبِ کوثر پلایا نہ جائے گا
سُن لیں میری طرف سے یزیدان عصر نو
نامِ حسینؓ ان سے مٹایا نہ جائے گا

یزیدی ٹولہ اب کافی حد تک دماغی توازن کھو بیٹھا ہے، غیر اخلاقی گفتگو ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔ دلائل و براہین سے تہی دامن اس بدنصیب جماعت کے ایک رُکن کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''عام اور بازاری قسم کے سُنیوں کا گلہ نہیں...... کیونکہ یہ بیچارے جہالت کی وجہ سے رفض و بدعت کا شکار ہیں...... بلکہ یہاں گلہ اور افسوس اس قسم کے سنیوں پر ہے جو بظاہر قاضی بھی ہیں، اور پیشہ ور مُلاں بھی، امام اور واعظ بھی ہیں اور فرضی انجمنوں کے امیر اور سربراہ بھی مگر رافضیت کے زہریلے پروپیگنڈے نے ان کا حلیہ کچھ اس طرح بگاڑا ہے کہ ان کے مُنہ سے شیعیت کی بدبو آ رہی ہے۔ یزید اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام سنتے ہی، ان کے بدن میں کانٹے چبھنے شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ سب و تبرا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے'' ❶

قارئین کرام! مسلمانوں کو شرف صحابیت سے بدظن کرنا، شیعیت کا نصب العین ہے، ہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو صحابی سمجھ کر ان کا تحفظ کرتے ہیں اور یزید صحابی نہیں، حامیانِ یزید اس کی حمایت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کی گستاخی کرتے ہیں۔ اب بتائیے کہ شیعیت کی بدبو کس کے منہ سے آ رہی ہے؟

---

❶ بحوالہ اسلام کے اچھے نام، معاویہؓ و یزید صفحہ ۴، بقلم محمد الفاروقی العمانی، ناشر: تحقیق حزب الاسلام، لاہور

مولانا عطاالمنعم شاہؒ اور حضرتِ معاویہؓ

اعتدال بڑی نعمت ہے اور اشتعال سراسر نقصان! اشتعال کی بھڑکی انگیٹھی کو ٹھنڈا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے...... اکابرین اہل سُنت کے وصفِ اعتدال نے ہی اُنہیں سرخرو کیا ہے...... شدت، تلخی، غصہ اور تعصب سے فاصلے بڑھتے ہیں، کم نہیں ہوتے۔

علماء کرام وارثینِ انبیاء ہیں اور انبیاء تحمل و بردباری کے فلک بوس پہاڑ ہوتے تھے...... اس لیے اس طبقہ کے لیے ٹھنڈا مزاج ہونا ضروری، نہایت ضروری ہے۔ مولانا سیّد عطاء المنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے ''معاویہ'' نامی بیٹے کے ساتھ نوابزادہ نصراللہ خاں سے ملنے گئے۔ نوابزادہ نے برخوردار کا نام پوچھا...... بتایا گیا۔ معاویہ، انہوں نے کہیں تفنن طبع کے طور پر کہہ دیا...... ''یہ آپ کو مروائے گا''...... مقصد یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے دشمنانِ دین بدکتے ہیں، بھاگتے ہیں اور یہ نام اُنہیں گوارا نہ ہوگا تو لوگ آپ کے دشمن بن بیٹھیں گے۔ بہرحال کہنے والے کی مراد خدا جانے کیا تھی اور کیا نہ تھی؟ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے سمجھا کہ بُغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے جراثیم اہل سنت میں بھی سرایت کر آئے ہیں...... اب نوابزادہ مرحوم تو عالم نہ تھے، بالفرض اس جملے سے ان کی کوئی منفی مراد تھی، تو اُنہیں مقام صحابیت اور شرفِ صحابیت سے آگاہ کرنا عالم دین کا کام تھا، اس واقعہ نے اور اس جیسے چند دیگر واقعات نے یہ سوچ پیدا کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے یزید کی کاسہ لیسی ضروری ہوگئی ہے...... لہٰذا اب حقائق کو بے دردی سے ذبح کر کے، اسلاف کے نقوشِ پاء کو مٹا کر، حتیٰ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو گرا کر بہر صورت یزید کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ہے...... مولانا سیّد اظہارالحق شاہ عباسی مرحوم (متوفی ۱۹۶۴ء) (ٹوبہ ٹیک سنگھ) والوں نے تو پوری پوری نظمیں یزید کی شان میں لکھ دی تھیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

اُسَلِّمُ رُوْحَ سَیِّدَنَا یَزِیْد...... اَمیر المومنین باالحقِ الصَّوَاب ❶
(میں اپنے سردار یزید کی روح پر سلام بھیجتا ہوں۔ جو امیر المومنین ہیں اور یہی سیدھی، سچی بات ہے)

مولانا اظہار الحق شاہ سہیل عباسی پوری تندہی سے یزید کی مدافعت میں مصروف تھے کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی (ٹوبہ ٹیک سنگھ والوں) نے تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل کتاب ''حسین رضی اللہ عنہ اور یزید'' لکھ کر شائع کی...... تب ٹوبہ ضلع لائلپور میں تھا اور مکتبہ قادریہ غلہ منڈی نے یہ کتاب طبع کروائی تھی۔

مولانا اظہار الحق صاحب نے مسئلہ فسق یزید پر دار العلوم دیوبند رجوع کیا تھا اور مولانا مفتی مہدی حسن رحمۃ اللہ سے اس استفتاء کا جواب طلب کیا، ان کا خیال تھا کہ شاید اکابرین دار العلوم میں لچک نظر آئے تو پھر ان کو اپنی پُشت پہ کھڑا کر کے مزید یزیدی مہم کو تیز کیا جائے لیکن دار العلوم دیوبند کے فتویٰ نے نہایت مایوس کیا، اس میں کوئی ایسا کونہ تھا جس میں یزیدی احباب کو پناہ ملتی۔ اس میں مفتی مہدی حسین رحمۃ اللہ کی عبارت کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''گزارش ہے کہ یزید کی تکفیر کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور اہل سنت اسے کافر نہیں کہتے، ان کے فسق پر تقریباً سب متفق ہیں۔'' ❷

پھر یزیدی طبقہ نے علماء اہل سنت پر یہ الزام دھرا کہ یہ سب رفض کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے ہیں (حوالہ جات گذر چکے ہیں) اپنے اشتعال کو تحقیق کا نام دے کر متقدمین اہل سنت کو ''گھورنا'' کہاں کی دیانت ہے؟

---

❶ القصیدۃ اللمعہ فی محاسن خلفاء الامہ
❷ ماہنامہ ''تذکرہ'' دیوبند، ص ۵، جلد نمبر ۲، شمارہ نمبر ۳

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے بڑھ کر ''رفض شناس'' اور کون پیدا ہوگا؟ تحفۂ اثناعشریہ نے آج تک علماء شیعہ کو انگشت بدنداں کر رکھا ہے.....شیعہ علماء کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے تحفہ اثناعشریہ کے کوئی درجن بھر جوابات شائع ہو چکے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ سارے جوابات کہاں ہیں؟ پوچھا جاسکتا ہے کہ جواب ایک ہی کافی ہوتا ہے۔ متعدد جوابی کتب کا لکھنا پتہ دے رہا ہے کہ ان جوابات سے خود شیعہ علماء مطمئن نہیں ہیں۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے کہ انہوں نے رہتی دنیا تک شیعہ علماء کو ''مصروف'' کر دیا ہے......آپ رحمہ اللہ اپنی اس شہرۂ آفاق تصنیف میں لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ آزردگی معصوم کے ساتھ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو تعصب اور عداوت کی بناء پر ہو۔ جس طرح یزید پلید کو عداوتِ اہل بیت اطہار کے ساتھ تھی'' ❶

ایک اور تصنیف میں لکھتے ہیں:

''وہنوز اہل مدینہ واہل مکہ واہل کوفہ بہ تسلّطِ یزید پلید راضی نہ شدہ بودند'' ❷

(اور ابھی تک اہل مدینہ و مکہ اور اہل کوفہ یزید پلید کے تسلط سے خوش نہیں ہوئے تھے)۔

اب غور فرمائیے! ہندوستان کا یہ عبقری صفت انسان یزید کو ''پلید'' کہہ رہا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور الامام الکبیر محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، یہ دو بزرگ تو یزید کو ''پلید'' کہے بغیر آگے چلتے ہی نہیں...... حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی ''ہدیۃ الشیعہ'' اور ''اجوبہ اربعین'' کس عالم سے ڈھکی چھپی ہیں؟ اصل نقطۂ اختلاف سے ہٹ کر گفتگو کرنا، اور یزید کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موضوعِ سخن بنانا اہل تحقیق کو زیبا نہیں، مولانا جعفر شاہ پھلواری خوامخواہ دور کی کوڑی لے کر آ گئے کہ

---

❶ تحفۂ اثناعشریہ، ص۲۱۴

❷ فتاویٰ عزیزیہ، ص۲۱

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ ذی النورین نے اپنے فرزند جناب حسن کو مصلائے امامت پر کھڑا کر کے اشارۃً نامزد کر دیا۔ حضرت حسن نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد کے لیے ہی نہیں بلکہ زندگی ہی میں نامزد کر کے خلافت سپرد کر دی اور بیعت کر لی۔ اصولی طور پر نامزدگی کوئی گناہ نہیں...... پس جب نامزدگی بھی جائز ہے اور باپ بیٹے کا خلیفہ ہونا بھی جائز ہے تو ان دو جائزوں کا ملاپ ناجائز کیسے ہو جائے گا؟'' ❶

(مولانا جعفر شاہ پھلواری اور دیگر جملہ یزیدی ترجمان حضراتِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے اسماء پر علامتِ ترحم ''رحمہ اللہ'' ڈالتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل نہ تھے)۔

اب فسقِ یزید کی بحث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو ولی عہد بنانا یا نہ بنانا، یہ خلط مبحث نہیں تو کیا ہے؟...... اکابرین اہل سنت ہمیشہ سے وضاحت کرتے آئے ہیں...... اس پر دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

علامہ ابن خلدون کو آدمیت شناس مانا گیا ہے۔ مستشرقین نے انہی کی کتابوں سے خوشہ چینی کی، بلکہ سرعام سرقہ کر کے خود کو مورخ و محقق منوایا ہے۔ مقدمہ ابن خلدون میں ہے۔

الاوّل منها ماحدث في يزيد من الفسق ايام خلافة فاياك ان تظن معاويةؓ انه علم بذلك من يزيد۔ فانه اعدل من ذالك و افضل بل كان يعذله ايام حياته في سماع الغناء ه ينهاه عنه، وهو اقل من ذلك ❷

ترجمہ ''پہلا مسئلہ فسقِ یزید کا ہے۔ جو اس کے زمانہ خلافت میں نمودار ہوا......

---

❶ مقدمہ بر کتاب، حیات سیدنا یزید، ص ۸، اسحاقیہ پرنٹنگ پریس، کراچی

❷ مقدمہ، ص ۱۷۶

پس آگاہ رہو کہ تم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق گمان نہ رکھنا کہ وہ یزید کے فسق و فجور سے آگاہ تھے...... ان کی ذات والا صفات اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اسے فاجر جانتے ہوئے ولی عہد بنائیں۔ وہ اپنی حیات میں اسے گانے سننے سے روکتے تھے باوجودیکہ گانوں کی سماعت فسق سے کم درجہ کی تھی۔"

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور خفیہ جو بداعمالیاں وہ (یزید) کرتا تھا، اس کی ان کو (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو اطلاع نہ تھی...... ❶

ایسے لایعنی اعتراضات کرنے سے اُلجھی ہوئی ڈور کبھی نہیں سلجھی...... بار بار کے چبائے ہوئے لقموں سے یزیدی ترجمان اپنی ساکھ بچانے کی فکر میں ہیں۔ ہمیں متواتر ڈاک موصول ہوتی ہے۔ جس میں محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، عظیم الدین صدیقی، عزیز احمد صدیقی اور نذیر احمد شاکر نیز مولانا محمد اسحاق سندیلوی مرحوم کی کتب کے اقتباسات درج کر کے بھیجے جاتے ہیں کہ ہمارے ان سوالات کے جوابات دیں۔ ایک تازہ خط ملا، مکتوب نگار نے بڑے طمطنے کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے، اگر دنیا سے بنو حرب اُٹھ گئے تو علماء الناس یعنی لوگوں کے علماء اُٹھ جائیں گے اور حرب یزید کے پردادا کا نام تھا، لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یزید کے مقام کا پتہ چلایا جاسکتا ہے...... الخ

یہ بات مکتوب نگار نے محمود احمد عباسی صاحب کی کتاب "خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید" صفحہ ۴۹، سے چُرائی ہے...... لیکن عباسی صاحب یا مکتوب نگار کے لیے اس میں نفع کی کوئی گنجائش نہیں۔ علماء الناس تو دنیادار اور 'علماءِ سوء" کو کہتے ہیں۔ "علماء الناس" کی طرف اضافت کرنا دلیل ہے کہ یہاں "علمائے دین" مراد نہیں، لوگوں کی خواہشات

---

❶ مکتوبات، جلد اول، ص ۲۵۰

تک اپنی فکر محدود کرنے والے علماء ہیں...... اب اس میں یزید کی تنقیص ہے یا تعریف
ہم بارہا اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ شیعہ وسنی اختلافات کی بنیاد جاننے کی کوشش کریں
اہل تشیع کے ساتھ ہمارا اُصولی اختلاف ہے، یزید وجہ اختلاف نہیں...... ہندو پاکستان
سمیت پوری دنیا میں متقدمین ومتاخرین میں ردِ رفض پر کام کرنے والے علماء اہل سنت
میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو فسقِ یزید کا قائل نہ ہو...... قیل وقال کی وادیوں میں
سرگرداں ہونے کی بجائے حقائق کی جانب آیئے تاکہ سُنی افکار ونظریات کی صحیح معنوں
میں پاسداری ہو سکے۔

ایک مکتوب اور اس کا جواب

غلام کبوتروں کی چھاتی میں چیتے کا جگر پیدا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کی بوندیں جب سے زمین پر گری ہیں، تب سے آمریت واستبداد اور نفس پرست حکمرانوں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہے۔ شہداءِ احد وبدر کی خونی لکیر پر چلتے ہوئے جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید جیسے ڈکٹیٹر اور خود پرست کو حق وصداقت کے کچوکے لگائے تو دنیا بھر کی غلام طبیعتوں میں اضطراب پیدا ہوا، جو آج بھی کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہو کر پھر ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم خود کو ''محبانِ اہل بیت'' کہتے ہیں، منکرین حدیث نے اپنا نام ''اہل قرآن'' تجویز کیا۔ منکرینِ ختم نبوت ''احمدیت'' کا لیبل لگا کر آئے۔ بالکل اسی طرح محبان یزید ''دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' کا نعرہ لگا کر سامنے آئے۔

ہم نے پہلے بھی شاید اظہار کیا تھا کہ جب سے فسق یزید اور دفاع شہداء کربلا پر مضامین کا قسط وار سلسلہ جاری ہوا، تب سے ہمیں متواتر ڈاک موصول ہوتی ہے...... جس سے ہمیں اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ یزیدی جراثیم اندر ہی اندر کسی طرح پل رہے ہیں۔ گذشتہ ماہ ہمیں بیس اور ساٹھ صفحات پر مشتمل تین پیکٹ بذریعہ ڈاک موصول

ہوئے..... کمپوز شدہ اس تحریر کی فوٹو کاپیاں غالباً ملک بھر میں تقسیم کی جارہی ہیں۔

کراچی، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور حویلیاں (ہزارہ) سے آنے والے اس لٹریچر میں تمام تر عبارات اور اشکالات وہی ہیں، جن کے جوابات کئی کئی مرتبہ قوم کے سامنے آچکے ہیں۔ یہ لوگ یزید کی محبت میں کتنے دیوانے ہوچکے ہیں؟ راقم الحروف کے نام ایک یزیدی کے خط کا مضمون ملاحظہ ہو۔

السلام علیکم! آپ کا قسط وار مضمون ''یزیدی فتنہ'' ماہ نامہ حق چار یار میں پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ اس کا جواب حاضر ہے..... تاکہ تصویر کا دوسرا اور حقیقی رُخ بھی آپ کے سامنے آئے۔ آپ سے التماس ہے کہ قبر وحشر کو سامنے رکھ کر اپنے موقف سے رجوع کریں اور اس کی تردید شائع کر کے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں تاکہ قارئین کی گمراہی سے آپ سرخرو ہو جائیں..... ورنہ ایک جلیل القدر تابعی کو بدنام کرنے میں عنداللہ آپ مجرم ہوں گے۔

والسلام

عبدالغفار

جامع مسجد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

منگرال، ماڈل ٹاؤن، راولپنڈی

تبصرہ

مکتوب نگار کی علمی قابلیت کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ وہ ہمیں یزید کے فسق کے نظریہ سے دستبردار ہو کر رجوع کا مشورہ دے رہے ہیں اور پھر ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ ''تاکہ قارئین کی گمراہی سے آپ سرخرو ہو جائیں۔'' یعنی یزید کو صالح مان کر گویا ہم اپنے پڑھنے والوں کو گمراہ کر کے سرخرو ہو جائیں'' سبحان اللہ! اس عبارت نے جس

طرح ''بازار یزیدیت'' کے بیوپاریوں کو اپنے ہی پسینے میں غرق کیا ہے، اس پر تفصیلی تبصرہ کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مکتوب نگار نے محبت یزید سے مغلوب ہو کر لکھا ہے۔ اس لیے خود انہیں بھی علم نہیں کہ وہ کیا لکھ آئے؟ جنہیں اپنے مافی الضمیر کے اظہار پر بھی عبور نہیں، وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جیسے آب تیغ کے لذت چشیدہ کے مقابلہ میں یزید کو تابعی بنا کر پرلے درجے کی بداخلاقی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ہمیں اس غلط نظریئے کو اپنا کر چودہ صدیوں کے مفسرین و محدثین اور مؤرخین و محققین سے ٹکر لینے کی دعوت دے رہے ہیں......فوا اسفاء...... بایں ہمہ لکھتے ہیں کہ آپ بھی ہماری طرح ''اخلاقی جرأت'' کا مظاہرہ کریں۔ اس سرطان کے پھوڑے کا علاج کیسے ممکن ہے؟ ہم نہیں جانتے بس اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور معاندت و منافست سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

یزید کو صالح قرار دینے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

مئی ۱۹۳۶ء میں مولانا محمد عالم ویجاپوری نے اقلیم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ علیہ سے استفتاء کیا تھا کہ اگر زید خود کو یزید یا یزید کا بھائی قرار دے تو کیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جواباً لکھا۔

''کہنے والے کا مطلب کیا ہے؟ اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دے کر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے [1]

اب مکتوب نگار جو یزید کو ''تابعی'' قرار دے رہے ہیں۔ اگر یہ امامت کرواتے ہیں تو ان کے مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ فی الفور یزیدی امام کو امامت سے معزول کر دیں۔

---

[1] کفایت المفتی، جلد سوم صفحہ نمبر ۵۱

اور یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ فقہاء و مفتیان جہاں مطلقاً لفظ مکروہ لکھیں اس سے مراد "مکروہ تحریمی" ہوتا ہے۔ مکروہ تنزیہی کے لیے صراحت ضروری ہوتی ہے تحریمی کے لیے فقط "مکروہ" کہنا کافی ہوتا ہے...... لہٰذا مذکورہ بالا فتوے کے مطابق یزید کو تابعی سمجھنے والا امامت کے قابل نہیں رہتا۔ کراچی سے آمدہ لٹریچر کا ایک جملہ بھی تفننِ طبع کے طور پر پڑھ لیں۔

"ایک محقق عالم دین نے کیا خوب کہا ہے کہ یزید خونِ حسین رضی اللہ عنہ سے ایسے بری الذمہ ہے، جیسے بھیڑیا خونِ یوسف سے"

اب قارئین خود فیصلہ فرمالیں کہ اس مثال میں حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی اور یزید کو بھیڑیا سے! بھیڑیئے نے اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا لیکن تھا تو بھیڑیا ہی ...... ایسے ہی گویا یزید قتل حسین رضی اللہ عنہ میں ملوث نہیں ہے، لیکن تھا بھیڑیا...... حالانکہ آج تک اہل سنت علماء یزید کو فاسق تو کہتے آئے ہیں مگر بھیڑیا نہیں کہا اور یزیدی دوستوں کی ذہانت سے پھوٹتی ہوئی نکتہ آفرینیاں ملاحظہ کریں کہ انہوں نے اس کی جنس ہی بدل دی...... شاخِ تحقیق پر ایسے ہی غنچے کھلتے رہے تو بہت جلد دودھ، پانی الگ ہوجائے گا...... ان شاء اللہ۔

یزیدی وُکلاء کی تضاد بیانیاں

تقریباً ۱۸، صفحات پر مشتمل ایک مقالہ "دو مظلوم بھائی" کے عنوان سے ہمیں موصول ہوا۔ اس کے مرتب محمد عمران نامی کوئی دوست ہیں...... اس مقالہ کے چند تضادات ہم پیش کر کے فیصلہ چاہیں گے کہ ایسے مجذوبانہ مقالات قابلِ توجہ ہوتے ہیں یا قابلِ رد؟...... مقالہ نگار کے تضادات ملاحظہ ہوں۔

① ...... یزید سے براہِ راست ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہماری دلچسپی صرف اس بات میں ہے کہ پڑھنے والے پر سچائی اور حق ظاہر ہو۔ یہاں بات یزید کی وکالت کی نہیں بلکہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خاندانِ نبوت، تابعین اور دورِ خیر القرون کی وکالت مقصود ہے۔

۲...... یزید کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ اس کے حق میں بالکل سیدھی اور معقول بات کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ واقعہ کربلا کے روایتی تصورِ محبت نے ہماری دنیاوی یا دینی درسگاہوں کے لکھے پڑھے لوگوں کو بھی تبرائی شیعیت سے اس درجہ ہم آہنگ کر دیا ہے کہ وہ اس سے ہٹ کر کچھ سوچ بھی نہیں سکتے۔ (صفحہ نمبر ۲)

۳......افسوس، یزید کے بارے میں اکثر اہل سنت کا ایمان قرآن و حدیث اور تعاملِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بجائے اہل تشیع کی جھوٹی روایات پر ہے۔ (ایضاً)

۴...... حادثہ کربلا کا تعلق عقائد سے نہیں تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ (صفحہ نمبر ۳)

۵...... یادر ہے کہ تحفظِ ناموسِ یزید سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت و عظمت اور اجماعی عقیدہ ''الصحابۃ کلھم عدول'' کی حفاظت مطلوب ہے۔ (صفحہ نمبر ۴)

۶...... یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ، خلیفۂ سادس ہیں (ایضاً)

۷...... فسقِ یزید کا پروپیگنڈہ دراصل ایک نقب ہے عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی دیوار میں (صفحہ نمبر ۹)

۸...... یزید کو برا کہنا صحابہ کو برا کہنے کے مترادف ہے (صفحہ نمبر ۱۰)

۹...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں تاریخ ہماری صحیح راہنمائی نہیں کرتی۔

۱۰...... نوے فیصد اہل سنت واقعۂ کربلا کے پس منظر اور اہل بیت کی صحیح شناخت سے ناواقف ہیں۔ (صفحہ نمبر ۱۸)

ارباب انصاف ملاحظہ کریں کہ دعوے کے مطابق ''ہمیں یزید کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں''...... پھر ایسا دل لگایا کہ امیر المومنین اور خلیفہ سادس تک کہہ دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان احباب نے آج تک شیعہ وسنی کے مابین نزاعی مسائل اور

اختلاف کو سمجھا اور نہ ہی شرف صحابیت کو! اکابرین اہل سنت جو سرد و گرم آشنا اور جہاندیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے، ان کے علمی تبحر اور تحقیق تو فق کو چٹکی میں اڑا کر عدم اعتماد کی فضاء پیدا کرنا سراسر زیادتی ہے...... اس لیے ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ ہمیں یزید سے کوئی سروکار نہیں لیکن حمایت یزید میں حقیقت کا بے دردی سے گلا کاٹ کر اسلاف کی جوہر شناس نگاہوں کا مذاق اڑانا نا قابل برداشت ہوتا ہے۔

وہ طائر جس کے سینے میں دل بیدار ہوتا ہے
وہاں قصداً چہکتا ہے، جہاں صیاد ہوتا ہے

کیا یزید تابعی تھا؟

یزید زمانے کے اعتبار سے اگرچہ تابعی نظر آتا ہے، کیونکہ اس وقت اصحاب رسول ﷺ کے چاند سے بڑھ کر روشن چہرے دیکھنے والے تابعین بکثرت موجود تھے...... مگر تابعی ہونے کی جو حدود و قیود ہیں، اس معیار پر یزید پورا نہیں اترتا تھا، اس لیے اہل سنت نے یزید کو کبھی تابعی مان کر شہداء کربلا کی ارواح کو تڑپانے کی سعی مذموم نہیں کی۔

ایمان کی حالت میں اور زہد و تقویٰ کے لباس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے فائدہ اُٹھانے والا تابعی ہوتا ہے اور یزید نے تو خیر سے کبھی اپنے جلیل القدر والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی صحبت اختیار نہیں کی تھی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شرف صحابیت کا تاج اپنے سر پر سجائے ہوئے تھے۔ یزید نے امام عالی مقام کو مقتل گاہ تک پہنچانے کے اسباب پیدا کیے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خون سے ہولی کھیلنے والا بھی حامیانِ یزید کی لغت میں ''تابعی'' ہوتا ہے؟ یہ ایک بے مغز، بے روح اور بے مقصد نظریہ ہے۔ مولانا حیدر علی فیض آبادی رحمہ اللہ سے زیادہ رفض و بدعت کے پرخچے کس نے اڑائے ہوں گے؟ ''منتھی الکلام'' اور ''ازالۃ الغین'' اہل علم سے

مخفی نہیں ہیں۔ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''ہر چند یزید از روئے زمانہ تابعی بودہ۔لیکن از قید مذکور از عدالت و امامت برون آمدہ ❶

''ترجمہ:اگرچہ یزید بلحاظ زمانہ تابعی تھا،لیکن عدالت وامامت کی ذکر کردہ قید سے خارج تھا''

اسی کتاب میں علامہ فیض آبادی رحمہ اللہ نے بابانگِ دُہل یزید کو لئیم،عنید اور پلید لکھا ہے ❷

نوٹ: مولانا حیدر علیؒ فیض آبادی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے قابل فخر شاگردوں میں سے تھے،علم الکلام کے ماہر مانے جاتے تھے، کتبِ شیعہ وسنی پر عمیق نگاہ تھی ردّ شیعیت پر بہت کچھ علمی مواد چھوڑ گئے۔افسوس آج کتاب بینی کا ذوق مفقود ہو کر رہ گیا۔آپ رحمہ اللہ نے ردّ رفض پر منتھی الکلام، ازالۃ الغین، رسالہ در نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا، کاشف البشام عن تدلیس المجتہد القمقام، نضارۃ العینین عن شہادت الحسین رضی اللہ عنہ جیسی علمی وتحقیقی کتب تصنیف کیں۔۱۸۸۱ء میں انتقال فرمایا اور حیدر آباد (بھارت) میں مدفون ہو کر وہاں کی مٹی کو رشکِ فردوس بنایا۔

زمین کھا گئی ''آسماں'' کیسے کیسے

کتاب ''منتھی الکلام'' کی تصنیف پر شیعہ حکومت ''اودھ'' نے اُن کی پھانسی کی سزا کا پروانہ جاری کیا تھا...... بعدازاں حکم واپس لے لیا گیا لیکن علامہ حیدر علی رحمہ اللہ تاعمر حدودِ اُودھ سے باہر رہے۔

---

❶ ازالۃ الغین،جلد دوم،ص۵۴۸

❷ ایضاً صفحہ نمبر۵۹۰

یزیدی ٹولے کا یہ کہنا کہ یزید کے فسق وفجور کے قائل علماء شیعیت کے مُضر اثرات کو نہ بھانپ سکے، نہایت لچر اور بے وزن اعتراض ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ''منہاج السنۃ'' سے، بلکہ اس سے بھی بہت پہلے کے محققین اہل سنت سے لے کر آج تک کسی ایک نے بھی یزید کی حمایت نہیں کی۔ شیعہ وسنی اختلاف کی جڑ مسئلہ یزید نہیں ہے......شیعہ مذہب کا تو آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ یقین نہ آئے تو شیعہ مصنف سید حیدر علی صاحب کی ایک کتاب کا پہلا ورق ہی پڑھ لیں، وہ شیعہ وسنی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے یوں قلم کا گھوڑا دوڑاتے ہیں:

''ان دونوں کے درمیان بڑے بڑے اختلافات ہیں۔ خدا کی صفات کے بارے میں اختلاف، انبیاء کے بارے میں اختلاف، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے بارے میں اختلاف، امامت کے بارے میں اختلاف، فرشتوں کے بارے میں اختلاف، تقیہ کے بارے میں اختلاف، تبرا کے بارے میں اختلاف، پاک پانی، نجس پانی، وضو، تیمم، غسل، نماز میں ہاتھ باندھنے، زور سے بسم اللہ کہنے، قنوت پڑھنے، روزہ افطار کرنے، متعہ کرنے، میراث تقسیم کرنے، نوحہ و ماتم کرنے وغیرہ عبادات میں سینکڑوں اختلافات ہیں، جن کی تفصیل اور تحقیق میں دونوں جماعتوں نے بڑا زور دکھایا، بڑے بڑے مناظرے ہوئے، بڑی بڑی کتابیں لکھیں، ہزاروں مصنفات کے انبار لگا دیئے'' ❶

مذکورہ بالا اقتباس سے بخوبی ظاہر ہے کہ شیعوں اور سنیوں کا از اول تا آخر اختلاف ہی اختلاف ہے...... یزید کو فاسق کہنے سے اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرے کا دروازہ کھلتا ہے تو پھر بتایا جائے کہ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم

❶ عقد حضرت ام کلثوم، صفحہ نمبر ۳، مکتبہ کاظمیہ، شاہدرہ ٹاؤن، لاہور

پر جو سب وشتم کیا جاتا ہے، اس کا دروازہ کون ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم گالی گلوچ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے...... امامیہ سٹوڈنٹس کا ترجمان رسالہ ''افکارِ العارف'' لاہور کا ایک اقتباس پڑھیے۔

''ماہرین کے مطابق خودکش دھماکہ کے لیے ۱۲ سے ۱۵ کلو بارود استعمال کیا گیا۔ اس خودکش حملے کی ذمہ داری (ایک تنظیم) نے نیوز ایجنسی این این آئی کے دفتر میں فون کر کے قبول کی اور بتایا کہ یہ کارروائی ان کے ساتھی راشد معاویہ (خدا اس پر لعنت کرے) نے سرانجام دی'' ❶

یہاں دہشت گرد کو نہیں، بلکہ بریکٹ والا جملہ صحابی رسول ﷺ کے بُغض میں لکھا گیا...... اسلاف اہل سنت نے اہل تشیع کے پروپیگنڈے سے دب کر نہیں، بلکہ حقائق، روشن دلائل اور اسلامی و اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر یزید کو مسترد کر کے امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ صادر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے فضائلِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک شاندار اور جاندار کتاب ''تطہیر الجنان'' لکھی۔ جس کو ہمایوں بادشاہ نے سرکاری سطح پر پذیرائی دی، لیکن وہی علامہ ابن حجر مکی جب یزید کی جانب رخ کرتے ہیں تو اس کے فسق و فجور پر لاتعداد شواہد پیش کر دیتے ہیں۔ بلکہ واقعۂ حرّہ میں اس کی بربریت اور خونخواری پر بحث کرتے ہوئے سات سو قاریٔ قرآن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ ❷

اس لیے ہم ابتداء ہی سے یہ مؤقف پیش کرتے چلے آرہے ہیں کہ حامیانِ یزید

---

❶ ''افکار العارف''، اکتوبر ۲۰۱۰، صفحہ نمبر ۱۶

❷ الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۲، طبع مصر

محض دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ کی آڑ لیتے ہیں..... دورِ حاضر کے یزیدی اپنے اپنے انداز میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور خلافتِ راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی نازیبا جملے کستے رہتے ہیں اور بالکل یہی مشن ان کے ممدوح یزید کا تھا۔ چنانچہ امام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے یزید کو ناصبیت کا سردار قرار دیا تھا آپ رحمہ اللہ کا جملہ ہے۔

''از روسائے نواصب است'' ❶

یزید کے بُرے افعال سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بالکل بری ہیں۔ روافض حُبِّ علی رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر بُغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا شکار ہیں اور حامیانِ یزید حُبِّ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر بُغضِ حسین رضی اللہ عنہ کے کینچوے اپنے دماغ میں پال رہے ہیں..... یہ کونسی خدمت ہے؟ جس پر یہ دونوں گروہ اِتراتے پھر رہے ہیں..... یہ دونوں گروہ مجموعۂ صد خرابی ہیں۔ ان سے خیر، امن، اخلاق اور آشتی کی توقع کیکر کے درخت سے انار کی توقع رکھنے کے مترادف ہے۔ اہل سنت والجماعت محض شرفِ صحابیت کو بچانے کے لیے نہیں، حقیقت کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید کی ''بُری حرکات سامنے آئیں..... امام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ہاں پس از انتقال اوشاں یزید پائی خود از شکم برآوردہ دل بکام ودست بجام سپرد۔ اعلانِ فسق نمود وترک صلوٰۃ در ❷

ترجمہ: ہاں حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یزید نے خرمستیاں کرنی شروع کیں اور اپنے دل کو خواہش نفس اور ہاتھ کو جامِ شراب پر لے گیا۔ کھلم کھلا فسق پر اتر آیا اور نماز چھوڑ دی۔''

---

❶ مکتوب قاسمی دربارۂ شہادت حسین رضی اللہ عنہ، ص ۴۹

❷ در تحقیق واثبات شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ، ص ۷۸

اہل حدیث عالم مولانا نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آج پوری دنیا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد موجود ہے، جبکہ یزید کی نسل کا کیا بنا؟ اُنہی سے سنیے!

''واز یزید واخلافش یک تن نگذاشت کہ خانہ آباد آں کند وآتش افروزد واللہ تعالیٰ راست ترین گویندگان است بہ حبیب خود کہ فرمود: اِن شانئك هو الابتر'' ❶

ترجمہ: ''یزید اور اس کی نسل سے ایک فرد کو بھی (اللہ تعالیٰ) نے باقی نہیں چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس کو روشن کرے اور خداوند کریم نے بالکل بجا فرمایا ہے، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ''بیشک تیرا دشمن دُم کٹا رہ گیا)''

ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کی چنگاریاں

یزیدی فتنہ کی بحث میں ہم نے اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اہل سنت والجماعت کے وصف اعتدال نے اُن کے آج تک قدم جادہ حق پر ٹکا اور جما رکھے ہیں اور اشتعال میں سراسر نقصان ہوتا ہے اور نری افراط وتفریط کا مُوجب یہی اشتعال بنتا ہے۔ نصیبِ دُشمناں کہ ہمارا وہ مضمون مشتعل اذہان کو مزید مشتعل کر گیا۔ چنانچہ اشتعال کی چنگاری بھڑکی اور ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان کے چھے صفحات جل کر بھسم ہوگئے۔ سید کفیل شاہ ''نامی'' صاحب نے ہمیں یاد فرمایا ہے۔ ان کی یاد فرمائی میں کوئی سطر قابل تبصرہ یا قابل تذکرہ نہیں۔ اس لئے ہمارے قارئین خود ہی ''نقیب ختم نبوت'' بابت نومبر کا شمار ملاحظہ کر کے کوئی رائے قائم کر لیں۔ انشاء اللہ سارے ''صغرے، کُبرے اور حدّ اوسط'' واضح ہو جائیں گے۔

قارئین کرام! الحمد اللہ چودہ صدیوں سے اسلاف اہل سنت شرف صحابیت کا تحفظ

---

❶ الفرع النامی من الاصل السامی، ص ۵۷، طبع نظامی کانپور

کرتے چلے آرہے ہیں اور اس پروگرام میں یقیناً سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تحفظ بھی شامل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہمارے نظریہ کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔

(۱) صحابہ کرام پر تنقید روا نہیں۔

(۲) صحابہ کرام کی منقبت بیان کرنا عین دین ہے۔

(۳) صحابہ کرام کتاب وسنت کے امین ہیں۔

پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ اگر کسی ایک صحابی پر بھی تنقید کا دروازہ کھول دیا جائے تو جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لب کشائی کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل بن جائے گا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کے متبعین کی روش کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔

دوسری شق کی توضیح یہ ہے کہ تمام محدثین کرام نے اپنی کتب اور ذخیرہ احادیث میں مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا باب الگ قائم کیا ہے اور تمام مفسرین نے کُتب تفاسیر میں اپنے اپنے اسلوب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے چمکتے چہروں کو سلامِ محبت پیش کیا ہے۔ یہ اس دعوے کی بیّن دلیل ہے کہ سُنی حضرات ان کی منقبت کو عین دین سمجھتے ہیں اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محض ''تاریخی'' نہیں دینی اور اسلامی شخصیات قرار دیتے آئے ہیں۔

تیسری شق کی وضاحت میں ہم یہ کہیں گے کہ کُتب احادیث کا مطالعہ کرنے سے حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ ہر صحابی دوسرے صحابی کے اعتماد پر قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم آگے اُمت تک پہنچاتا ہے۔ اور کوئی صحابی دوسرے صحابی کی امانت اور ثقاہت پر اُنگلی اٹھاتا نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسے مجتہد اور عمیق نگاہ کے حامل صحابی کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم تو ایک وتر پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے نہایت متانت سے جواب دیا ''اِنَّہٗ فَقِیۡہٌ'' (کہ وہ فقیہ ہیں)

چھوٹے بڑے اختلافات سے لے کر جمل وصفین کے لرزہ خیز واقعات تک کوئی ایک صحابی بھی دوسرے کے امین ہونے کا انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسا کمزور تعلق نہیں ہے کہ یزید کو فاسق وفاجر سمجھنے سے ان کی ذات والا بابرکات پر کوئی حرف آتا ہو۔

یہ کہنا کہ ''بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ اہل سنت میں سرایت کر آیا اور بعض بزرگ اس نام سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں'' بالکل خلاف حقیقت ہے۔ہم آگے چل کر یہ ''دفتر'' کھولیں گے کہ اہل سنت اسلاف پر یہ الزام یزید کے متوالوں نے لگایا، جو یزید کی تعریف کیے بغیر مُولی کی بھجیا ہضم کرنے پر قادر نہیں ہیں۔

باقی اہل تشیع یزید کو بُرا بھلا کہنے میں اتنے ہی مخلص ہیں، جتنے وہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے مخلص ہیں۔معروف شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو صاحب کے زیرنگرانی شائع ہونیوالا ماہنامہ ''دقائق اسلام'' کے تازہ شمارے کا اداریہ قابل مطالعہ ہے،ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''ملت شیعہ اس وقت گوناگوں مسائل کا شکار ہے۔بہت سے قومی اور ملی مسائل اوّلین توجہ کے مستحق ہیں۔ہمارے منبر کی حالت زار دیکھ کر رونا آتا ہے،اکثر وبیشتر منبر پر آنیوالے اس منبر کے اہل نہیں ہیں، پھراس پر مزید یہ کہ وہ علماء کرام کو طعن وتشنیع کرتے تھکتے نہیں ہیں، بزرگ علماء ایران وعراق اور پاکستان کی اہم مذہبی اور علمی شخصیات تک کو معاف نہیں کرتے۔کھلم کھلا اسلام کے مُسلمہ اصول وفروع میں تبدیلی کی جارہی ہے۔عوام ہیں کہ سب کو دل کھول کر داد دے رہے ہیں۔تاجران خون حسین علیہ السلام کے نرخ بالا سے بالا ہو رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں،کوئی روکنے والا نہیں،اکثر علماء وزعماء خاموشی

---

❶ ماہنامہ''دقائق اسلام'' سرگودھا (بابت نومبر ۲۰۱۰ء)

سے وقت گزار رہے ہیں''

ایک یزیدی سپاہی کی سفاکیت

یزید کے اقتدار میں واقعہ حرّہ معروف ہے، جب یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے مقدس زمین کی حرمت پامال کی تھی۔ اس وقت یزیدی لشکر نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو برتاؤ کیا پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔ علامہ محمود الغفار مصری لکھتے ہیں کہ یزید کے گورنر (مدینہ) مسلم بن عقبہ کے حکم پر ایک سپاہی انصار قبیلہ کی ایک عورت کے گھر داخل ہوا، وہ اپنے معصوم بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس نے عورت سے مال طلب کیا۔ ھل من مال؟ کیا تیرے پاس کوئی سامان ہے؟ اس نے قسم اُٹھا کر کہا ''واللہ ماترکوا لنا شیئا'' اللہ کی قسم فوجیوں نے ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ اس نے کہا میں تیرا بچہ قتل کر دوں گا۔ تو عورت نے کہا کہ تیرا ناس ہو، تو جانتا ہے یہ صحابی رسول حضرت ابن ابی کبشہ انصاری رضی اللہ عنہ کا لختِ جگر ہے۔ یزیدی فوجی نے ماں کی مامتا سے لپٹے بچے کو ٹانگوں سے پکڑ کھینچا، اور اس زور سے دیوار پر مارا کہ ''فانتشر دماغه علی الارض'' اس بچے کا دماغ پھٹ کر زمین پر آ گرا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(نوٹ: یہ واقعہ علامہ العقاد مصری نے اپنی تصنیف ''ابوالشہداء حسین بن علی رضی اللہ عنہما'' صفحہ نمبر ۱۷۹ پر لکھا ہے۔ دار الکتاب العربی، بیروت سے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے)۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ۶۳ھ میں وفد کا سربراہ بنا کر دمشق یزید کے پاس بھیجا گیا تھا واپسی پر اُن سے پوچھا گیا، آپ نے یزید کو کیسا پایا، تو انہوں نے جواب دیا:

قدمنا من رجل ليس له دين يشرب الخمر [1]

''ہم ایسے بندے کے پاس سے آرہے ہیں، جس کا کوئی دین نہیں ہے اور وہ شراب پیتا ہے''

بُغض کی گھاتیں

اسلامی سال کے پہلے مہینہ کا پہلا عشرہ اپنے زائچہ میں خون، دکھ اور درد لیے ہوئے ہے کہ انہی ایام میں حضور اکرم ﷺ کے ایک پیارے صحابیؓ، پیارے نواسہ اور آلِ رسول ﷺ کے قابلِ فخر کو بمع اہل خانہ تہہ تیغ کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق اس جماعت سے ہے جس جماعت کو نورِ نبوت نے نکھارا، سنوارا، ظلمت کی گنجان وادیوں سے نکال کر براہ راست رب العزت سے شرفِ مخاطبہ کے قابل بنایا۔ بُغض کی گھاتیں بہت باریک اور پُراسرار ہوتی ہیں۔ نفرتوں نے جب محبتوں پر نہاں درنہاں راستوں سے وار کیا تو یزید کے متوالے بے نقاب ہو کر آئے...... اصحابِ رسول ﷺ کا ذکر اہل تشیع کے سامنے آتا ہے تو ان کے ہر نوع کے اخلاقی بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے مہذب، صاحب علم، متین اور سنجیدہ کسی شیعہ کی تہذیب، علم، متانت اور سنجیدگی کا حقیقی مشاہدہ کرنا ہو تو اس کے سامنے حضراتِ ثلاثہ (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) یا پھر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر دیکھ لیں اور ان کا لٹریچر پڑھ لیں تو درجۂ حرارت سامنے آجائے گا۔ اسی طرح یزید کے بے اُجرت وکلاء جب آلِ رسول ﷺ پر طنز کرتے ہیں تو بڑے مکروہ مناظر سامنے آتے ہیں اور بعض تو اس ''خدمت'' اپنی میں عزتِ سادات کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔

اللہ کی پناہ، پوری اُمت حضور اقدس ﷺ کی حیات فی القبر کے عقیدے پر قائم تھی ''سادات'' نے ہی اُٹھ کر اس کے برعکس نظریہ پیش کیا اور پوری اُمت ''فسقِ یزید''

---

[1] سیر اعلام النبلاء، جلد ۳، ص ۳۲۴

متفق تھی۔ انہی سادات میں سے بعض نے یزید کو برحق کہہ کر خاندان کی عزت کو داؤ پر لگا دیا۔ عداوت کے اندھیرے گہرے ہوتے چلے گئے...... اور گھر کے چراغوں سے گھر جلتے گئے۔

یزید یا حامیانِ یزید کو فتنہ قرار دینا دراصل اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کے جذبہ سے ہے۔ بعض سادہ لوح طبیعتیں معترض ہوتی ہیں کہ اس عنوان کو اچھالنے کی آخر کیا ضرورت ہے؟ شاید ایسے دوست ''مقامِ صحابہ'' سے ناآشنا ہیں، یا پھر وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو صحابی نہیں سمجھتے...... وگرنہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا تحفظ بھی اہل سنت کا نصب العین ہے...... ہمارے زرد، پیلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کم از کم سُنی کہلوا کر یزید کا دفاع نہ کیا جائے۔ یا پھر چودہ صدیوں میں اپنے مؤقف پر کوئی ٹھوس شواہد پیش کیے جائیں کہ اس سے پہلے بھی کبھی اہل سنت دفاعِ یزید میں خم ٹھونک کر نکلے ہیں؟

عاشق ہے یا مریض ہے، پوچھو تو میر سے
پاتا ہوں زرد روز بروز اس جواں کو میں

حامیانِ یزید علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں

ہاں اس سے قبل اگر کسی نے دفاعِ یزید کا بیڑا اٹھایا بھی ہے تو اُمت کے علماء نے انہیں غالی اور جُہال جیسے الفاظ سے ملقب کیا ہے۔ مثلاً عراق کے بعض دیہاتوں میں جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی تنقیص کی جاتی اور یزید کی تعریف کی جاتی تو شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا:

فطائفة من الجهال يظنون يزيد هذا من الصحابة وبعض غلاتهم يجعله من الانبياء۔ (1)

(1) منہاج السنۃ، جلد چہارم، ص۱۷۹، مطبوعہ مصر

ترجمہ: جہال کی ایک جماعت یزید کے متعلق گمان کرتی ہے کہ وہ صحابی تھا اور بعض غالی تو اس کو انبیاء میں شمار کرتے ہیں۔

قارئین کرام! گمراہی میں دھیرے دھیرے بڑھوتری ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی نشاندہی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کر رہے ہیں، انہوں نے پہلے مرحلہ میں ہی یزید کو صحابی یا نبی نہیں کہا ہوگا۔ بلکہ پہلے تابعی پھر فاتح قسطنطنیہ پھر سیدنا کا لاحقہ اور بعدازاں اگلے مدارج پہ پہنچایا ہوگا۔ لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ آج کل بھی یزید کو اگرچہ ''نبی'' یا صحابی تو نہیں کہا جا رہا ہے، مگر وہاں تک لے جانے کے لیے احباب رختِ سفر باندھ چکے ہیں۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دُعا پڑھ کر حامیانِ یزید کی لَویں شرم سے تپ جاتی ہیں۔ اگر دل میں صحابی کا احترام ہو تو یہ مذکورہ دعا پڑھ کر دل کے غبار کو بڑی آسانی کے ساتھ دھویا جا سکتا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''اعوذ باالله من رأس الستين وإمارة الصبيان''

''میں اللہ تعالیٰ سے ۶۰ھ کی ابتداء اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''يشير الى خلافة يزيد بن معاويةؓ لانها كانت مسنة سنة من الهجرة''

ترجمہ ''یہ یزید کی حکومت کی طرف اشارہ تھا جو ۶۰ھ میں قائم ہوئی تھی''

جب انسان اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو بعض اوقات سائل کی آتشِ طلب بھڑکانے کے لیے قبولیت میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے مگر جب کوئی برگزیدہ انسان کسی شر سے پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی التجاء کو فوراً قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک جلیل القدر صحابی کی اس دُعا پر ابرِ کرم یوں چھلکا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یزید کی حکومت قائم ہونے

سے ٹھیک ایک سال پہلے انتقال فرما گئے۔ "فمات قبلها بسنة۔"
(پس وہ اس کی حکومت کے قیام سے ایک سال قبل ہی فوت ہو گئے)۔ ❶

حضرت ابوایوب انصاریؓ اور یزید

سوال: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ عظیم المرتبت صحابی ہیں۔ انہوں نے یزید کی قیادت میں قسطنطنیہ کا سفر کر کے جہاد میں حصہ لیا تھا، کیا فاسق کی زیرِ قیادت صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شریکِ جہاد ہو سکتے تھے؟

جواب

اس بات سے یزیدی قوم اپنے سفلی جذبات کو تسکین نہیں دے سکتی۔ یہ فکری غربت کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے کہ فاسق حکمران کی زیرِ کمان جہاد ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان لشکرِ کفر کی طاقت پہ حملہ آور ہوتا ہے اور حکمرانِ وقت فاسق و فاجر ہوں تو شرکاءِ جہاد کے دامنِ تقویٰ پر کوئی دھبہ نہ لگے گا۔ چنانچہ امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص رحمہ اللہ، جو اپنے عہد میں احناف کے سرخیل تھے ۳۰۵ھ آپ کا سنِ ولادت ہے۔ آپ کی تفسیر "احکام القرآن" فقہ حنفی کی حمایت و تقویت اور اس کے دفاع میں لکھی گئی ہے۔ ان کی ایک عبارت پڑھ کر اپنی ذہنی و فکری الجھن دور کی جا سکتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ، خلفاءِ اربعہؓ (چار یاروں) کے بعد فاسق امراء کے ہمراہ شریکِ جہاد رہے ہیں اور پھر بطورِ تمثیل فرماتے ہیں "ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ مع یزید اللعین" یعنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یزید لعین کی معیت میں جہاد کیا تھا❷

---

❶ فتح الباری، جلد اوّل ص ۱۹۳، مطبوعہ مصر
❷ احکام القرآن للجصاص، جلد نمبر ۳، ص ۴۷

فرمایئے! امام جصاص رحمۃ اللہ تو بنسبتِ آج، زمانۂ یزید کے قریب تھے اور اُن کا تو مَولد، مسکن، تعلیم و تعلم اور مدفن تک بغداد ہے۔ علمی و تحقیقی اعتبار سے جہاں اُن کا طائرِ فکر پرواز کر رہا تھا، وہاں تک بڑے بڑوں کی ذہنی رسائیاں ٹھٹھک کر رہ جاتی ہیں۔ جغرافیائی، علمی، زمانی اور مکانی ہر اعتبار سے فائق ایک جلیل القدر حنفی مفسر یزید کو ''فاسق'' ہی نہیں، لعین بھی لکھ گئے ہیں۔ افسوس ہے حامیانِ یزید پر کہ وہ تن تنہا اور نہتے میدان میں اُتر آئے ہیں، باوجودیکہ اپنی پُشت پر اسلاف اہل سنت میں سے کسی ایک کو نہیں پاتے، خود کو جادۂ حق پہ سمجھ کر سب پہ دانت پیس رہے ہیں۔ علمی دنیا میں شور و غل نہیں، دلائل چلتے ہیں۔ شور سے دوسروں کو پریشان تو کیا جا سکتا ہے، جھوٹ کو سچ نہیں بنایا جا سکتا۔

جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا

اسلاف کے نوشتے

قارئین کرام! فسق یزید کے متعلق اب تک ہم نے جو خامہ فرسائی کی ہے، اس میں ہمارے دعوتی رنگ کا یہ پہلو غالب رہا ہے کہ اسلاف کے نوشتے اَخلاف کے لیے قیمتی میراث کا درجہ رکھتے ہیں...... اہل دانش کو مہذبانہ دائرے میں رائے کا حق حاصل ہے، مگر مورچہ زن ہو کر اسلاف پر تیر برسانے کا حق کسی کو حاصل نہیں...... یزید کے کردار کو پڑھ کر آج بھی سلیم الفطرت انسان کو اُبکائیاں آتی ہیں۔ بایں ہمہ ایسے افراد بھی موجود ہیں جو یزید کا نام آ جانے پر نہ صرف یہ کہ بجھ بجھ جاتے ہیں بلکہ اپنی طولانی بحثوں میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر ہاتھ صاف کر کے ہی اُٹھتے ہیں۔ محمود احمد عباسی، حکیم فیضِ عالم صدیقی، نذیر احمد شاکر اور عزیر احمد صدیقی اسی قبیل کے لوگ تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے چہروں پر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان افروز تابشیں تھیں، اہل سنت کہلوانے والے اُن پر تنقید کرنے کا تصور تک نہیں کر سکتے

اور یہ بات تجربے سے ثابت ہو چکی ہے کہ حمایتِ یزید فقط حمایت تک نہیں، بُغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر جا کر منتج ہوتی ہے۔

ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی نے ایسی غلغلہ پرداز طبائع کو یوں جھنجھوڑا ہے۔

”جو لوگ یزید کے اعمال کی تاویل کرتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع کرتے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل سے بھی راضی ہیں جو کعبۃ اللہ میں پناہ لیے ہوئے تھے اور یزید کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے پہلے صحابی ہیں، جن کو سب سے پہلی غذا (تحنیك) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے دستِ مبارک سے ملی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دندان مبارک سے کھجور چبا کر ان کے منہ میں رکھا تھا۔ گویا اس عالم وجود میں آنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دھن تھا جو آپ کی غذا بنا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد وہ یزید کے خلاف صف آراء ہوئے۔ اب کوئی شخص ان کے عمل کو غلط کہے اور ان کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جابر حکومت کے فوجیوں کو برسرِ حق ثابت کرنے کی کوشش کرے تو یہ تاریخ اسلام پر شب وخون مارنا ہے۔ کوئلے کو کافور اور کافور کو کوئلہ ثابت کرنے کی کوشش مسلمانوں کے شجرۂ نسب و محبت کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ دے گی اور اس سے یہ بات ثابت ہو گی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تو نگاہ میں کوئی تاثیر تھی، نہ آپ کے اسوۂ میں، نہ عمل میں، نہ تربیت میں، وہ اپنے افرادِ خاندان اور قریب ترین صحابہ کی تربیت نہ کر سکے۔ مدینہ کے لوگ جو یزید کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے تھے، یہ وہ انصارِ مدینہ تھے۔ جنہوں نے بدر کے موقع پر کہا تھا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں سے لڑیں گے اور آپ کے بائیں سے لڑیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سمندر میں کود جائیں گے...... کیا وہ اس لائق تھے کہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کو قتل کر دیا جائے؟ کیا اس واقعہ کے بعد

بھی یزید کی کردار سازی کی کوئی گنجائش باقی رہ سکتی ہے؟ ❶

قلیل تعداد پر مشتمل دوسرا طبقہ وہ ہے جو امام حسین رضی اللہ عنہ پر تنقید تو نہیں کرتا، لیکن انتہائی فنکارانہ طریقے سے یزید کی چاپلوسی اور تائید کرتا ہے...... لیکن اس طبقہ کو بھی اگر اچھی طرح کریدا جائے تو یہ ایک ہاتھ آگے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ یہ یزید کی تائید سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی آڑ میں کرتے ہیں اور دبی زبانوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر طنز کر جاتے ہیں۔ اسی کو ''ناصبیت'' کہا جاتا ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: النصب

هو بغض عليٌّ و تقديم معاويهٌ۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بُغض رکھنے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اُن پر ترجیح دینے کا نام ناصبیت ہے''۔ ❷

آپ ردّ رفض پر لکھی جانے والی ساری کتب پڑھ جایئے۔ اہل سنت علماء اس طبقہ کو بھی اہل سنت میں شامل کرنے کے روا دار نہیں ہیں...... خصوصاً علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''منہاج السنۃ'' میں جگہ جگہ رافضیوں کے ساتھ ساتھ ان کی بھی خبر لی ہے...... امام اہل سنت مولانا علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ سے بڑھ کر رافضیت کے داؤ پیچ کو سمجھنے والا کون ہوگا؟ چنانچہ مولانا احتشام الدین مراد آبادی رحمہ اللہ نے اپنی بے مثل تصنیف ''نصیحۃ الشیعہ'' میں ایک جگہ شیعہ مذہب کی کتاب اُصول کافی کے حوالہ سے ایک راوی ''یزید معاویہ'' کا ذکر کیا تو حضرت لکھنوی رحمہ اللہ نے حاشیہ میں اس کی وضاحت یوں لکھی:

''یہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ قاتل حسین رضی اللہ عنہ نہیں، بلکہ حضرت عباس علمدار، شہید کربلا کا پوتا ہے'' ❸

اس لیے ہم پہلے بھی یہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں ردّ رفض پہ کام کرنے

---

❶ اسلامی تاریخ پر شب خون، ص ۳

❷ تدریب الراوی، ص ۲۱۹

❸ نصیحۃ الشیعہ، ص ۱۱ (نوٹ: اگرچہ یہ کتابت کی غلطی ہے شیعہ راوی کا نام بُرید بن معاویہ ہے نہ کہ یزید بن معاویہ)

والے ایک ذمہ دار عالم دین کا نام بتادیجیے، جس نے یزید کے دفاع کو سُنی مزاج قرار دیا ہو؟

حال ہی میں مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کی کتاب ''واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر'' کا انگلش ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ اس کتاب پر سہ ماہی ''فکرونظر'' اسلام آباد میں تبصرہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی (نئی دہلی) اس کے مبصر ہیں...... ان کا کہنا ہے کہ واقعۂ کربلا سے یزید کو پوری طرح بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا، نیز محمود احمد عباسی نے خام تاریخی مواد سے کھٹا کھٹ نتائج اخذ کیے، لیکن مبصر نے سنبھلی صاحب کی اکثر ان عبارات کی تائید کر دی ہے، جو اہل سنت مشرب کے خلاف ہیں۔ اگر ڈاکٹر غطریف صاحب محمود عباسی کی کتب سامنے رکھ کر سنبھلی صاحب کی تحقیق انیق کا مطالعہ کرتے تو انہیں ضرور محسوس ہوتا کہ یہ بھی عباسی صاحب کی کھٹا کھٹ کا ہی نتیجہ ہے۔ ہاں البتہ مولانا سنبھلی نے چونکہ یہ لندن کی فضاؤں میں بیٹھ کر لکھی ہے، اس لیے اسلوب اور انداز یورپین ہے۔ جس سے عام قارئین جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک عرصے سے یہ ریت چل رہی ہے کہ کسی مسئلہ پر حمایت یا مخالفت فیشن کے طور پر بھی کر دی جاتی ہے۔ تمام پہلوؤں پر غور وفکر کرنے کے بعد رائے دینے کا رجحان تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ مسئلہ یزید پر بھی یہی روش دیکھنے میں آ رہی ہے...... بات محض یزید کی شخصیت تک نہیں، اس کے پس پردہ ایسے عوامل ہیں جو آگے چل کر عقیدے کی خرابی کا باعث بن جاتے ہیں...... اور عقیدہ میں معمولی سی غلطی بھی انسان کو دخول فی النار کا سزاوار بنا دیتی ہے۔

آغا سید سیّدین کی ایک کتاب

''ڈاکٹر ذاکر نائیک کے نام خط'' کے عنوان سے آج کل ایک کتاب گردش کر رہی ہے، جس کے مؤلف ''آغا سیّد سیّدین موسوی'' ہیں، جو شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اگر کسی لیکچر میں یزید کی حمایت کی ہے تو ظاہر ہے ہم اس کی ہرگز تائید نہیں کر سکتے لیکن مذکورہ کتاب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسب مزاجِ شیعہ جو تبرّا کیا

گیا ہے اور ''امیر شام'' کے زیر عنوان صحابی رسول ﷺ پر کیچڑ اچھالا گیا ہے۔ یہ بھی فرقہ وارانہ فضاء کو مزید بغض و عناد سے آلودکر کے وطنِ عزیز کے استحکام کو متزلزل کرنے کی مذموم کوشش ہو رہی ہے۔ اس کتاب کا اختتام مندرجہ ذیل شعر پہ کیا گیا ہے۔

یزید نام ہے دنیا کی کل نجاست کا
طہارتوں کے خدا کو حسین کہتے ہیں

جس ماحول میں کسی فاسق و فاجر کو کل کائنات کی نجاست قرار دیا جائے اور ایک صحابی پر تبرا کر کے دوسرے صحابی کو ''طہارتوں کا خدا'' مان لیا جائے۔ وہاں علمی و فکری انداز میں گفتگو کرنا برگد کے درخت سے انار کی توقع رکھنے کے مترادف ہے۔ افراط و تفریط نے ہی فرقوں کو جنم دیا ہے۔ عیسائیت و یہودیت سے لے کر رافضیت، خارجیت اور ناصبیت تک سب اشتعال اور عدم اعتدال کی پیداوار ہیں۔ اگرچہ گمراہی کا پیمانہ اپنا اپنا ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے متعلق جو نظریہ اہل تشیع کا ہے، اس میں سچائی کی کوئی کھنک نہیں۔ اس لیے فسق یزید کے اجماعی نظریے کو رافضیت سے متاثر قرار دینا حماقت ہے یا ضد کے سوا کچھ نہیں۔ شیعیت پورا کا پورا مذہب میدانِ کربلا کے گرد گھومتا ہے۔ واقعہ کربلا میں اگر جھوٹ کی آمیزش کیے بغیر بھی صحیح صحیح بیان کر دیا جائے تو دِل دہلانے کے لیے کافی ہے، مگر خود ساختہ واقعات تراشنے والے اتنے ماہر اور فنکار ہیں کہ سال بہ سال نئی کارگزاری پیش کرتے ہیں اور اصل حقیقت مفروضوں میں دب کر رہ گئی ہے۔ وہ امام عالی مقام جنہوں نے دھرتی کے بے رونق خاکوں میں انقلاب کے رنگ بھر دیئے تھے، آج ان کے نام پر افسانوں کا ایک طومار باندھا جا رہا ہے۔ ایک بار پھر ہمیں شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب یاد آگئے۔ وہ رقمطراز ہیں:

''افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ جب سے مجالس عزا کو کچھ لوگوں نے ذریعہ معاش بنالیا ہے۔ اسی وقت سے مذہب (شیعہ) کی صحیح تبلیغ ختم ہو کر رہ گئی ہے اور اب تو رفتہ رفتہ ان لوگوں کی ہوسِ زر اس قدر بڑھ گئی ہے کہ حلال و حرام کی

بھی کوئی پرواہ نہیں۔ یہاں تک کہ بعض پیشہ ور مقررین وذاکرین مخصوص پیشہ ور ننگِ انسانیت عورتوں کے ہاں مجالس پڑھنا اور ان سے فیس لینا بھی معیوب نہیں سمجھتے۔ آہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ⓿

قارئین کرام! یہ گفتگو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یزید کے متعلق اہل سنت کا نظریہ انصاف اور اعتدال پر مبنی ہے۔ اس انصاف کی کوئی مثال کیا پیش کرے گا کہ اسلاف اہل سنت یزید کا تعاقب کرتے ہوئے ایک چھینٹا بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دامن پر نہیں جانے دیتے اور صحابیت کا پورا پورا احترام کرتے ہیں۔ اسی زمانہ کی بات ہے کہ مولانا سید لعل شاہ بخاری نے ''استخلاف یزید'' میں فسقِ یزید پر بہت کچھ مواد پیش کر دیا ہے، مگر جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کر گئے تو علماءِ اہل سنت نے فوراً گرفت کی اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے باقاعدہ ایک کتاب ''دفاعِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے نام سے لکھی۔ جس کا دوسرا ایڈیشن دیدہ زیب طباعت میں ''ادارہ مظہر التحقیق لاہور'' نے شائع کر دیا ہے۔ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ ایک جانب اپنی ضخیم تصنیف ''خارجی فتنہ'' میں یزید کے فسق و فجور پر دلائل کا انبار لگاتے ہیں تو دوسری جانب ''دفاعِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' میں یزید کے والد گرامی کے دفاع میں خم ٹھونک کر سامنے آ گئے۔ کیا اہل بصیرت و بصارت کے سمجھنے کے لیے یہ کافی نہیں کہ سنی کسی صورت میں صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کے پاؤں پر پانی نہیں پڑنے دیتے...... علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کے احترام صحابیت پر قربان جائیے...... تاریخ ابن خلدون کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''فایاک ان تظن بمعاویة رضی اللہ عنہ ان علم بذلك من یزید، فانه اعدل من ذالك و افضل بل كان یعذله ایام حیاته فی سماعِ الغناء وینهاه عنه، وهو اقل من ذالك

⓿ سعادت الدارین فی مقتل الحسین، ص ۲۴

ترجمہ ”آگاہ رہنا تم سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سوء ظن کے مریض نہ بن جانا کہ وہ یزید کے فسق و فجور سے آگاہ تھے۔ اس لیے کہ ان کی ذاتِ والا بابرکات اس سے بلند تر ہے کہ اُسے فاسق جان کر ولی عہد بنا دیتے بلکہ وہ تو اپنے حینِ حیات میں یزید کو گانے سننے سے منع فرماتے تھے، حالانکہ گانا سننا کم درجے کا فسق ہے“ ❶

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارت سے دو حقیقتیں آشکارا ہوتی ہیں۔

① یہ کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کے کرتوتوں سے مکمل آگاہ نہ تھے۔

② یہ کہ یزید کے فسق کی بناء محض موسیقی سننا نہیں بلکہ لہو و لعب کے علاوہ حرمین شریفین کی بے حرمتی اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لہو سے ہولی کھیلنا ہے۔

باقی یہ اعتراض کہ بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا جانے سے روکتے تھے لہٰذا وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کے مخالف تھے، صحیح نہیں ہے کیونکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو روکنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ یزید کے حمایتی تھے بلکہ وہ اس لیے روکتے تھے کہ اس وقت یزید اقتدار کے نشے میں مست ہے اور عوام حکومت وقت کے خلاف اہل حق کا ساتھ کم ہی دیتے ہیں، کیوں کہ عوام کا مجموعی مزاج یہ ہوتا ہے کہ وہ ”تخت نشینوں“ کے سامنے ”خاک نشینوں“ کے مقام و مرتبہ کو بھول جاتے ہیں۔ آج کے ماحول نے یہ حقیقت بے غبار کر دی ہے کہ عوام متبع شریعت لوگوں کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے ہیں، نکاح اور جنازے پڑھواتے ہیں۔ اپنے ذاتی و خانگی معاملات تک میں ان سے مشاورت کرتے ہیں لیکن جب کبھی الیکشن میں یہی متبع شریعت لوگ کھڑے ہوتے ہیں تو عوام کی وفاداریاں ساون کے موسم کی طرح بدل جاتی ہیں۔

دوسری مثال بھی آج کے دور ہی کی لے لیجیے۔ صدر مشرف کے دور میں سانحہ لال مسجد پیش آیا۔ جس نے دِل دہلا کر رکھ دیئے...... شہید بچیوں کی آوازیں آج بھی ان کے دوپٹوں

---

❶ مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۷۷

سے "بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" (کس جرم میں ماری گئی) کی آرہی ہیں لیکن نوے فیصد علماء کرام لال مسجد والوں کے اس اقدام کی حمایت نہیں کر رہے تھے تو کیا وہ صدر مشرف کے حامی ہو گئے؟ یا وہ ظلم کی حمایت کر رہے تھے؟ نہیں موقع اور محل کی نسبت سے جابر حکمران کے سامنے کسی کو مصلحت پر آمادہ کرنا جابر کی حمایت کے مترادف نہیں ہوتا...... ہمارے اس دعوے کی تصدیق برصغیر کے نامور محقق قاضی اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ کی رائے پڑھ کر شاید ہو سکے، وہ لکھتے ہیں:

"اس میں شک نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اقدام سے منع کیا اور اس کے خلاف مشورے دیئے، مگر یہ فہمائش اس لیے نہیں تھی کہ یزید خلیفہ عادل اور امام برحق ہے، اس کے خلاف خروج غلطی ہے۔ بلکہ ان کی تمام تر فہمائش حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس بات پر تھی کہ آپ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے اندر اس اقدام میں کامیابی کی طاقت وشوکت ہے تو آپکا یہ اندازہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ پوری طاقت وشوکت سمٹ سمٹا کر بنوامیہ میں آگئی ہے اور وہ اپنی طاقت کے مقابلہ میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے"

دو خطوط کے جوابات

بذریعہ ڈاک مزید ہمیں دو عدد مکتوب موصول ہوئے ہیں۔ پہلا خط ضلع لیہ سے موصول ہوا۔ ان کے خط کا مضمون یہ ہے:

مکرمی ومحترمی!

السلام علیکم!

ماہنامہ حق چار یارؓ ایک دوست کی وساطت سے ہر ماہ پڑھتا ہوں۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے آپ یزید کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں، مجھے آپ سے برادرانہ شکوہ ہے کہ آپ اپنی توانائیاں رد رفض پر صرف کرنے کی بجائے لایعنی موضوع پر کر رہے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ آپ نے صحیح بخاری کا کبھی مطالعہ ہی کر لیا ہوتا تو آپ کو اپنے کیے پر زبردست شرمندگی ہوتی۔ کیونکہ بخاری شریف میں ''صلوٰۃ الخوف'' کی ایک روایت کا راوی سیدنا یزید ہے۔ محترم آپ کو لکھنے کا ڈھنگ تو آ گیا ہے، مگر آپ نرے جاہل ہیں۔ بخاری شریف کی دوسری جلد کا صفحہ نمبر ۵۹۲ پڑھیں، اور پھر کفِ افسوس ملیں...... افسوس! قاضی مظہر حسین صاحب آپ کی علمی تربیت تو کر نہ سکے، بس یزید کا بغض بھر دیا ہے...... تلخ نوائی پر معذرت چاہتا ہوں اور آپ کے جواب کا بھی منتظر رہوں گا''

تبصرہ

قارئین کرام! آپ نے گرما گرم خط ملاحظہ کیا، اس میں ہمیں جاہل، اور لایعنی، عنوان پر مغز کھپائی کرنے والا قرار دیا ہے۔ جس کا ہمیں کوئی دکھ نہیں ہے۔ انہوں نے خط ہمیں لکھا، لیکن گہرا طنز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ پر کر دیا۔ اس کا بھی ہمیں کوئی دکھ نہیں ہے کہ مکتوبِ نگار نے حضرت رحمہ اللہ کی شخصیت اور خدمات کو نہ پڑھا نہ سنا...... ردّ رفض اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم پر کام کرنے کے دعویدار اگر مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سے ناواقف ہیں تو ان کی فکری نبضیں ویسے ہی خاموش ہیں اور وہ چلتے پھرتے لاشے ہیں۔ بقول بلھے شاہ:

بلھے شاہ اساں مُردے ویکھے
کھاندے، پیندے، ٹُردے ویکھے

مکتوب نگار بس اُٹھے اور آندھی کی طرح چھا گئے لیکن اب ان کے گرد و غبار کی طرح بیٹھ جانے کا دلکش نظارا کیجیے۔ مکتوب نگار نے خدا جانے کہاں سے سُن لیا کہ صحیح بخاری میں ''صلوٰۃ الخوف'' کی ایک روایت میں اُن کے ممدوح یزید کا نام ہے۔ حالانکہ اس روایت میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں، بلکہ یزید بن زُریع کا نام ہے...... امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِي عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ الله بن عمر [1]

''ہمارے سامنے مُسدّد نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے یزید بن ذُریع نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے معمر نے زہری سے اور پھر انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے۔ الخ

قارئین کرام! جاہل کون ہے؟ ہم اس بحث میں پڑ کر وقت ضائع نہیں کرتے، مگر نظری پستی کا اندازہ کیجیے کہ محبتِ یزید نے دوستوں کو کہاں تک پہنچا دیا۔ اب وہ بخاری شریف جیسی عظمت و رفعت والی کتابِ حدیث میں یزید کا نام تلاش کرنے لگ گئے ہیں۔ اور بے تابی دیکھیے کہ بس یزید کے لفظ پر نگاہ پڑی اور خوشی سے نہ صرف لوٹ پوٹ ہو گئے، بلکہ ایک عدد خط بھی ارسال کر دیا اور یہ پرکھنے کی زحمت تک نہ کی کہ اس لفظ یزید کے آگے کیا ہے؟ وہاں یزید بن ذُریع ہے اور اہل سنت جس یزید کو فاسق و فاجر کہتے ہیں، وہ یزید، قاتلِ حسین رضی اللہ عنہ ہے۔ اور وہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ ہے۔ صحاح ستہ تو بڑی دُور کی بات ہے اقوال زریں میں سے کوئی قول بھی مستند طریقے سے یزید کی طرف منسوب نہیں ہے مکتوب نگار نے بہت بڑی بڑ لگائی تھی لیکن افسوس کہ ان کو ندامت ہوئی۔ اب کفِ افسوس کون ملے گا؟ اور یزید جیسے فاجر کا قلع قمع کر کے صحابہؓ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دفاع کرنے پر خدا تعالیٰ کا شکر کون ادا کرے گا؟ یہ سب پر واضح ہے۔ چونکہ مکتوبِ نگار ہماری نگارشات باقاعدہ پڑھتے ہیں اور ہمیں خط لکھ کر انہوں نے ''قلمی دوستی'' کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ اس لیے ہم بھی برادرانہ مشورہ دیں گے کہ محترم تبادلۂ فکر و خیال میں جذباتی نہیں ہوتے۔ آپ نے صحیح بخاری خود نہیں دیکھی۔ آپ کسی جلے بھُنے یزیدی کے بہکاوے میں آ گئے ہیں۔ آپ فسقِ یزید پر علماء اہل سنت کی کتب کا بغور مطالعہ فرمائیں تو بہت جلد سلامتی کے

---

[1] بخاری شریف، جلد ۲، ص ۵۹۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی

ساحل پہ پہنچ جائیں گے۔ نیز آپ شروع سے اب تک ہماری تمام اقساط کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ ہم نے رفض و بدعت کی تردید بھی ساتھ ساتھ کی ہے کیونکہ رافضیت، ناصبیت، خارجیت اور یزیدیت سب اپنے اپنے دائرے میں گمراہی کے جال بُن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور صحیح سنی العقیدہ مسلمان بنائے۔

دوسرا مکتوب اور اس کا جواب

دوسرا خط ہمیں ''حق چار یار میڈیا سروسز'' کے اڈریس سے موصول ہوا۔ ''تلخ نامہ'' کے عنوان سے یہ تحریر محمد عرفان الحق (اسلام آباد) کی ہے...... ان کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ:
یزید نام کے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہوئے ہیں اور خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی کا نام یزید تھا، جو صحابی تھے۔ لہٰذا ہمیں اپنے بچوں کا یہ نام بھی رکھنا چاہیے...... مضمون نگار اپنی نگارشات کا اختتام ان جملوں پر کرتے ہیں۔

> ''سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما بھی صحابیٔ رسول ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی پر بھی نام رکھا جاسکتا ہے اور اس زمانہ میں رکھنا چاہیے تاکہ اس عظمتوں والے نام کا احیاء ہوسکے اور امت کو علم ہوسکے کہ صرف ایک ''یزید'' نہیں ہے بلکہ یہ نام تو کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار کے حلقہ احباب کا بھی تھا۔ آج کل ایک ریت چل پڑی ہے کہ عوام و خواص کو فقط کربلا سے منسوب نام ''یزید'' ہی یاد ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے یزید نام رکھنے سے پہلو تہی کی جاتی ہے''

تبصرہ

① بعض ناموں کے جملہ حقوق محفوظ ہوجاتے ہیں...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی نفرت اللہ تعالیٰ نے اتنی ڈال دی ہے کہ آج نہیں بلکہ واقعہ کربلا کے بعد کسی سلیم الفطرت

انسان نے، خواہ وہ عربی ہو یا عجمی، اپنے بچے کا نام یزید تجویز نہیں کیا...... آج اگر کوئی طریقہ اسلاف سے ہٹ کر یزید نام رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صحابی کی نسبت سے ہے تو بتایا جائے کہ علامتِ تخصیص کیا ہوگی؟ کیا یہ امتیازی بیج وہ اپنے سینے پر لگا کر پھرتا رہے گا؟ کہ میرا نام قاتل حسین رضی اللہ عنہ یزید کی نسبت سے نہیں، بلکہ صحابی کی نسبت سے ہے؟

② فرعون کسی ذات کا نام نہیں ہے بلکہ قوم عمالقہ کے ہر بادشاہ کو ''فرعون'' کہا جاتا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ''ریان'' تھا اور یہ ایک نیک خصلت تھا، جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ''ولید بن مصعب'' تھا، جس کی قرآن مجید میں جابجا مذمت کی گئی ہے...... قوم عمالقہ میں بادشاہت کے تخت پر آنے والے فراعنہ میں اچھے اور برے ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ آج کوئی اپنے بچے کا نام ''فرعون'' رکھ لے اور جواز یہ پیش کرے کہ اس کی نسبت بُرے فرعون کی طرف نہیں بلکہ اچھوں کی طرف ہے۔ تو علمی دنیا کا کون سا ضابطہ اسے قبول کرے گا؟ یا پھر مصر کی بادشاہت میں کیا ظالم فرعون کے بعد یہ لقب اگلی نسل کے بادشاہوں میں منتقل ہوا؟ ہرگز نہیں کیونکہ ''بد سے بدنام بُرا'' کے تحت ہمیشہ بُرے ناموں سے اجتناب کرنا محتاط اور حساس قوموں کا مزاج رہا ہے۔

③ تعجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد پونے دو لاکھ سے متجاوز ہے۔ اور اہل سنت والجماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء پر اپنے نام رکھتے ہیں لیکن ''یزید'' نام رکھنے کی ہی ترغیب کیوں دی جارہی ہے؟ کہیں یہ بھی یزیدی ازم پھیلانے کا نیا منصوبہ تو نہیں؟

④ ''حق چار یار رضی اللہ عنہم'' کے زیر عنوان یزید نام کی ترغیب دینے والوں کو سوچنا چاہیے کہ اس نعرے کا غلغلہ بلند کرنے والے قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ تھے۔ آپ کو تو ساری زندگی یہ خیال نہ سوجھا کہ یزید نام کے چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی گزرے ہیں...... لہٰذا بچوں کے نام ''یزید'' رکھنے پر تاکید کی جائے۔ اس سے پہلے ہند و پاک میں علماء اہل سنت

دیوبند جو وصفِ اعتدال سے مالا مال تھے۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جگہ جگہ یزید کو ''پلید'' لکھتے ہیں، اسی طرح دیگر علماء دیوبند اہل سنت نے یزید کے فسق پر مقالے لکھے ہیں۔ لیکن ایک حوالہ ایسا پیش کیا جائے کہ کسی عالم دین نے صحابی کی نسبت سے ''یزید'' نام رکھنے کا مشورہ دیا ہو؟ یہ خیال آج ہی کیوں انگڑائیاں لے رہا ہے؟ لہٰذا اگر قلب و دماغ میں کوئی فکری مرض نہیں پل رہا تو خدارا اس ترغیب سے باز آئیے۔

⑤ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندہ کرامت ہے کہ یزید کی حمایت میں خون پسینہ ایک کرنے والوں کو بھی یہ نام رکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، نذیر احمد شاکر، عزیز احمد صدیقی اور سلطان نظامی جیسے لوگوں نے یزید کی تعریف میں کیا کچھ نہیں کیا۔ لیکن ضمیر کی پکڑ دیکھیے کہ ان میں سے کوئی بھی یزید نام اپنے کسی بچے کا نہ رکھ سکا۔ کیوں کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تڑپانے والوں کو تاریخ کے ماتھے سے خالقِ کائنات نے کھرچ کر رکھ دیا ہے اور ایسا نشانِ عبرت بنا دیا ہے کہ فی نفسہٖ جائز ہونے کے باوجود اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام ہونے کے باوجود بھی کوئی ''یزید'' نام رکھنے کی تاب نہیں رکھتا..... اگر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے تو ہم مضمون نگار کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ آپ اپنے خاندان میں سے کسی بچے کا نام ''یزید'' رکھیں اور پھر دیکھیں کہ آپ کا اپنا ضمیر آپ کو کیسے چٹخنیاں دیتا ہے؟

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور مسئلہ یزید

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی ؒ نے ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو تقریباً چار سو علماء کرام کی موجودگی میں اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کو ''تاریخی دستاویز'' پیش کی تھی، جس میں شیعہ مذہب کی انتہائی دل آزار کتب کے عکس اور عبارات تھیں۔ اس اجلاس میں شیعہ نمائندہ ریاض حسین نقوی نے ایک اعتراض کیا تھا، اس کا جواب مولانا فاروقی رحمہ اللہ نے دیا جو ''تاریخی دستاویز'' کی ابتداء میں موجود ہے۔ فاروقی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ریاض حسین نقوی نے اپنی تقریر میں سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر تشدد اور یزید کی حمایت کا الزام لگایا...... راقم نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یزید کے بارے میں جس مؤقف کی بات ریاض نقوی کی ہے، وہ بے بنیاد ہے۔ جب سے سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم قائم ہوئی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے کارکن نے بھی زبان وقلم سے یزید کی تعریف نہیں کی۔ اگر یہ بات غلط ہو تو ابھی ثبوت پیش کیا جائے۔ یزید کے بارے میں جو مؤقف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے لے کر مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ہے، وہی ہمارا ہے۔ ہم نے کبھی یزید کی وکالت نہیں کی۔ اس پر محفل کے تمام بریلوی علماء داد وتحسین دینے لگے، انہوں نے کہا کہ ہم بھی پہلے اس غلط فہمی میں تھے کہ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم یزید کی وکالت کرتی ہے ⓿

مندرجہ بالا حوالہ نوجوان دوستوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے؛ جو موقع بہ موقع یزید کی دبے لفظوں میں حمایت کرتے رہتے ہیں...... ان جذباتی دوستوں کو اگرچہ ہم "فتنہ" کے ضمن میں نہیں لا سکتے کہ یہ نادانستہ طور پر یہ قدم اٹھاتے ہیں لیکن حامیانِ یزید کا لٹریچر پڑھنے والوں پر بخوبی عیاں ہے کہ رفتہ رفتہ انہی لوگوں کے قلم اور زبان سے حضراتِ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے متعلق وہی جملے صادر ہوئے، جو کسی تبرا باز شیعہ کی زبان سے حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق صادر ہوتے ہیں۔ اہل سنت جب فسقِ یزید پہ بحث کرتے ہیں تو ان کا مقصد دراصل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے منصبِ صحابیت کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ یزید کی حمایت سے ایک جلیل القدر صحابی کا منصب مجروح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی یا ان کے دیگر ہمنوا، اپنی صحت کے بہترین ایام اس کھود کرید میں کھپاتے رہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایک تابعی تھے۔ گویا ان

⓿ تاریخی دستاویز، صفحہ نمبر ۲۹

لوگوں کا ضمیر بھی فیصلہ دے چکا تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو صحابی مان کر یزید کی حمایت میں کمر بستہ ہونا خاصا مشکل ہے...... اب افراط وتفریط کا حال دیکھیے کہ سبائیوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے قائم مقام بنا دیا اور یزیدیوں نے شرفِ صحابیت سے ہی محروم کر دیا...... یہ وہ زہریلے برگ وبار ہیں، جن کی مسموم فضاء میں آج امت مسلمہ کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے...... امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صاحبِ روایت اور اہل بیت صحابی ہیں، ان کے صحابی ہونے میں کوئی کلام نہیں، تو لامحالہ کتاب وسنت میں جو حقوق دیگر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہیں، حضرت امام عالی مقام بھی ان کا کامل استحقاق رکھتے ہیں...... اس لیے ہم اہل سنت کے ان دوستوں سے عاجزانہ درخواست کرتے رہتے ہیں کہ وہ یزیدیوں کی کھوکھلی باتوں میں آ کر اپنے اسلاف کی قیمتی میراث سے ہاتھ نہ دھو بیٹھا کریں...... حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت حسین رضی اللہ عنہ نہ صرف صحابی ہی ہیں، بلکہ قرابت نبوی کی خصوصیت سے بھی مالا مال ہیں۔ جو اہل بیت کا مخصوص حصہ تھا اور اس کی بناء پر ان کی قلبی تطہیر اور رجس ونجس باطن سے پاکی اور بھی زیادہ مؤکدہ ہو جاتی ہے'' ❶

فسقِ یزید کی تشہیر کیوں؟

حامیانِ یزید کا ایک ہوائی فائر یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی فاسق کے فسق کا پرچار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو جواباً عرض ہے کہ فسق کی تشہیر نہیں کی جاتی، بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اس کی شرعی پوزیشن عیاں کی جاتی ہے...... صدر ضیاء الحق مرحوم نے ایک بار اپنی تقریر میں یزیدیت کو جڑ سے اکھاڑنے کی بات کی تھی، تو قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے اپنے ایک مضمون میں ''یزیدیت کیا ہے''؟ کے زیر عنوان لکھا۔

''ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک یزیدیت کیا ہے؟ اگر آپ کے نزدیک

---

❶ شہید کربلا اور یزید، صفحہ نمبر ۷۷

یزیدیت کتاب وسنت کے خلاف کردار وافعال کا نام ہے تو پھر سارا ملک یزیدیت سے بھرپور ہے۔ کیا کلمۂ اسلام اور اذانِ اسلام میں اضافہ جائز ہے؟ حالانکہ یزید نے کلمہ و اذان میں تبدیلی نہیں کی تھی، خلفائے راشدینؓ اور امہات المومنین کے خلاف اس نے زہر نہیں اُگلا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے دور میں اس کا کردار فاسقانہ تھا، امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں وہ فاسق تھا اور جمہور اہل سنت والجماعت اور ان کی اتباع میں اکابر دیوبند فسقِ یزید کے قائل ہیں ❶

علامہ عبدالعلی لکھنوی رحمہ اللہ، جنہیں ''بحرالعلوم'' کہا جاتا ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے یزید کو ''اخبث الفساق'' لکھا ہے...... یعنی فاسقین میں خبیث ترین تھا ❷

اسی طرح مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ نے اپنے مکتوبات میں ایک جگہ لکھا ہے ''بلاریب مشارک ما غازی است یا شہید و مقابل ما ابوجہل است یا یزید'' ❸

یعنی بلاشک وشبہ ہمارے ساتھ معرکہ میں شریک غازی ہے یا شہید، اور جو ہمارے مدمقابل ہے وہ ابوجہل ہے یا یزید۔

قارئین کرام! یہ ایک مرحلہ فکر ہے، کیا یہ ساری علمی دنیا شیعیت سے متاثر ہوگئی ہے؟ جیسا کہ حامیانِ یزید غوغہ آرائی کرتے ہیں...... بجائے اس کے کہ ہم ان اسلاف امت کے زیر بار ہوتے کہ انہوں نے اپنی راتیں کاٹ کر زمانے کی محفلیں سجائی ہیں، ان پر طعن کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سبائی پروپیگنڈے سے متاثر ہیں...... محض یزید کی حمایت میں چودہ صدیوں کے اہل علم پر پھبتیوں کے جھاڑ باندھنا پرلے درجے کی سفاہت نہیں تو کیا ہے؟

---

❶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پاکستان، مطبوعہ ۱۹۸۸ء
❷ فواتح الرحموت، صفحہ نمبر ۲۲۳، جلد نمبر ۲
❸ مکتوبات سید احمد، صفحہ نمبر ۱۴۹

ایک تلخ حقیقت

مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ (علی میاں) سیرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پر لکھی جانے والی اپنی مایۂ ناز تصنیف ''المرتضٰی رضی اللہ عنہ'' کے مقدمہ مین اس تلخ حقیقت کو بھی نوکِ قلم پر لائے ہیں کہ ''انہی مظلوم شخصیات میں'' جن کے حقوق نہ صرف یہ کہ ادا نہیں ہوئے، بلکہ اُن کے حق میں شدید بے انصافی روا رکھی گئی، حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی بلند و محبوب شخصیت بھی ہے۔ مخصوص حالات، خاص قسم کے عقائد اور چند نفسیاتی اسباب کی بناء پر اُن کی سیرت پر بہت گہرے اور دبیز پردے پڑ گئے ہیں، ارباب بحث و تحقیق تو الگ رہے، خود وہ لوگ جو اُن کی عظمت کے گُن گاتے ہیں اور ان کے نام پر اپنے عقائد کی عمارت تعمیر کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی اکثر اوقات ان کی سیرت کا مطالعہ معروضی و تحقیقی انداز میں نہیں کیا اور پورے ماحول اور اُن کے عہد کے تقاضوں اور دشواریوں کو سامنے رکھ کر امانت و غیر جانبداری کے ساتھ پیش نہیں کیا۔ ❶

یہی شکوہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر لکھی جانے والی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ بلکہ ''مظلوم شخصیت'' آپ رضی اللہ عنہ کے نام کا لاحقہ اور سابقہ بنا دیا گیا ہے۔ محققِ بے بدل مولانا محمد نافع مدظلہم لکھتے ہیں:

''ناقدین کے ہاں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم بنو امیہ کے معائب و نقائص پھیلانے کو خاص کارِ خیر اور دین کی خدمت سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کی تان بے جا حملے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹتی ہے'' ❷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف شیعہ کیمپ سے جتنے تیر نکلتے ہیں، اُن پر ہمیں کوئی تعجب نہیں ہے۔ جن کا فکری نسب مشکوک ہوتا ہے وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا کرنے کو اپنا

---

❶ المرتضٰی رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۱۸

❷ سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، جلد اول، ص ۲۴

مذہبی مزاج گردانتے ہیں...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی منقبت بھی گروہِ شیعہ کا نصیبہ نہ ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ ان دونوں شخصیات کی عظمت و منقبت پر بہت کچھ لکھنے کے باوجود بھی سنی علماء و قلمکاروں کو کمی کا شدید احساس رہا، یہ ان کے خلوص و صداقت کا ایک روشن نمونہ ہے۔ اہل سنت صفحات کے صفحات ان کی سیرت و سوانح پر لکھ جاتے ہیں، مگر ہر دو شخصیات سے ان کا قلبی و ایمانی تعلق دیکھیے کہ وہ پھر بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ ان پر خاطر خواہ مواد امت مسلمہ کے سامنے پیش نہ ہو سکا اور یوں وہ اپنے جذبات کے نغموں کو سلگاتے رہتے ہیں...... حقیقی مظلوم سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں کہ ایک طرف ان کے سفاک قاتلوں کو "تابعی" اور کھرا مسلمان ثابت کرنے کی ناروا سعی ہو رہی ہے، تو دوسری جانب پورے دین کی عمارت منہدم کر کے فقط "یا" اور "مولا" حسین رضی اللہ عنہ کے نعروں سے ہی دامنِ حیات کو تار تار کیا جا رہا ہے...... اہل سنت کو ایک جانب رکھیے، آپ خارجی، ناصبی اور شیعی تحریروں اور تقریروں کا تقابلی جائزہ لیں، اور پھر ضمیر سے فیصلہ لیجیے کہ لعاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ پلنے والے اس عظیم صحابی سے کیسا کھیل رچایا جا رہا ہے؟ ایک مخلص مسلمان ان کا لٹریچر پڑھ کر دل دہکا بیٹھتا ہے۔ نہ مئے خانہ کے ساغر کی پہچان ہوتی ہے اور منافقت کے سوداگروں کی۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ آج جس ماحول میں ہم سانس لے رہے ہیں، سیدنا امام حسینؓ سے بڑی "مظلوم شخصیت" شاید ہی کوئی اور ہو۔ جن کے ساتھ تلواریں انصاف کر سکیں اور نہ ہی قلم انصاف کر سکے۔ ناانصافی اور ظلم کی انتہا دیکھیں کہ ایک طبقہ واقعۂ کربلا کو افسانوں کا طومار بنا کر پیش کرتا ہے۔ گویا اصلی ظلم میں ابھی کوئی کمی رہ گئی تھی کہ افسانوں کی آمیزش کرنا پڑ گئی۔ دوسرا طبقہ اس واقعہ کے ذمہ داروں کے چہرے سے نقاب اٹھانے کے حق میں نہیں اور تیسرا ایک "سکوتی" طبقہ برآمد ہوا کہ جو کچھ ہوا اس پر "خاموشی" کی چادر ڈال دو۔ نہ قاتل کے چہرے کا نقاب کھینچو، اور نہ ہی مقتول کے کفن کو ہاتھ لگاؤ۔ عقائد ریزہ ریزہ ہوتے ہیں، ہو جائیں۔ ایک جلیل القدر صحابی کی پوزیشن متاثر ہوتی ہے، ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق تشکیک کے راستے نکلتے ہیں تو نکلیں، ان کا

سبق ایک ہی ہے۔ سکوت! جو قاتل تھے انہوں نے افسانوں کو اپنایا، جن کے دماغوں پہ زنگ چڑھا وہ سکوت کے غار میں جا گھسے...... آباد رہیں اہل سنت والجماعت، جنہوں نے یزید کے ''فسق'' اور حسین رضی اللہ عنہ کے ''عشق'' پر دوٹوک موقف اختیار کر کے ''سکوتی'' اور افسانوی کرداروں کو پاش پاش کر دیا۔ احمد حسین کمال یزیدی نے ''داستانِ کربلا'' میں اور محمود احمد عباسی نے اپنی جملہ کتب میں جو کچھ لکھا ہے وہ نظریۂ اہل سنت کے بالکل برعکس ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے یہ انکشاف کر کے علمی حلقوں کو حیرت کدہ بنا دیا تھا کہ محمود احمد عباسی جب اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھ رہے تھے تو چینی سفارت خانے میں ملازم تھے اور ''داستانِ کربلا'' جب شائع ہوئی تو احمد حسین کمال روسی سفارت خانہ میں بطور ملازم کام کر رہے تھے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھے جانے والے لٹریچر کے پس منظر میں جو جو طاقتیں کارفرما ہیں، وہ ہر ایک پر عیاں ہے۔ یہیں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خرمنِ اہل سنت کو جلانے کے لیے کہاں کہاں سے ایندھن برآمد ہوتا ہے؟

ابنِ زیاد کا اعتراف کہ ''یزید فاسق'' ہے

اکابرین اہل سنت ہر زمانہ میں یزید کے فسق پر متفق رہے ہیں اور گزشتہ بحث میں ہم نے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کا یہ قول بھی پیش کیا تھا کہ ''یزید کی تفسیق پر اتفاق ہے'' ''تکفیر پر اختلاف ہے'' یہ قول ان کی کتاب ''شہید کربلا اور یزید'' میں ہے۔ جو محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافتِ معاویہ و یزید'' کے جواب میں آپ نے لکھی تھی۔ یزیدی مزاج لوگ، جو ہر وقت اپنے ممدوح کے متعلق ''ہمہ اوست'' کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف کو ہی اپنی فکری متاع سمجھتے ہیں۔ انہیں آگاہ رہنا چاہیے کہ ابن زیاد جو یزید کے اشارہ ابرو پر سب کچھ کر گزرنے پر تیار رہتا۔ وہ بھی آخر یزید کے متعلق لفظ ''فاسق'' کہہ کر گویا ثابت کر گیا کہ یزید وہ ہے جسے ''فساق'' بھی فاسق کہنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ حادثۂ کربلا کے بعد یزید نے اپنے زمانۂ اقتدار کے آخری ایام میں حضرت عبداللہ

بن زبیر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ بنایا، تو مکہ معظمہ پر چڑھ دوڑنے کے لیے اس کی نگاہِ انتخاب ایک بار پھر ابن زیاد پر پڑی تو اس نے کہا:

"والله لا اجمعهما للفاسق ابدا اقتل ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وانمز والبيت الحرام ○

ترجمہ: "اللہ کی قسم میں اس فاسق کے چکمہ میں آکر دونوں گناہوں کی نحوست اپنے نامۂ اعمال میں جمع نہیں کرسکتا، حضور علیہ السلام کے نواسے کو قتل کردیا، اب بیت اللہ پر بھی چڑھائی کردوں؟"

قارئین کرام! اس عبارت سے یہ عقدہ بھی کھل ہوگیا کہ یزید نے قتل کا حکم دیا تھا، یزیدی لشکر کا کمانڈر معترف ہے کہ میں نے فاسق (یزید) کے کہنے پر ہی آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہایا تھا۔ اہل علم نے اپنا مافی الضمیر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ضمیر کی آواز بے ضمیروں کو قائل نہ کرسکے تو اس میں اُن کا کوئی قصور نہیں۔ بقول غالب

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

قلم اور زبان کے آگے کوئی گڑھا تو ہوتا نہیں کہ گر جانے کا خطرہ ہو، اس لیے یزیدی دوست بے دھڑک ہوکر یہ دونوں گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہیں، حقائق سے خواہ کتنے ہی دور ہوں، بس کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا اٹھا کر بھان متی کا کنبہ تیار کر لیتے ہیں اور اس پر اترانا شروع کر دیتے ہیں۔ یزیدی جماعت کے وہ اراکین جن کے مغز ضد نے چاٹ دیئے تھے، میں ایک نام "ابو یزید محمد دین بٹ" بھی تھا۔ انہوں نے مدح یزید میں ایک کتاب "رشید ابن رشید" لکھی تھی، جس پر پہلے ہم تفصیلی تبصرہ کر چکے ہیں، ان کی تحقیق کی داد دیجیے کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں دعویٰ کیا کہ یزید کی خلافت پر اُمہات المومنین متفق تھیں اور پھر دعویٰ پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یزید کے دور میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں،

○ البدایہ والنہایہ، جلد ۸، ص ۲۱۹

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں۔'' (یعنی ان کا حیات ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ انہیں یزید پر اعتماد تھا) اس نرالی تحقیق اور عمیق دلیل پر یقیناً اہل علم کی پلکیں بھیگ جائیں گی بلکہ عقلیں شکار ہو جائیں گی۔ لیکن جب شعور پر مٹی کی موٹی تہیں جمیں تو یزیدی حضرات نے اس کتاب کو بغل میں لے کر جشن منایا کہ اس کتاب کا ہر حوالہ ناقابل تردید ہے۔

نوٹ: بریلوی مسلک کے راہنما مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی اس مغالطے کا شکار تھے کہ کتاب ''رشید ابن رشید'' محمود احمد عباسی کی ہے۔ چنانچہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو میو ہسپتال لاہور میں جب وہ زیر علاج تھے تو اپنے ایک مرید کو بطور نصیحت کہا ''محمود احمد عباسی کی کتاب، رشید بن رشید'' دیکھو اور اس کے جواب کے متعلق غور کرو'' ❶

چونکہ یہ کتاب اس کے بعد نہ چھپی اور مفتی صاحب کی ''سوانح حیات'' دستیاب ہے، لہٰذا غلط فہمی کے ازالہ کے لیے ہم نے یہ تصریح کر دی ہے۔ مفتی احمد یار خاں صاحب کھانے پینے کے معاملہ میں کافی دلچسپی لیتے تھے، بقول سوانح نگار

''ناشتہ میں گندم کے آٹے کی روٹی، بعد از ناشتہ کشمیری الائچی والی چائے، دوپہر میں اکثر گوشت آلو، اور بکری کے پہلو کا گوشت پسند فرماتے، نیز، پلاؤ، فرنی، ترکاری میں کدو، لوکی، مٹھائیوں میں قلاقند، مسبن حلوہ، بدایوں والے پیڑے، پھلوں میں آم، بعد نماز عشاء بھینس کا خالص ایک پاؤ دودھ، پتلی روٹیاں، ادرک کا پانی اور مولی یا چقندر ضرور کھاتے تھے ❷

بہت ممکن ہے کہ مصروفیات کی بناء پر وہ کتاب ہٰذا نہ دیکھ سکے ہوں، تسامح ہو گیا ہو اور ابو یزید محمد دین بٹ کی کتاب کا مصنف محمود احمد عباسی کو قرار دے دیا ہو!

اب صورت حال یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اگر کوئی امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کرے تو اس کو شیعی پروپیگنڈے کا شکار سمجھ لیا جاتا ہے۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ نے اپنی

❶ حالاتِ زندگی، صفحہ نمبر ۱۵۱

❷ حالاتِ زندگی، صفحہ نمبر ۱۸۳

کتاب ''خطبات قاسمی'' میں یہ مشہور رباعی درج کردی۔

شاہ است حسینؓ، پادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ، دین پناہ است حسینؓ
سر داد، نہ داد دست دردست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

قطعہ نظر اس سے کہ یہ رباعی کس کی ہے؟ اس میں فقط اس حقیقت کو کھولا گیا ہے کہ سیدنا امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ سردار ہیں، آپ کا وجود اور آپ کی قربانی سراسر دین ہے، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ دین کے محافظ ہیں، سر دے دیا لیکن یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیا اور اپنے وقت میں آپ رضی اللہ عنہ نے عزیمت پر عمل کر کے گویا دوبارا دین کی ابدی صداقتوں کا احیاء کیا۔ ان الفاظ میں کونسی ایسی لچک ہے، جس سے رفض کی بُو آتی ہو؟ لیکن جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے یزیدی وِنگ نے یہ شعر ''مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کی زبان پر ''ذاکرانہ انداز'' کی جھلک قرار دیا ❶

مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کہیں کہہ دیا کہ سلاسل اربعہ کے چاروں سلسلے آپ رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتے ہیں تو حکیم فیض عالم صدیقی نے انہیں ''رفض سے متاثرہ ذہن'' قرار دیا ❷

اور بعدازاں طویل خط و کتابت بھی ہوئی۔ اب ماہ نامہ ''انوار مدینہ'' میں یہ خطوط آٹھ اقساط میں چھپ چکے ہیں ❸

گویا اب اہل سنت کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا آپ کے خاندان کا تذکرہ کسی آزمائش سے کم نہیں، اِدھر ان کی منقبت میں لب کشائی ہوئی اور اُدھر ناصبیت کے خیموں سے طعنہ زنی

---

❶ ماہ نامہ تعلیم القرآن، راولپنڈی، مئی ۱۹۸۳ء، ماہ نامہ نغمۂ توحید، گجرات، ستمبر ۱۹۸۹
❷ حقیقت مذہب شیعہ، صفحہ نمبر ۱۸۵
❸ اگست ۲۰۰۷ء تا مارچ ۲۰۰۸ء کے شمارے ملاحظہ فرمائیں

شروع ہوگئی۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہیں تو شیعیت ڈستی ہے، اہل بیت رضی اللہ عنہم کو یاد کرتے ہیں تو ناصبی وخارجی اور یزیدی بڑبڑاتے ہیں اور یہی اہل سنت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ باطل کے ترکشوں سے نکلنے والا ہر تیر یہ اپنی چھاتی پر سہہ جاتے ہیں، لیکن نہ کسی صحابی کا دامن چھوڑتے ہیں اور نہ اہل بیتؓ سے عقیدت میں کمی آنے دیتے ہیں۔

ایک شیعی رسالے کا تازہ اقتباس

عصر حاضر کے شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو صاحب اپنی قوم شیعہ کو ''خونِ حسین رضی اللہ عنہ'' کا تاجر قرار دے چکے ہیں۔ شیعہ علماء اپنی قوم کی زبوں حالی پر کچھ ایسے ماتم کناں ہیں کہ انہیں ماہ محرم کا ماتم تقریباً بھول چکا ہے۔ ڈھکو صاحب کی زیرِ ادارت نکلنے والا رسالہ ''دقائق اسلام'' بابت جولائی ۲۰۱۱ء کا اداریہ لائق مطالعہ ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''اگر تحقیقی جائزہ لیا جائے تو ہماری یہ مجالس عزا اپنا حقیقی مقام کھو چکی ہیں، جو منبر حسینی قرآن وحدیث اور علمی مباحث کا مرکز تھا، اب ان پڑھ اور بدعمل لوگوں کے قبضہ میں ہے...... آج کل اکثر لوگ بدعقیدگی بدعملی اور بدنظمی کا شکار ہیں، اس کی بڑی وجہ اہل منبر کی خرابی ہے۔ اہل علم اور اہل تقویٰ کی بجائے اَن پڑھ اور بے دین لوگ منبر حسینی پر براجمان ہیں۔ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن قوم شیعہ جس انتشار اور خلفشار سے دوچار ہے، انہی تاجران خونِ حسینؑ کی بدولت رسوا اور پسماندہ ہے۔ نااہل لوگ علی الاعلان اسلام کے اصول وعقائد اور اعمال کی توہین کرتے نظر آتے ہیں، قوم کی اکثریت اُنہیں داد وتحسین دیتی نظر آتی ہے۔ عزاداری کے دوران اوقات نماز کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ دورانِ مجلس نماز کا وقفہ نہیں ہوتا، یہ سب ذاکرین وواعظین کی خطابت کا نتیجہ ہے۔ جو نماز اور عبادات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ (1)

---

(1) ماہنامہ دقائق اسلام سرگودھا، جولائی ۲۰۱۱ء

قارئین کرام! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر شیعیت کے اعمال و کردار کا جو ہم نقشہ پیش کرتے ہیں، ڈھکو صاحب کے اس رسالہ میں اس کی توثیق موجود ہے۔ لہٰذا ہمارا یہ دعویٰ اگر قابل قبول نہ ہو تو کم از کم قابل سماعت تو ہونا چاہیے بہر حال اہل تشیع کا یزید کو برا بھلا کہنا فی الحقیقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قلبی عناد کا نتیجہ ہے اور یزیدیوں کا یزید کو صالح بنا کر پیش کرنا فی الحقیقت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بُغض کا نتیجہ ہے۔ تو اب بتلایئے ان دونوں سے خیر کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ بنیادی طور پر یہ دونوں گروہ حق کی پٹڑی سے اُتر کر کوسوں دور جا چکے ہیں۔ یہ دونوں اپنے ادعا میں مخلص نہیں ہیں۔ اہل سنت کی دعوت اور محنت یہ ہے کہ نئی نسلوں کو ان سے بچایا جائے۔ ان کی زنگ آلود فکر میں بگاڑ ہی بگاڑ ہے۔ محدثین کرام بڑے روشن دماغ اور سلیم الطبائع ہوتے تھے...... ان نیک خصلت لوگوں نے اصول بنا دیا تھا کہ یزید اس درجہ کا فاسق اور نا قابل اعتبار ہے کہ اس سے کوئی روایت قبول نہیں کی جا سکتی۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا یہ قول نظریں جما کر پڑھیے۔

"یزید بن معاویہ لیس باھل ان یروی عنه وقال احمد بن حنبل لاینبغی ان یروی عنه" (1)

"یزید اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کوئی روایت لی جائے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یزید سے روایت کرنا جائز ہی نہیں ہے"

باپ کے متعلق بیٹے کا بیان

اولاد سے بڑھ کر والدین کے جلی و خفی حالات کا واقف کوئی نہیں ہو سکتا۔ کتب تواریخ میں تواتر سے یہ شہادت ملتی ہے کہ یزید نے اپنے جس بیٹے کا نام اپنے والد گرامی کے نام کی نسبت سے "معاویہ" رکھا تھا، وہ تقویٰ و طہارت میں اپنے عظیم دادا کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ یہی معاویہ بن یزید اپنے باپ کے انتقال کے بعد جب خلافت کے والی بنے تو پہلے

---

(1) میزان الاعتدال، جلد ۴، ص ۴۴۰

دن ہی منبر پر آ کر یزید کے کالے کرتوت رورو کر بیان کرتے تھے اور فرماتے تھے:

''میرے باپ نے حکومت سنبھال تو لی تھی مگر ''کان غیر اهله'' وہ ہرگز اس کا اہل نہیں تھا۔ ''وصارفی قبرہ رهینا بذنوبیه ثم بکی'' میرا باپ یزید اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر قبر میں چلا گیا، پھر (معاویہ) خوب روئے اور فرمایا ''وقد قتل عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم'' اس نے حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو قتل کیا...... یہ کہہ کر وہ اقتدار سے کنارہ کش ہو گئے اور بعض نے لکھا ہے کہ انہوں نے جنگل کا رُخ کیا اور پھر ساری زندگی ان کا سراغ نہ مل سکا۔ حضرت معاویہ بن یزید کا یہ تفصیلی خطبہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب الصواعق المحرقة صفحہ نمبر ۱۳۴ پر درج کیا ہے۔

قارئین کرام! جس یزید کی صفائی اس کی حقیقی اولاد تک نہ دے سکی، آج بڑے فخر سے صدیوں گذر جانے کے بعد لنگوٹ کس کر کچھ لوگ میدان میں نظر آتے ہیں اور وہ یہ عزم کیے ہوئے ہیں کہ یزید کے اصلی کردار کو چھپا دیا جائے، ایک جابر اور ظالم کو بچانے کے لیے وہ صحابی رسول (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کا تقدس پامال کرنا چاہتے ہیں، اس سے اُن کا دنیا و آخرت میں کونسا مفاد وابستہ ہے؟ وہ کیوں کردار یزید سے کالک اُتارنے کے لیے بیتاب ہیں؟ ہم نہیں جانتے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ موسلا دھار بارش، آندھیوں اور گردش لیل ونہار سے چیتے کی کھال سے دھبے اور نقش کبھی مٹ نہیں سکتے۔

مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ کی صاف گوئی اور منفرد طرزِ نگارش:

حامیانِ یزید اکثر و بیشتر کہتے ہیں کہ فسقِ یزید کا نظریہ دراصل رفض سے متاثرہ دماغوں کی فکری پیداوار ہے۔ اس وقت مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ کی شخصیت پردۂ ذہن پر ابھر رہی ہے۔ اور ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''آفتاب ہدایت'' پیش نظر ہے۔ ردِ رفض پہ لکھی جانیوالی اردو زبان کی تمام کتب میں سے عام فہم، سہل اور منفرد ترتیب سوائے ''آفتاب ہدایت'' کے کسی اور کتاب میں نظر نہیں آئے گی۔ اس کتاب نے ہندو پاک کے شیعیت کی نظریاتی بساط لپیٹ کر رکھ دی ہے۔ آج اگر علامہ ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ زندہ ہوتے تو اپنی گرہ سے یہ کتاب چھپوا کر اہل سنت کے متاعِ دانش کی حفاظت کرتے۔ چکوال کے قصبہ ''بھیں'' میں

اس شیر کا کچھار ہے. جس نے یہ علمی سرمایہ سپرد قرطاس کر کے سنی قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔
مولانا کرم الدین رحمہ اللہ اپنی اس کتاب میں یہ عنوان قائم کرتے ہیں۔

''سب سے پہلا ماتمی یزید ہے''

اہل تشیع کی کتاب ''اخبارِ ماتم'' میں لکھا ہے کہ پہلا ماتم یزید کے گھر سے شروع ہوا، چنانچہ یہ حوالہ رقم کرنے کے بعد مولانا دبیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

''شیعہ غور کریں کہ وہ ماتم کرنے میں کس کی اتباع کر رہے ہیں، اور پہلا ماتمی شخص کون ہے؟ اور کس کے گھر سے پہلے یہ رسم شروع ہوئی؟ جب شیعہ کی معتبر کتب میں تصریح ہے کہ ماتم کرنیوالوں کا پہلا امام یزید عنید ہے تو ان کو شرم آنی چاہیے کہ کس کی تقلید کر رہے ہیں؟ [1]

مزید لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ کارنامۂ یزید (ماتم) اس شان وشوکت سے ہمیشہ تازہ کیا جاتا ہے کہ رُوحِ یزید کو اس سے کمال خوشی ہوتی ہوگی۔ اور یوں تو ذاکروں، مرثیہ خوانوں پر یزید علیہ ماعلیہ کا ایسا احسانِ عظیم ہے کہ اس کا شکریہ ان سے ادا ہونا محال ہے۔ اگر یزید لعین یہ کرتوت نہ کرتا تو ان ''تکر گداؤں'' کو کون پوچھتا؟ ماہ محرم ان لوگوں کے لیے گویا عید ہوتا ہے، پہلے سے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ بیاضیں لئے رات بھر مرثیے یاد کیا کرتے ہیں۔ حلق سنوارتے، منہ بناتے، اور تال سُر پکارتے رہتے ہیں۔ اُدھر ماہ محرم نمودار ہوا، اِدھر اُن پر چاندی برسنے لگی۔ جابجا ان کی آؤ بھگت ہونے لگتی ہے۔ روٹیاں مفت کی ملتی ہیں اور روپے پیسے الگ، ان کو تو یزید نام کی ماہ بماہ شیرینی دینی چاہیے اور اس کے نام کا سجدہ کرنا چاہیے [2]

---

[1] آفتاب ہدایت، ص نمبر ۳۳۱
نوٹ: الحمدللہ مصنف کے اہتمام سے آفتاب ہدایت چار مرتبہ منصۂ شہود پر آ چکی ہے اور اس پر ایک شاندار مقدمہ بھی مصنف کے قلم سے موجود ہے جس میں مولانا کرم الدین دبیر کے مسلک و مشرب کے حوالہ سے نہایت دلچسپ تحقیق شامل ہے، علاوہ ازیں مولانا کرم الدین کی دیگر تمام کتب اور سوانح حیات بھی منظر عام پر آ چکی ہے۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ عثمان حسن

[2] ص ۳۳۴

مندرجہ ذیل اقتباس بھی قابل مطالعہ ہے۔

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) فاسق و منافق ہوتے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہرگز ان کی بیعت نہ کرتے۔ بلکہ تلوار اٹھا کر اُن سے مقابلہ کرتے، جیسا کہ بعد میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید لعین سے مقابلہ کیا۔ اہل انصاف کے لیے اس قدر بحث اس بارہ میں کافی ہے۔ ہاں ضد کا کوئی علاج ہی نہیں۔ ❶

جہلم کے ایک شیعہ حکیم جمشید علی تھے۔ اُن سے مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ نے ایک بار پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آخر اپنے فرزندوں کے نام اصحابِ ثلثہ کے نام پر کیوں رکھے؟ مثلاً لیلیٰ بنتِ مسعود کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے کا نام ابوبکر، حبیبہ بنتِ ربیعہ کے بطن سے پیدا ہونیوالے کا نام عمر، اورام البنین بنتِ حرام کے بطن سے پیدا ہونیوالے بچے کا نام عثمان رکھا۔ اسی طریقہ سے امام رضا نے اپنی ایک بیٹی کا نام عائشہ، اور حضرت علی نقی رحمہ اللہ نے بھی اپنی نور چشمی کا نام عائشہ رکھا تھا۔ علاوہ ازیں امام حسن رحمہ اللہ نے ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہونے والے دو بیٹوں کا نام ابوبکر و عمر رکھا۔ یہ دونوں معرکۂ کربلا میں یزیدی ستم کا شکار ہو کر جام شہادت نوش کر گئے تھے۔ امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کے ایک بیٹے کا نام ''ابوبکر'' تھا۔ تو اس بات کا جواب شیعہ حکیم صاحب نے یہ دیا کہ ''ان حضرات نے اپنی اولاد کے یہ نام اس لیے رکھے تا کہ ان کے نام پکار کر ہر وقت گالیاں دینے میں آسانی رہے''۔ مولانا دبیر رحمہ اللہ نے اس یاوہ گوئی کا جواب یہ دیا کہ ''اگر یہی منطق درست ہے تو اب آپ ہی اس کمی کو پورا کر دیں، اپنے عزیزوں میں سے کسی کا نام یزید یا شمر رکھ کر خوب تبرا بازی کریں۔ بس آپ خاموش ہو گئے۔ ❷

کیا یزید نام رکھنا چاہیے؟

اس عنوان پر اگرچہ ہم تفصیلی بحث کر آئے ہیں۔ اور ایک خط کا جواب بھی اسی ضمن میں

---

❶ آفتاب ہدایت، ص ۲۹۱

❷ ص ۲۸۴

تھا۔ تاہم مولانا دبیر رحمۃ اللہ علیہ اور ایک شیعہ حکیم کے مندرجہ بالا مکالمہ کی روشنی میں ہم عرض کرتے ہیں کہ شیعوں اور یزیدیوں کو یہ نام ضرور رکھنے چاہئیں، شیعوں کو تو اس لیے کہ وہ آسانی سے گالیاں دے کر اپنا ''مذہبی فریضہ سرانجام دے سکیں'' جب کبھی یزید نام کے بیٹے، نواسے، پوتے یا بھتیجے، بھانجے کو بلایا تو ساتھ ہی دو چار گالیاں دے دیں، تب ہم دیکھیں کہ ان کے عشق وجذب کا ہمہمہ کیا رنگ لاتا ہے؟ اور حامیان یزید تو ویسے عشاق ہیں، انہیں بھی اپنے بچوں کا یہ نام رکھنا چاہیے۔ ہمارے اس مشورے پر یزید کے عقیدت مند ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھتے ہیں اور ان کے فکر ونظر کی ساری متاع نمک کی طرح پانی میں گھل جاتی ہے۔

کیا عبدالرحمٰن ابن ملجم چھوٹا مجرم ہے؟

اہل تشیع پر حیرت ہوتی ہے کہ یزید نام کو تو گالی بنا دیتے ہیں۔ لیکن جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم المرتبت والد گرامی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے، یعنی عبدالرحمٰن ابن ملجم، شیعی لٹریچر اس کے متعلق تبصروں سے خالی ہے۔ یزید کی برائیوں کا ذمہ دار تو صحابیِ رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ابن ملجم پر ان کی تان اس لیے نہیں ٹوٹتی کہ اس کا باپ کوئی ''صحابی'' نہیں تھا۔ انہیں تو بغض صحابی سے ہے، نہ کہ قاتلِ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے۔ اور ہم علی وجہ البصیرت یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بالفرض والمحال یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا نہ ہوتا تو شیعی دنیا شاید اس کے نام سے بھی واقف نہ ہوتی، اور اگر ہوتی بھی تو فقط ابنِ ملجم جتنی! لہٰذا اہل تشیع کا یزید کو گالیاں دینا فقط قاتلِ حسین رضی اللہ عنہ ہونے کی وجہ سے نہیں، صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور یزیدیوں کا یزید کی بڑھ بڑھ کر وکالت کرنا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی الفت کی وجہ سے نہیں، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغض کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا یہ دونوں شر کے جوہڑ ہیں۔ ان سے بچیے، اور بچائیے۔ اہل سنت والجماعت کوئی دو چار گھونٹ پہ بہکنے والے نہیں ہیں۔ اعتدال اور فقط اعتدال اہل سنت کا

شیوہ ہے۔ یزید کی تفسیق بھی کی ہے تو ''صحابی رسول'' کے دفاع میں کی ہے۔ ہمارے نزدیک سارے کام کاج چھوڑ کر صرف یزید کو ''فاسق'' کہنا عبادت نہیں، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا اور آپ کی محبتوں کے جام مسلمانوں کے قلوب میں انڈیلنا عبادت ہے۔

شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کی ایک اور بڑھک:

ماہ نامہ ''دقائق اسلام'' سرگودھا، بابت اگست ۲۰۱۱ء میں شیعہ مجتہد جناب محمد حسین صاحب ڈھکو کی ایک بڑھک شائع ہوئی ہے۔ ڈھکو صاحب چونکہ عمر رسیدہ ہوگئے ہیں، محسوس ہوتا ہے ان کے دماغ نے اب ان کے کام آنا چھوڑ دیا ہے، اس پر اُن کی مندرجہ ذیل بڑھک دلیل ہے۔

''ماضی بعید میں ہمارے متحدہ ہندوستان میں بعض علماء اہل سنت نے ایک بہت بڑی زہریلی کتاب ہمارے مذہب کے خلاف لکھ کر شائع کی تھی۔ جس کا نام تھا ''آفتاب ہدایت ردرفض وبدعت''......اوران لوگوں کا زعم یہ تھا کہ وہ ایسی لاجواب کتاب ہے کہ قیامِ قیامت تک شیعہ اس کتاب کا جواب نہیں لکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے اس احقر کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں نے اس کتاب کا دندانِ شکن جواب لکھ کر شائع کیا۔ اور تمام علماء اہل سنت کو دعوت دی کہ وہ سب مل کر اس کا جواب لکھیں، مگر اب تک کوئی مائی کا لعل نہیں لکھ سکا جسے تقریباً چالیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اوراس کتاب کا نام ہے ''تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت'' [1]

تبصرہ:

مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی کتاب ''آفتاب ہدایت'' ستمبر ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی تھی اور ڈھکو صاحب کا جواب، دسمبر ۳ ۱۹۷ء، دن کے ڈیڑھ بجے مکمل ہوا۔ بتایئے

---

[1] ماہ نامہ دقائق اسلام سرگودھا، اگست ۲۰۱۱ء

چالیس سال تک کسے قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی؟ اور خدا کی شان دیکھیں کہ ٹھیک ایک سال کے بعد، دسمبر ۱۹۷۴ء میں حضرت دبیر رحمہ اللہ کے رشکِ زمانہ فرزند مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے ''اجمالی نظر'' کے نام سے ڈھکو صاحب کی کتاب کا جواب شائع کر دیا تھا۔ اور تفصیلی جواب سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ کا ''تجلیات آفتاب'' کے نام سے منظر عام پر آ گیا ہے۔ جس کی پہلی جلد ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اپنا مافی الضمیر اور نقطہ نظر ہر ایک کو پیش کرنے کا بنیادی حق ہے۔ مگر کند چھری کے ساتھ دیانت کا خون کرنا ڈھکو صاحب کو ہی شاید زیب دیتا ہو۔ یاد رہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی کتاب ''تجلیاتِ صداقت پر ایک اجمالی نظر'' کا دوسرا اڈیشن ''سنی اکیڈمی اور ادارہ مظہر التحقیق'' کی جانب سے بھی دیدہ زیب طباعت میں چھپ چکا ہے۔ یہ جوابی کتاب اگرچہ مختصر ہے، مگر اہل نظر پر بخوبی واضح ہے کہ ''تجلیات صداقت'' میں دیئے گئے فریب کیسے آشکارا کئے گئے ہیں؟ ڈھکو صاحب بلاوجہ اُلٹی سیدھی زقندیں لگاتے رہتے ہیں۔ ہم نے اُن کے تازہ شمارے میں بڑھک پر تبصرہ ضروری سمجھا، جو مختصراً پیش کر دیا گیا ہے۔

قارئین کرام! ہم نے شروع میں عرض کیا ہے کہ یزیدی حضرات فسقِ یزید کا نظریہ، رفض کا تاثر قرار دیتے ہیں۔ مصنف ''آفتاب ہدایت'' سے زیادہ رفض شناس کون ہوگا؟ دیکھئے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع بھی کر رہے ہیں اور بڑے توازن کے ساتھ اہل سنت کا مسلک دربارۂ یزید پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ صرف مصنف آفتاب ہدایت ہی نہیں، خیمہ فلک کے نیچے بسنے والے ہر سُنی مسلمان کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ آسمان طریقت کے روشن آفتاب حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا ارشاد ملاحظہ کیجیے۔

''یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جائز سمجھا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ناجائز سمجھا۔ اور گو کراہ (مجبوری) میں انقیاد (حکم ماننا) جائز تھا، مگر واجب نہ تھا اور متمسک بالحق (حق پر عمل پیرا) ہونے کے سبب امام مظلوم تھے۔ اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔ شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بس ہم اسی بنائے

مظلومیت پر ان کو شہید مانیں گے، باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا؟ اس کو تو عداوت ہی تھی۔ مسلط کی اطاعت کا جواز ہونا اور بات ہے، مگر مسلط ہونا کب جائز ہے؟ خصوصاً (یزید جیسے) نا اہل کو، اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا۔ پھر اہل حل وعقد کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔ ❶

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس ارشاد میں کئی ایک باتیں تحریر کردی ہیں کہ چونکہ فاسق مسلط ہو چکا تھا۔ اب مسلط کی اطاعت کا اگرچہ بعض حالات میں جواز ہے، لہٰذا باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس فتوے پر عمل کیا، لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جو استبداد سے ٹکر لی وہ بھی تقوے سے خالی نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی تھے۔ اور یزید کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ مجتہد کو اپنی تابعداری پر مجبور کرتا، انتظامی اختلاف کا واحد حل کیا فقط تلوار ہوتی ہے؟ خصوصاً اختلاف کرنیوالا جب صحابی اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو؟ تیسرا یہ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہیں اور مظلوم ہیں۔ کیا شہید کرنیوالا قاتل، اور ظلم کرنیوالا ظالم نہیں ہوتا؟ حامیانِ یزید اس اوکھلی سے اپنا سر نکالنے کی تدبیر کریں کہ اگر وہ امام عالی مقام کو واقعی شہید یا مظلوم سمجھتے ہیں، تو انہیں یزید کو ظالم وقاتل ماننا پڑے گا، جو ظلم اور قتل کا مرتکب ہو، اس کے فاسق ہونے میں کسی کو کیا کلام ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کا یہ حوالہ دو معروف بریلوی علماء نے بھی اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا یعنی مولانا محمد علی نقشبندی مرحوم نے اپنی ضخیم کتاب ''عقائد جعفریہ'' جلد دوم ص ۳۹۵ پر اور مولانا شفقات احمد نے ''تحقیق مزید فی مسئلہ یزید'' ص ۲۴۱، پر۔

قارئین کرام! علامہ اقبال مرحوم کا نظریہ بھی یہی تھا کہ واقعۂ کربلا سے یزید کو بے تعلق ثابت کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کو لاتعلق ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ کے تخیل کی رگ یوں پھڑکتی ہے۔

---

❶ امداد الفتاویٰ، جلد ۴، ص ۵۴

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید
ایں قوت از حیات آمد پدید

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون، امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید، یہ دونوں حق و ناحق کی قوتیں ہمیشہ آپس میں دست و گریباں ہوتی آئی ہیں۔ ''اقبال اور امیر شریعت'' کے تعلقات پر فخریہ سطریں لکھنے اور چھاپنے والے اس شعر پر بھی غور کریں۔ یزید کے ایک متوالے حکیم فیض عالم صدیقی نے لکھا ہے۔

''ڈاکٹر اقبال جیسے عبقری بھی اس تسامح کا شکار ہو کر کہہ اٹھے'' موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید۔ ❶

یعنی اقبال ہے تو عبقری صفت، مگر چونکہ یزید کو قبول نہیں کرتے، اس لیے وہ ''تسامح'' کی بھینٹ چڑھ گئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ کی کتاب ''شرح عقائد نسفی'' ہر اسلامی مکتب میں پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہے۔ علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ جیسے جبال العلم نے اس کی عربی شرح ''نبراس'' تحریر فرمائی۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَالْحَقُّ اَنَّ رِضَا يَزِيْدَ بِقَتْلِ الْحُسين وَاسْتِبْشَارَهُ بِذٰلِكَ وَاِهَانَته اَهْلِ الْبَيْتِ النبي صَلى الله عليه وسلم مِمَّا تَوَاتَر مَعْنَاهُ ❷

اور سچ یہی ہے کہ یزید کا قتلِ حسین رضی اللہ عنہ میں اظہار رضا مندی اور استبشار نیز اہلِ بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ اہانت، یہ مفہوم و معانی کے طور پر متواتر ہیں۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی اس مکمل عبارت پر تبصرہ، اور ایک جذباتی خطیب کے ان کے متعلق بے رحمانہ ریمارکس پر ہم آئندہ سطور میں بحث کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

ایک کتابچہ ''مسئلہ فسقِ یزید''

حال ہی میں مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کا مولفہ ایک رسالہ لاہور سے طبع ہوا

---

❶ حقیقت مذہب شیعہ، ص ۱۰۱

❷ شرح عقائد، ص ۱۱۳

ہے، جس کا نام ''مسئلہ فسق یزید اور اکابرِ علماءِ امت'' ہے۔ یہ شاہ نفیس رحمہ اللہ اکادمی نے شائع کیا ہے۔ ہر سنی مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے انتہائی اختصار کیساتھ یزیدی وساوس کا قلع قمع کر دیا ہے۔ تاہم ناشرین نے اس کتابچہ کے بیک ٹائٹل پر جو امام شافعی رحمہ اللہ کا شعر درج کیا ہے وہ بلا توضیح شائع نہیں کرنا چاہیے، وہ شعر یہ ہے:

ان کا رفضا حب آل محمد

فلیشهد الثقلان انی رافض

(اگر آل نبی سے عشق و محبت بھی رفض ٹھہرے تو پھر جن و بشر شاہد ہیں، میں رافضی ہوں)

علماءِ کرام تو بخوبی سمجھتے ہیں، مگر عوام تذبذب میں آجاتے ہیں، کہ شاید محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم اور رفض لازم وملزوم ہیں، جبکہ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ اور شیعہ حضرات بھی اس شعر کو انہی معانی میں استعمال کر کے غلط فہمی پیدا کرتے ہیں۔ نیز یہ ایک مکمل نظم ہے جس کی ابتداء میں حضراتِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی منقبت بھی ہے۔ شعر بالکل صحیح ہے۔ لیکن چند سطروں میں رفض کا اصل نقشہ اور مفہوم لکھ کر پیش کیا جائے تو دیمک پیدا نہیں ہوتی۔ فتنوں کے خلاف کام کرتے ہوئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کے حال پر رحم فرمائیں۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کے متعلق غیر مؤدبانہ لب ولہجہ:

ایک کتاب ''اسم معاویہ رضی اللہ عنہ پر علمی وتحقیقی جائزہ'' پڑھنے کا اتفاق ہوا ابو معاویہ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی صاحب کا نام بطور مؤلف درج ہے۔ یہ کتاب چونکہ ہمیں تبصرے کے لیے نہیں ملی، اس لیے ہم پوری کتاب پر تبصرہ نہیں کریں گے۔ البتہ اپنے موضوع سے متعلقہ ایک دو باتیں قارئین کے سامنے رکھیں گے۔

''علامہ تفتازانی کی توہین اور انجام'' کے زیرِ عنوان مؤلف لکھتے ہیں:

بسا اوقات دشمن کا پھیلایا ہوا فتنہ اتنا مؤثر اور کارگر ثابت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے

صاحب علم و دانش اور صاحب تقویٰ اس کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایسے ہی بہت بلند پایہ ہستیاں آپ کو ملیں گی جو شیعہ کے لٹریچر سے متاثر ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب علامہ سعد الدین تفتازانی ہیں۔ ایک مثال دیتے ہوئے ''مختصر المعانی'' میں رقم طراز بقلم دراز ہیں (عربی سے اردو)

پس تعظیم لفظ علی سے ماخوذ ہے کہ اس میں علو یعنی بلندی کا معنی و مفہوم پایا جاتا ہے اور اہانت لفظ معاویہ سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ وہ ''دعویٰ'' سے لیا گیا ہے اور وہ بھیڑیئے اور کتے کا بھونکنا ہے...... اور مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں، ''رَکِبَ علی وھرب معاویہ، ''علی سوار ہوئے اور معاویہ بھاگ گیا (معاذ اللہ) اتنے بڑے علامے فہامے سے ایسی جاہلانہ حرکت کی توقع نہیں تھی۔ یہ صرف اور صرف بغض صحابہ رضی اللہ عنہم یا شیعیت کے اثرات ہیں۔ یہ بھی اس سازش کا حصہ تو نہیں جس کے تحت نحو، صرف کی ابتدائی کتب میں مثال کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نام استعمال کیے جاتے ہیں (ضَرَبَ زید بکرًا) اس گھناؤنی حرکت پر ہم کوئی تبصرہ کریں تو بے ادبی شمار ہوگا، چھوٹا منہ اور بڑی بات ...... اگر بے ادبی نہ ہو تو یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ علامہ تفتازانی جیسے اتنے بڑے فنون کے امام نے جب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حیاء نہ کیا تو خود علامہ تفتازانی کے ساتھ بھی یہ ہوا کہ یہ بادشاہ تیمور کے دربار کے خاص مقام والے افراد میں سے تھے۔ دربار میں علمی مباحث ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن اپنے شاگرد میر سید شریف جرجانی سے مناظرہ ہوا۔ نعمان معتزلی حَکَم تھا۔ اس مناظرہ میں علامہ موصوف اپنے شاگرد سے ہار گئے۔ اس دربار میں ان کی بڑی سبکی ہوئی۔ چنانچہ موصوف علامہ اسی صدمہ میں صاحب فراموش ہو گئے۔ کوشش کے باوجود تندرست نہ ہو سکے۔ بالآخر ۲۲، محرم ۷۹۲ھ کو سمرقند میں جاں بحق ہو گئے۔ اتنی بڑی شخصیت کا اتنی سی بات کو دل پر رکھ کر اسی صدمہ سے دنیا سے رخصت ہو جانا یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی و گستاخی کا ہی نتیجہ ہے۔ ❶

---

❶ امیر معاویہ پر علمی و تحقیقی جائزہ ص ۱۱۲۔۱۱۱

تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباس میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی مختصر المعانی سے جو مثال پیش کی گئی ہے اس سے پہلے ہم مؤلف ''اسم معاویہؓ پر علمی و تحقیقی جائزہ'' کے دیئے ہوئے ریمارکس پر تبصرہ کریں گے۔ مؤلف کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ

① علامہ تفتازانی رحمہ اللہ جیسے علماء فہماء سے جاہلانہ حرکت سرزد ہوئی

② یہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ اور شیعیت کے اثرات کی بناء پر ہے

③ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی یہ گھناؤنی حرکت ہے

④ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے صحابی کا حیاء نہ کیا

⑤ صدمے سے انتقال ہو جانا یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کا نتیجہ تھا

قارئین کرام: علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۰ء) دنیائے علم میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں ان کی کتب صدیوں سے مدارس میں داخل نصاب چلی آ رہی ہیں۔ شرح عقائد نسفیہ آج بھی علماء کرام جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی شرح عربی زبان میں ''نبراس'' کے نام سے علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے لکھی۔ اور علامہ فرہارویؒ کے متعلق مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اگر یہ شخص دہلی میں ہوتا تو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے پایہ کا شخص تھا۔ ①

اور یہ نبراس کتاب مصر کے ''جامعۃ الازہر'' میں داخلِ نصاب ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی شرح عقائد پڑھنے اور پڑھانے والے ''نبراس'' سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ ضلع مظفر گڑھ کے ایک قصبہ ''پرہاڑ'' میں یہ عظیم علمی شخصیت محو استراحت ہے، جس نے محض ۳۲ سال کی عمر میں دوسو سے زائد علوم پر کتب اور بیاض لکھیں۔ علامہ ''تفتازانی'' کی اس کتاب کی ایک شرح ''خیالی'' بھی ہے جس پر مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ جیسے ذی

---

① نکات افغانی صفحہ نمبر ۲۱۳

مرتبت عالم دین نے حاشیہ لکھا اور "مختصر المعانی" کی علمی حیثیت بھی مسلّمہ ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اس پر حاشیہ لکھا۔ یہ کتاب فن بلاغت پر بے مثال اور مشکل انداز میں لکھی گئی ہے۔ درس نظامی کا کوئی مدرسہ ایسا نہیں جہاں یہ داخل نصاب نہ ہو۔ اس کے بغیر طلبہ کی استعداد کامل ہی نہیں ہوتی۔ علماء احناف اور خصوصاً دیوبند مکتبہ فکر کے جید علماء کرام نے اس کی اردو زبان میں شروحات لکھیں، غرض یہ کہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ اہل سنت کے اتنے بڑے اور قد آور محقق عالم ہیں کہ ان کے علم کی چوٹی دیکھ کر بڑے بڑوں کی ٹوپیاں گر جاتی ہیں۔ کاش آج علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمہ اللہ، مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ اور شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ زندہ ہوتے تو مولانا عثمانی صاحب ان کی اصلاح کرتے کہ جناب تفتازانی رحمہ اللہ تو "جاہل" علامہ فہامہ ہے۔ وہ تو شیعیت سے متاثرہ ہیں اور بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے مریض ہیں، اُن میں تو صحابی کا حیاء نہ تھا، افسوس یہ سب حضرات مولانا عثمانی صاحب سے اصلاح کروائے بغیر دنیا سے چلے گئے۔ دراصل آج کل بڑوں کی پگڑیاں اچھالے اور ان کی ڈاڑھیوں پر دھول اڑائے بغیر ماہر خطیب، ادیب اور محقق بننا مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ کمال حاصل کرنے کا معیار کبھی یہ ہوا کرتا تھا کہ اسلاف کی لفظ بہ لفظ یا قدم بقدم تقلید نہ سہی، کم از کم ان کا ادب اور ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا جاتا تھا۔ ان کا ذکر آنے پر احترام کے سر جھک جایا کرتے تھے۔ راقم الحروف نے علامہ خالد محمود مدظلہ جیسی ذی علم شخصیت کو علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کے نام کی مالا جپتے دیکھا ہے۔ اور ان کی کوئی بات یا حوالہ بیان کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے "سبحان اللہ" کہتے سنا ہے۔ لیکن آج؟ صد افسوس، جس معاشرے میں دھڑلے سے علامہ تفتازانی جیسوں کو جاہل قرار دے دیا جائے وہاں سے علم وفن کی برکتیں اٹھالی جاتی ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ جب سے یہ حوالہ پڑھا ہے، طبیعت بے چین ہے۔ آخر ہم اتنے بے مہار کیوں ہوجاتے ہیں؟ جیسا کہ ہم نے شروع میں لکھا کہ یہ کتاب برسہا برس سے داخل نصاب ہے۔ جہابذۂ روزگار علماء کے مطالعہ میں یہ کتاب رہی، اور آج بھی ہے۔ لیکن اتنے بے رحمانہ ریمارکس شاید ہی کسی نے دیئے ہوں۔ ہم مؤلف

کتاب ''اسم معاویہ'' کو مشورہ دیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ اس قسم کی تحریروں سے مجتنب رہیں۔ اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی بڑی علمی شخصیت کی کتاب سے اس قسم کی کوئی بات ملے تو اس کی تاویل کی جائے۔ اس کے سیاق وسباق کو اچھی طرح دیکھا جائے۔ اُن کے معاصرین اور اپنے متقدمین اہل علم کی آراء کو بھی مدنظر رکھا جائے تب کوئی فیصلہ کن رائے قائم کی جائے اور اس میں بھی احترام کے ضابطے نہ ٹوٹنے پائیں۔ علم و تحقیق کے سپاٹ خاکوں میں متانت وسنجیدگی کا رنگ بھرے بغیر محض مشتعل اور جذباتی فضاء پیدا کرنا اہلِ مذہب کو زیب نہیں دیتا۔

علامہ تفتازانی مقام صحابہ رضی اللہ عنہم اور مذکورہ مثال:

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مختصر المعانی'' کی ابتداء میں تحمید و تقدیس کے بعد فرماتے ہیں ''وَنُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيك محمد المويد دَلَائِلُ اِعْجَازِهٖ بِاَسْرَارِ الْبَلَاغَة وَعَلٰى اله وَصَحَابِهِ الْمُحْرِزِيْنَ قَصَبَاتِ السَّبْقِ فِي مضمار الفصاحة، وَالْبَرَاعة''

''اور ہم آپ (اللہ تعالیٰ) کے نبی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، جن کے واضح و روشن دلائل کی پورے کمال کے ساتھ اسرار بلاغت کی تائید کی گئی ہے۔ اور آپ کے آل اور اصحاب رضی اللہ عنہم پر بھی درود بھیجتے ہیں جو فصاحت و اوج کے میدان میں سبقت کرنیوالے ہیں''

علامہ تفتازانی اہل سنت کے مزاج وطریقے کے مطابق سب سے پہلے حمد، پھر درود شریف اور بعد ازاں اصحاب و اہل بیت کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جس کے دل میں بُغض صحابہ کے کینچوے پل رہے ہوں وہ بھلا ''اصحاب'' کا تذکرہ کرتا ہے؟ علامہ تفتازانی فن بلاغت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کبھی مسند الیہ کو نام کے ساتھ بطور معرفہ اس لیے لاتے ہیں کہ اس سے مسند الیہ کی تعظیم یا توہین مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی تب متحقق ہوگی جب نام اور القابات، تعظیم یا توہین کی صلاحیت رکھتے ہوں مثلاً رَکِبَ عَلِيٌّ حضرت علی رضی اللہ عنہ

سوار ہوئے ھَرَبَ معاویۃ تو معاویہ بھاگ گئے۔ اول الذکر جملہ میں لفظ علی، مسند الیہ تعظیم کے لیے ہے۔ کیونکہ علی، علو یعنی بلندی سے ماخوذ ہے۔ اور دوسرے جملہ میں مسند الیہ توہین کے لیے ہے، کیونکہ معاویہ عواء سے ماخوذ ہے۔ یہاں علامہ تفتازانی کے پیش نظر مقامِ صحابیت نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والی لڑائی میں چونکہ اہل سنت کا نظریہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطاءِ اجتہادی پر۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے جنگ صفین کے احوال لکھنے کے بعد فرمایا:

"وهذا هو مذهب اهل السنة والجماعة ان عليًا هو المصيب وان كان معاوية مجتهدا، وهو ماجور ان شاء الله" ❶

''اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد ہونے کی بناء پر انشاء اللہ اجر سے محروم نہیں رہیں گے''

تو طبعی طور پر علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کا جھکاؤ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا، وہ بات سمجھانے کے لیے ایک مثال دینا چاہتے تھے۔ قلم ہاتھ میں تھا، یہ دو نام ذہن میں آئے اور انہوں نے ''رَكِبَ علی وهرب معاويه'' کہہ دیا۔ یہ تو ایک ذوقی بات ہے اور جو جتنا بڑا سلیم الفطرت عالم ہوتا ہے اس کا ذوق اتنا ہی لطیف اور دقیق ہوتا ہے۔ علامہ تفتازانی اہل سنت کے مسلّمہ عالم ہیں۔ اس میں تو بعض نے اختلاف کیا ہے کہ وہ حنفی تھے یا شافعی المسلک! لیکن ان کے سنی العقیدہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ علامہ تفتازانیؒ جیسا سنی عالم ہو اور وہ صحابہ کا حیاء نہ کرے، یہ کہنا بذاتِ خود بے حیائی ہے۔ باقی علامہ سید میر شریف جرجانی سے مناظرہ ہارنے کی بناء پر صدمے سے فوت ہو جانا، یہ تو سببِ موت ہے جو ظاہری ہے۔ ان کے علاوہ خدا جانے کون سے اسباب ہوں گے۔ علامہ تفتازانی کے مقامِ علمی کا اعتراف خود علامہ جرجانی رحمہ اللہ کو بھی تھا۔ بلکہ علوم ادبیہ اور علوم فقہیہ میں علامہ تفتازانیؒ، جرجانی سے کہیں آگے تھے۔ نیز یہ صدمہ مباحثہ ہارنے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ نعمان الدین خوارزمی

(معتزلی) کے فیصلے کی بناء پر تھا۔ علامہ تفتازانی کا موقف یہ تھا کہ میرے دلائل بھاری اور قوی ہونے کے باوجود میرے حق میں فیصلہ نہ کیا گیا جن کی چھاتیوں سے علم کے چشمے بہہ رہے ہوتے ہیں، ان کے مزاج نازک ہوتے ہیں۔ صرف اتنی سی بات ہے جس کو ''بغض صحابہؓ'' کی پھٹکار کہہ کر اتنے بڑے عالم کو اہل سنت کی صفوں سے نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

علامہ تفتازانی کے خلاف اصل پروپیگنڈا یزیدیوں کی جانب سے ہوتا ہے:

علامہ تفتازانی نے اپنی شرح عقائد میں یزید کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ بلکہ وہ یزید پر لعنت کرنے میں بھی توقف نہیں کرتے۔ ہاں البتہ لعنت کرنے کو جمہور علماء نے ایک بے فائدہ اور لاحاصل فعل قرار دیا ہے۔ شرح عقائد کی عبارت گزشتہ شمارہ میں پیش کی گئی ہے۔ اب دوبارہ ملاحظہ فرمالیں:

وَالْحقُّ اَنَّ رِضَا یَزِیْدَ بِقَتْلِ الْحسین وَاِسْتبشارہٗ بِذٰلِكَ وَاِهَانَةَ اَهْلِ بَیْتِ النبي ﷺ مِمَّا تَوَاتر مَعْنَاهُ وَاِنْ کَانَ تَفَاصِیلُهَا اٰحَادًا فَنَحْسَنُ لَا نَتَوَقَّفُ فِیْ شانہٖ بَلْ فِیْ اِیْمَانِهٖ لَعْنَةُ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اَنْصَارِهٖ وَاَعْوَانِهٖ ❶

''اور سچ یہی ہے کہ یزید کا قتل حسین میں اظہارِ رضامندی اور اہل بیت رسول کی اہانت ایسی باتیں ہیں جو مفہوم و معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ اگرچہ تفصیل خبر واحد کے ذریعے مذکور ہے۔ اسی تواتر معنوی کی بناء پر ہم یزید پر لعنت کرنے میں توقف نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے۔ اس کے معاونین و انصار پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

---

❶ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۳، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

شرعی مسئلہ:

کسی معین شخص کے بارے میں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی وفات کفر پر ہوئی ہے، اس پر لعنت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ گو وہ کتنا بڑا فاسق ہو، یہی بات علامہ شامیؒ کے حوالے سے مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے لکھی ہے۔ ❶

اور علامہ تفتازانی نے بھی اسی شرط کی بنیاد پر لعنت کی ہے، کیونکہ وہ یزید کو ایمان سے محروم سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے معتقدین کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہی نظریہ تھا۔ جب وہ اس کو مسلمان ہی نہیں جانتے تو ان کے نزدیک لعنت کرنا جائز ہوا۔ اس لیے ہمارے اکابر صراحت فرما چکے ہیں کہ یزید کے فسق پر تو پوری امت کے اہل علم کا اجماع ہے، ہاں البتہ کافر ہونے میں اختلاف ہے۔ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی یہ عبارت پہلے بھی پیش کر دی گئی ہے کہ

> ''اختلاف اگر ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے، تفسیق میں نہیں اور امام احمد بن حنبلؒ جبکہ یزید کے کفر تک کے بھی قائل ہو گئے تو فسق کے بطریق اولیٰ قائل تسلیم کیے جائیں گے اس لیے یزید کے فسق پر اتفاق علماء کیساتھ ایک امام مجتہد کی مہر بھی لگ جاتی ہے'' ❷

قارئین کرام! اب تو کشتی کنارے لگتی نظر آ گئی ہوگی کہ علامہ سعد الدین تفتازانی کے نام سے یزیدی لوگ کیوں بدکتے ہیں؟ اور جب انہیں ''مختصر المعانی'' میں ان کی پیش کردہ ایک مثال ملی تو مصالحہ لگا کر ان کے خلاف بدظنی پیدا کرنا شروع کر دی۔ اس لیے ہم یہ درخواست کرتے آئے ہیں کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کام کرنے والے رفض کے جراثیم سے خود کو بچائیں، اور سیدنا امیر معاویہؓ پر کام کرنے والے یزیدیت کے اثرات سے خود کو بچا کر

---

❶ معارف القرآن جلد ۲، ص ۴۳۶
❷ شہید کربلا اور یزید ص ۱۴۰

چلیں۔ان دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی منقبت بیان کرتے ہوئے اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے یا پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بدظن ہو جانا گھاٹے کا سودا ہے۔اور اعتدال کی ضمانت یہی ہے کہ بڑوں کے جلائے ہوئے دیپوں سے روشنی حاصل کی جائے۔تحقیق کا میدان وسیع ہے۔اس میں محنت اور دماغ اپنا ہو، مگر فہم اور ادراک اسلاف اہل سنت والجماعت کا ہو، تو ٹھوکریں نہیں لگتیں۔اول تو طنز و تعریض سے احتراز کیا جائے اور اگر اس کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو تو پھر اس فن میں پہلے کمال حاصل کیا جائے، یہ نہیں کہ اسلاف کی کتب جو صدیوں سے پڑھی، پڑھائی جا رہی ہیں۔ان میں کوئی ایک آدھ بات خلافِ طبع پا کر فتوے بازی شروع کر دی جائے کہ ان میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا حیاء نہ تھا، یہ علمائے فہامے جاہلانہ حرکتیں کرتے رہے۔یہ بُغض معاویہ اور شیعیت کے زیر اثرات تھے۔وغیرہ ذالک۔اس بحث کا اختتام ہم شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے ایک اقتباس پر کرتے ہیں۔

"اگر کسی کو طنز و تعریض کا ایسا ہی ذوق ہو تو پھر انشاء کی صنف تھوڑا سا ریاض چاہتی ہے۔اس کی نزاکتوں پر قابو پانے کے لیے محنت کی ضرورت ہے، اور اس محنت کے بغیر انسان کو طنز اور جھنجھلاہٹ کا فرق سمجھ میں نہیں آتا۔اس فن کا سب سے پہلا سبق یہ ہے کہ طنز، جھنجھلا کر دانت پیسنے کا نہیں، بلکہ تبسم زیر لب کے ساتھ چٹکی لینے کا نام ہے۔اور یہ سبق ذہن نشین نہ ہو تو یہ گولی خود اپنے ہی اوپر چل جاتی ہے۔ ❶

ڈھکو صاحب کی ایک نرالی تحقیق:

ماہ نامہ "دقائق اسلام" سرگودھا، بابت ستمبر ۲۰۱۱ء میں شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی کتاب "تجلیاتِ صداقت" میں یا علی مدد کا جواز پیش کیا ہے۔ جبکہ فیضان الرحمٰن (اور اصلاح الرسوم) میں بالواسطہ اس کے الٹ موقف پیش کیا ہے۔

---

❶ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۶۳

اس کی وجہ کیا ہے؟ تو ڈھکو صاحب نے اس کا جو جواب دیا ہے، اس کو پڑھ کر شیعہ علماء کو چاہیے، وہ ڈھکو صاحب کا ماتھا چوم لیں۔ مجتہد صاحب جواب میں لکھتے ہیں۔

''اس کی وضاحت یہی ہے کہ مولوی کرم الدین آف بھیں نے یہ کہہ کر کہ شیعوں کا سلام بھی مسلمانوں سے جدا ہے، کیونکہ مسلمان جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں ''السلام علیکم'' اور دوسرا کہتا ہے ''وعلیکم السلام'' مگر شیعہ جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں ''یا علی مدد'' دوسرا جواب دیتا ہے پیر مولا علی مدد (مولوی کرم دین) ہمیں کافر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ لہٰذا ہمیں اصول مناظرہ کے تحت کچھ کھینچ تان کر اس کا جواز ثابت کرنا پڑا، لیکن ''فیضان الرحمٰن'' میں اصل حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ اسلامی سلام وہی ''السلام علیکم'' ہے۔ یہ (یا علی مدد) ملنگوں کا من گھڑت سلام ہے، جو صرف پنجاب اور سندھ میں بولا جاتا ہے۔ یا پھر آغا خانیوں کا مذہبی شعار ہے۔

تبصرہ

شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کے اس جواب سے مندرجہ ذیل اجزاء نکلتے ہیں:

① ''تجلیات صداقت'' میں محض کھینچا تانی کی گئی ہے، جبکہ اصل مذہب میری دوسری کتب میں ہے۔ ڈھکو صاحب چونکہ پرانے اور تجربہ کار مجتہد ہیں، اس لیے وہ اپنے اس فعل کو بد دیانتی، جھوٹ، لاجوابی، دوغلا پن یا تقیہ وغیرہ سے تعبیر کرنے کی بجائے ''اصولِ مناظرہ'' کے تحت ''کھینچ تان'' کا نام دیتے ہیں۔ سبحان اللہ، فن مناظرہ کی یہ ایک نئی اصطلاح وجود میں آ گئی ہے۔ کتاب ''آفتاب ہدایت'' نے دماغوں میں ایسا ارتعاش پیدا کر رکھا ہے کہ ابوالفضل مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ کی علمی ہیبت ابھی بہت کچھ ان مجتہدین سے اگلوائے گی۔

② ڈھکو صاحب کے اس اقتباس سے واضح ہوا کہ فرقۂ شیعہ میں ''ملنگ'' بھی ہوتے ہیں اور یہ ملنگ پنجاب وسندھ میں رہتے ہیں۔ نیز یہ ''آغا خانیوں'' کا مذہبی شعار ہے۔ اب

نتیجہ کیا نکلا؟ کہ ڈھکو صاحب نے اپنی کتاب ''تجلیاتِ صداقت'' میں ملنگوں کا من گھڑت اور آغا خانیوں کے مذہبی شعار ''یا علی مدد'' کا جواز پیش کیا تھا، لیکن وہ تو صرف اصول مناظرہ کے تحت تھا۔ ''اصل حقیقت'' کے تحت نہیں۔ اصل مذہب انہوں نے اپنی دیگر کتب میں درج کر دیا ہے۔ اب آفتاب ہدایت کے جواب ''تجلیاتِ صداقت'' کی ساری قلعی کھل گئی ہے...... یہ تو صرف ایک بات کا اعتراف ہے، اگر قارئین مندرجہ ذیل کتب کا تقابلی مطالعہ فرمائیں۔

① ......آفتاب ہدایت......مولانا کرم الدین دبیرؒ

② ......تجلیاتِ صداقت......محمد حسین صاحب ڈھکو

③ ......تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر......مولانا قاضی مظہر حسینؒ

④ ......تجلیاتِ آفتاب......علامہ ڈاکٹر خالد محمود

تو مزید حقائق سامنے آئیں گے کہ ڈھکو صاحب نے اپنی اس کتاب (تجلیات صداقت) میں کہاں کہاں، اور کیسی کیسی قلابازیاں کھائی ہیں۔

قارئین کرام! ماہ نامہ ''دقائق اسلام'' کے اسی شمارہ میں ڈھکو صاحب سے یہ سوال بھی کیا گیا کہ آپ اپنی کتابوں میں اذان کی شہادت ثالثہ (اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللهِ) کو بدعت کہتے ہیں جبکہ آپ کے اپنے مدرسہ ''سلطان المدارس'' سرگودھا میں جو اذان دی جاتی ہے، اس میں یہ الفاظ کیوں پڑھے جاتے ہیں؟ ڈھکو صاحب کا جواب پڑھیے۔

میں نے صاف اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ اصلی اور حقیقی اذان کونسی ہے؟ جو سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام نے دی ہے۔ اب ڈنڈے سے منوانا میرا فریضہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی مدرسہ میری ذاتی ملکیت ہے۔ اور نہ ہی سب اساتذہ اور طلبہ میرے مقلد ہیں۔ ❶

---

❶ ماہ نامہ ''دقائق اسلام'' سرگودھا بابت ستمبر ۲۰۱۱ء

تبصرہ:

کیسا علمی اور تحقیقی جواب ہے۔ مذہب شیعہ میں رواداری اور نظریاتی آزادی کی جو مثال ڈھکو صاحب نے قائم کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، کہ مدرسہ میری ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ اس لیے میں وہاں "اصلی اذان" نہیں دلوا سکتا۔ حالانکہ ڈھکو صاحب اس مدرسہ کے مؤسس ہیں۔ اگر وہاں ان کے اختیارات نہیں ہیں، تو وہ اس سے الگ کیوں نہیں ہو جاتے۔ کیا قیامت کے دن ایسی موشگافیوں سے وہ اپنی جان چھڑوا لیں گے؟ افسوس، جو لوگ اپنی عبادت گاہوں میں اتنے بے بس ہیں کہ اپنے نظریئے کے مطابق اذان تک کہلوانے پر قادر نہیں، وہ کتنی بے باکی سے لکھ دیتے ہیں کہ:

> "ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے، وہ صرف اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے۔ اہلِ سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب و امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولتِ ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں" ❶

اہل سنت پر یزید کی حمایت کا الزام:

مندرجہ بالا اقتباس ہم نے ڈھکو صاحب کے زیر ادارت چھپنے والے رسالہ "دقائق اسلام" کے تازہ شمارے سے پیش کیا ہے۔ اس کو پڑھ کر قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجتہد صاحب قلابازیاں کھانے میں دیر نہیں لگاتے، مسئلہ یزید پر بھی وہ یہی کرتب دکھا گئے۔ رقم طراز ہیں۔

> "اب تو اہل سنت کے بعض قلم کار کھلم کھلا یزید کی نہ صرف خلافت بلکہ اس کے خلیفہ راشد ہونے پر مستقل کتابیں لکھ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں خلافتِ معاویہ و یزید، خلافتِ رشید ابن رشید خاص طور پر قابل ذکر ہیں" ❷

---

❶ تجلیاتِ صداقت ص ۲۰۱

❷ تجلیاتِ صداقت ص ۳۴۰

تبصرہ:

ڈھکو صاحب کی کسی بات کا اگرچہ کوئی اعتبار نہیں ہوتا، تاہم یہ بات قابل افسوس ہے کہ جن دو کتابوں کا ذکر کر کے انہوں نے اہل سنت پر حامی یزید ہونے کا الزام عائد کیا، ان دو کتب کے رد میں درجنوں کتب اور مقالات شائع ہو کر اہل سنت والجماعت کے نظریئے کی وضاحت کر چکے ہیں۔ اب بلاوجہ کچے گھڑوں پر اعتبار کر کے الزام تراشی کی فضاء پیدا کرنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ دو کتابیں اہل سنت کے ناپختہ ذہنوں کو بیمار کرنے میں معاون ضرور ثابت ہوئی ہیں۔ اور کسی نہ کسی درجہ میں یہ بیماری اب بھی موجود ہے۔ بیشتر تو دماغی فالج کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ''خطاء اجتہادی'' جیسا علمی اور باوقار جملہ آتا ہے، تو وہ اس کو ''خطا کار'' قرار دے کر اتنا شور مچاتے ہیں کہ بسا اوقات ان کی آواز ہزارہ سے ملتان جا ٹکراتی ہے، پھر یہ آواز کاغذوں تک محدود ہو جاتی ہے اور کاغذ دھیرے دھیرے دیمک کی خوراک بن کر ناکامیوں کے ''نقیب'' بن جاتے ہیں۔ لیکن یہ سمجھنا کہ ان کتابوں میں اہل سنت کا نظریہ پیش کیا گیا ہے، بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اب الحمدللہ خارجیوں اور یزیدیوں کے جراثیم کافی حد تک ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن سکوتی فرقہ اذہان کو مشوش کر رہا ہے۔ جب کبھی امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت پر گفتگو ہو، اور یزید کی شرعی پوزیشن واضح کرنے کی نوبت آتی ہے تو یہ سکوتی لوگ سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں کہ مسئلہ یزید پر اکابر نے سکوت کا حکم دیا ہے اس عنوان پر ہم تفصیلی بحث کر آئے ہیں کہ اکابر کے تحریر کردہ سکوت کا مفہوم کیا ہے؟ یزید کی حمایت میں جب کبھی قلم اٹھتا ہے یا زبان کھلتی ہے تو اس وقت سکوتی فرقہ دم دبا کر بیٹھا رہتا ہے، لیکن جب ان کا تعاقب ہوتا ہے اور اہل سنت کی نظریاتی سرحدوں کا پہرہ دیا جاتا ہے تو ''سکوت'' کا سبق دینے والے ٹرٹراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا شیعہ مجتہدین بھی اور حامیانِ یزید بھی محمود احمد عباسی، ابو یزید محمد دین بٹ، عزیر احمد صدیقی وغیرہم کو جو سنی نظریات کا داعی قرار دیتے ہیں، یہ مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔

یزید کے نقشِ پاء پہ کون چل رہا ہے؟

شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ڈاڑھی منڈوائی، وہ یزید ہے۔ لہٰذا آج جو داڑھی منڈواتے ہیں وہ یزید عنید کے طریقہ پر ہیں [1]

تبصرہ:

یزید کی ڈاڑھی تھی یا نہیں، ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جو آلِ رسول ﷺ کا خون پی جائے اور ڈکار نہ لے، اس کی ڈاڑھی کیا اور مونچھیں کیا؟ لیکن ڈھکو صاحب کے اس اجتہاد نے کافی آسانی پیدا کردی ہے کہ جو ڈاڑھی منڈے ہیں، وہ یزید عنید کے طریقہ پر ہیں۔ علامہ طالب جوہری، علامہ غضنفر عباس، ناصر عباس [2]، امجد جوہری، اسد جوہری، اور عبدالحکیم بوترابی سمیت تمام ذاکرین و نوحہ خواں ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے کہ یہ طبقہ یزید کا پیرو ہے۔

سچی بات نکل جاتی ہے، جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

کاش ڈھکو صاحب تھوڑی سی وضاحت اور کردیتے کہ ڈاڑھیاں رکھوانے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متبعین ہیں۔ تاکہ اہل سنت کے حسنِ کردار پر جناب کی بھی مہر لگ جاتی۔ اب بحث و مباحثہ یا تحقیق و تدقیق کی کوئی زیادہ ضرورت نہیں رہی۔ شکل و صورت دیکھ کر نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ حسینی کون ہے اور یزیدی کون؟ البتہ حامیانِ یزید کے لیے خاصی مشکل پیش آئے گی، اگر واقعی یزید ڈاڑھی منڈواتا تھا تو ان دوستوں کو بھی اپنے ممدوح کی اتباع کرنی چاہیے۔

---

1. اصلاح الرسوم الظاہرہ بکلام العترۃ الطاہرہ ص ۳۲۲
2. انتہائی تبرا باز اس شیعہ ذاکر کو چند ماہ پہلے لاہور میں کسی خاندانی تنازع پر قتل کردیا گیا (عثمان حسن)

مخالفین معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی تعاقب:

آج تک کسی سلیم الفطرت سنی نے یزید کے فسق کا نظریہ رکھتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید نہیں بنایا۔ لہٰذا یہ فلسفہ ہی غیر معقول ہے کہ یزید کو فاسق کہنے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کا دروازہ کھلتا ہے۔ یہ صرف اور صرف مقام صحابیت کو نہ سمجھنے کی بناء پر ہوتا ہے۔ اہل تشیع کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کوئی کسی صحابی سے بدظن ہو جائے، یہ تو ممکن ہے مگر یزید کے متعلق شیعی اثرات کم ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔ افراط و تفریط کی بناء پر کوئی یزید کو کافر کہہ جاتا ہے اور کوئی مومن کامل کے درجہ پر لے آتا ہے۔ یہ شیعہ و سنی مسئلہ نہیں، خالص نفسیاتی اور تلون طبع کی وجہ سے ہے۔ حویلیاں (ہزارہ) کے ایک بریلوی المسلک پیر سید محمود شاہ ہزاروی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک تحریک اٹھائی تھی۔ اور اس کے بیٹے غلام محی الدین شاہ نے بیرون ملک جا کر اپنے والد کی اس بیمار فکر کو پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ ہمیں خوشی ہے کہ بریلوی علماء بروقت خبردار ہوئے اور انہوں نے اس کا قلع قمع کیا۔ چنانچہ بھکھی شریف کے مولانا سید عرفان شاہ مشہدی نے ۱۲ ستمبر ۱۹۹۹ء کو مانچسٹر کی وکٹوریہ مسجد میں اور بعد ازاں محی الدین شاہ کے مکان پر جا کر مناظرہ کیا۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خوب خوب دفاع کیا۔ اس مناظرہ کی ویڈیو بھی موجود ہے، اور اس کی روئیداد کا کچھ حصہ مولانا عرفان مشہدی نے اپنی کتاب میں بھی شائع کر دیا تھا[1]

بریلوی مسلک کے بعض علماء اگر شدت پسندی سے باز آ جائیں تو مثبت کاموں میں اپنی توانائیاں صرف کر کے فتنوں کی یلغار روکنے میں معاون بن سکتے ہیں۔ محمود شاہ ہزاروی کی طرف سے اٹھائے گئے جملہ اعتراضات کے تسلی بخش جوابات مولانا محمد علی نقشبندی نے ''دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ'' کی دوسری جلد میں دے دیئے ہیں۔ مولانا محمد علی نے دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ میں ایک ہزار سے متجاوز صفحات لکھ ڈالے

---

[1] سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حق کی نظر میں ص ۱۶

ہیں۔اسی مقدار میں مولانا محمد نافع مدظلہ اور دیگر علماء کرام نے اپنی تحقیق قوم کے سامنے پیش کردی ہے۔اور یہ سارے رد رفض پر اپنی زندگیاں صرف کرتے رہے۔یہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر جان دینے والے ہیں، مگر یزید کو اپنے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔کیونکہ نبوی آغوش کے پروردہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، نہ کہ یزید۔ایسے ہی رسالت کے شیریں لب چوسنے والے حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ ہیں نہ کہ یزید ...... صحابیت کی عظمت پر مولانا سید عطاء المنعم شاہ رحمہ اللہ کی ایک کتاب کا مندرجہ ذیل اقتباس خود اُن کے خاندان کے لیے بھی اکسیر ہے۔

''یہ لفظ لکھے ہیں بزرگوں نے فقہاء نے، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جب قیامت میں آئیں گے تو اللہ میاں اُن سے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کیا دولت ہے؟ وہ کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھا تھا، اس کی روشنی اور تجلی ہم پر پڑی ہوئی ہے، اور ہم کچھ نہیں جانتے'' ➊

نوٹ:

یہ مولانا عطاء المنعم شاہ رحمہ اللہ کی ایک تقریر ہے، جو انہوں نے ۲۹ جون ۱۹۷۸ء کو وہاڑی میں کی تھی۔ بعد ازاں اس تقریر کو جنوری ۱۹۸۴ء میں کتابی صورت دے دی گئی۔ اور ناشرین نے کتاب کے ٹائٹل پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ''ابو یزید'' بھی لکھا ہے۔صحابی رسول کا نام روشن رکھنے کے لیے بھلا مٹی کا دیا اور وہ بھی بجھا ہوا، ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ ابو کنعان کہنے سے کیا حضرت نوح علیہ السلام کا رتبہ نبوت بڑھ سکتا ہے؟ اور ابو عکرمہ لکھنے سے ابو جہل کی جاں بخشی ہو سکتی ہے؟ اگر یہ نرا وہم ہے تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعارف کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی ہیں، کاتب وحی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

➊ سیرت سیدنا حضرت معاویہؓ

کے تبرکات آپ رضی اللہ عنہ نے عمر بھر اپنے پاس محفوظ رکھے۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے خاندان کے رشتے ناطے ہوئے۔ اپنے دورِ حکومت میں اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت سرپرستی فرماتے رہے۔ اب آپ رضی اللہ عنہ کے تعارف میں ''یزید'' کا نام دینا میٹھے بادام میں کڑوا بادام ڈال کر سارا منہ بدمزہ کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں، اور کسی بھی صحابی کے خون سے ہاتھ رنگنے والا غیر صحابی نہ اُمت کی نگاہوں میں بچ سکتا ہے، نہ حقیقت کے ترازو پہ تل سکتا ہے۔

یزیدیوں کا ایک پمفلٹ

اس بار محرم الحرام کے موقع پر ایک پمفلٹ ''سیدنا حسین ابن علی'' کے نام سے تقسیم کیا گیا...... ٹائٹیل پر ایک چوکھٹے میں ''بارگاہ حسینی میں ہدیہ عقیدت و محبت، تذکار واقعۂ حسین رضی اللہ عنہ اور حقیقت حادثۂ کربلا'' کی عبارت بھی درج ہے۔ یہ پمفلٹ ''مجلس محبان آل واصحابِ رسول علیہم الرضوان'' نے شائع کیا ہے۔ جب سے آل واصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ''مجلسوں'' میں ہونے لگا ہے، دال میں کالا کالا ضرور ہوتا ہے۔ کراچی میں ''مجلس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ'' کے نام سے سالہا سال تک خارجیت و ناصبیت کے جراثیم پھیلائے جاتے رہے۔ مولوی عظیم الدین صدیقی اور دیگر اپاہج فکر کے لوگوں کا لٹریچر اسی ''مجلس'' سے شائع ہوتا رہا۔ اہلِ تشیع کی ''مجلس'' اور اِدھر ''محبانِ آل'' کی مجلس میں قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نام نامی خوب خوب استعمال ہوتا ہے۔ ایک ''مجلس'' میں ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ کے تحت ''بغض صحابہ رضی اللہ عنہم'' نکالا چلتا ہے اور دوسری ''مجلس'' میں ذکر حسین ابن علی کے تحت یزید کے پاؤں چاٹے جاتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کرامت پر قربان جایئے کہ آج صدیوں بعد بھی یزید کے متوالے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آڑ میں ہی اپنے من کی بات کہہ سکتے ہیں۔ جوں جوں زمانہ آگے بڑھ رہا ہے۔ فکری بیمار بزدل ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یزیدی ٹولہ کے کارپردازان کھلے عام منقبت یزید پر قلم کشائی کرتے تھے۔ ''حیاتِ سیدنا یزید رحمہ اللہ'' جیسی کتابیں چھاپتے تھے، لیکن اب اخلاف کے گھٹنوں میں دم

پانی نہیں رہا۔ یہ ٹائٹیل پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام دے کر یزید کی ترجمانی کرتے ہیں۔ وہ نظریہ ہی کیا، جس کو کئی پردوں میں لپیٹ کر پیش کیا جائے۔ نظریہ وہ ہوتا ہے جو کھلے عام نظر آئے۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے، جس کی گرہیں مضبوط ہوں...... یہ آزادی کا دور ہے، ہم کسی کو بُرا نہیں کہتے، مگر غلط کو صحیح بھی نہیں کہہ سکتے۔ جس طرح سچ کو سچ تسلیم کرنا حق ہے، ایسے ہی جھوٹ کو جھوٹ کہنا بھی حق ہے۔

قارئین کرام! اس پمفلٹ میں وہی چبے چبائے لقمے پیش کیے گئے ہیں، جن کی سرانڈ پچھلے پچاس سالوں سے دماغ کو خوشبوؤں سے محروم کیے ہوئے ہے۔ جو لوگ اپنے دل کے دروازوں پر جُمود اور ضد کے تالے لگا کر چابیاں اپنے نفس کی راکھ میں گم کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں اسلاف کے نوشتوں سے کوئی غرض ہے، اور نہ ہی وہ اُنہیں قابل التفات جانتے ہیں۔ اس وقت حامیانِ یزید کی پوزیشن اس شخص کی سی ہے، جو پانی میں مسلسل مدھانی چلا کر مکھن اور لسّی کی توقع لیے بیٹھا ہو اور دوسری طرف اکابرینِ اہل سنت نے نرم وملائم انداز میں سچ کو اتنا طشت ازبام کر دیا ہے کہ اُن کے افکار زیتون کی نازک جڑ کی طرح سنگ مرمر کا سینہ بھی چاک کر چکے ہیں۔ ان کی صداقتوں کے سامنے کوئی مائی کا لعل نہ پہلے کبھی ٹھہر سکا، نہ آئندہ ٹھہر سکے گا...... اس پمفلٹ میں ثابت کیا گیا ہے کہ یزید نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا تھا، ہم اس پر گزشتہ سطور میں پوری تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ یہ جنازہ واقعۂ کربلا، قتلِ حسین رضی اللہ عنہ اور واقعۂ حرہ سے پہلے پڑھا گیا، یا بعد میں؟ جب یہ پہلے ہوا ہے تو پھر اپنے یہ نادر مخطوطے سنبھال لیجیے، اس لیے کہ ایک صحابی کا جنازہ پڑھا کر دوسرے صحابی کا جنازہ نکالنے والوں کو تاریخ زنانے دار تھپڑ رسید کر کے کب کا ٹھکرا چکی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ''بہر کیف وہ کلمہ گو تھا، مسلمان تھا، کریکٹر ہم نے نہیں دیکھا'' جب آپ نے کریکٹر دیکھا ہی نہیں تو پھر اس کے زہد وتقویٰ کا ڈھنڈورا کیوں؟ جی

ہاں، فاسق کلمہ گو مسلمانوں میں ہی ہوتے ہیں۔ وگرنہ کافر کو ''فاسق'' کہنے کی کوئی منطق نہیں ہے۔ چودہ صدیوں سے یزید کو مسلمان ہی سمجھا جاتا رہا ہے۔ اگر تعصب کے عفریت نے عقلوں کو نگل نہ لیا ہوتا تو یہ بات سمجھنا کوئی مشکل نہ تھی...... اسلافِ امت نے ہمیشہ اس کے فِسق کا پرچار کیا ہے۔ اس کو فاسق ماننے سے ہی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن محفوظ رہتا ہے...... مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقام کو سمجھنے کے لیے بھی روشن دماغ اور محتاط زبان کی ضرورت ہے۔ خلافت راشدہ کے تیسرے تاجدار سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ''گھر میں لِٹا کر بکرے کی طرح مذبوح'' قرار دینا بھی دانش مندی کی اعلیٰ مثال ہے [1]

حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کعبہ میں ولادت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ابو طالب اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو دردِ زہ سے خلاصی کے لیے بتوں کے سامنے لے کر گئے ہوں گے، وگرنہ کوئی تک نہیں کہ ایک عورت بچے کی پیدائش کے لیے کعبہ جائے اور وہاں غلاظت پھیلائے'' [2]

انہی حکیم صاحب نے ایک اور کتاب میں خلیفۂ بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زخمی سانپ کی طرح تڑپنے سے تشبیہ دی ہے...... [3]

کہیں صحابی کی والدہ کو غلاظت پھیلانے والا، کہیں کسی صحابی کو زخمی سانپ کی طرح تڑپنے والا اور کہیں کسی صحابی کو بکرے کی طرح ذبح ہونے والا قرار دیا جا رہا ہے...... کہنے اور لکھنے والوں کی نیت کچھ بھی ہو، پڑھنے والا اسے بے ادبی پر محمول کرے گا...... یہ کوئی آرنلڈ،

---

[1] پمفلٹ میں ایک عبارت ہے کہ ''صحابہ موجود ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ کیسے قتل ہو گئے؟ گھر میں لٹا کر بکرے کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ (ص ۷) نوٹ: یہ الفاظ مولانا عطاء المنعم شاہؒ کے ہیں (عثمان حسن)

[2] سیدنا علی رضی اللہ عنہ، شخصیت و کردار، ص ۴۹

[3] سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۲۷۳

برگسان، مسولینی، گوئٹے یا نپولین کی شخصیات نہیں، اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی

چودہ صدیوں کی تحقیق سے برگشتہ ہو کر جن لوگوں نے یزید کی مدح سرائی کی، بہت جلد ان کے دلوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب اُٹھ گیا۔ یہ نسبتِ یزید کی پہلی اور بڑی نحوست ہے......اس لیے یزید کا نام لینے سے ''وضو تو نہیں ٹوٹتا'' البتہ صحابہ کا دامنِ ادب چھوٹ جاتا ہے اور جس کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ادب کا رشتہ منقطع ہو جائے وہ باؤضو رہ کر بھی کچھ کمانے کے قابل نہیں رہتا۔ باقی رہا یزید کا اس قدر ڈیفنس کہ صحابہ کی توہین نہ ہو۔ جانے دیجیے مہربانِ من! یزید کا ایک ریت کے ذرّے کے برابر بھی دفاع کرنا صحابیٔ رسول اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔ بشمول سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوئی صحابی اس نظریہ کا محتاج نہیں ہے کہ یزید کی اچھائیاں تلاش کی جائیں وگرنہ توہین صحابہ رضی اللہ عنہم لازم آئے گی۔

پمفلٹ کے ص ۶ پر لکھا گیا کہ ''تمام صحابہؓ سمیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کی قیادت میں شرکتِ جہاد کی طرح اس کی (یزید) امامت میں نماز جنازہ ادا کی تھی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سے متعلق ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، رہا اس کی قیادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد کرنا، تو آیئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے پوچھ لیتے ہیں جن کے علم و فضل کے سامنے بڑے بڑوں کی پگڑیاں اُتر جاتی ہیں، بلکہ حامیانِ یزید کے تو گرتے تک پھٹ جاتے ہیں......فرماتے ہیں:

''وفیه مشروعیة الجهاد مع کل امام لتضمنة الثناء علی من غذرا مدینیة قیصر و کان امیر تلك الغزوة یزید بن معاویهؓ، ویزید یزید[1]

---

[1] فتح الباری جلد نمبر ۱۱، ص ۶۵

ترجمہ: اس (حدیث) سے ثابت ہوا کہ جہاد ہر حاکم کی سربراہی میں ہو سکتا ہے کیونکہ مذکورہ روایتِ حدیث غازیانِ قیصر کی تعریف پر مشتمل ہے حالانکہ اس لشکر کا امیر یزید بن معاویہ تھا اور یزید تو یزید ہی تھا۔

قارئین کرام! علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ نے یزید کے کرتوتوں کی تفصیل بتانے کی بجائے ''یزید تو یزید تھا'' فرما دیا۔ گویا کہ یہ نام ہی فسق و فجور اور نالائقی کا مرقع ہے۔ (یہاں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہو رہا ہے، نہ کہ یزید نامی کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا) تو معلوم ہوا فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے بلکہ علامہ جصاص رحمۃ اللہ نے تو اس سے بھی سخت تبصرہ فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد فاسق امراء کے ہمراہ شریک جہاد ہوتے تھے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یزید لعین کی معیت میں جہاد کیا تھا...... ان کی عبارت یہ ہے۔

وقد کان اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یغزون بعدالخلفاء الاربعة مع الامراء لفساق وغزا ابوایوب الانصاری مع یزید اللعین [1]

لعنِ یزید کے عنوان پر ہم بحث کر آئے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ، علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ یا جصاص رحمۃ اللہ جیسے اہل علم جو لعنِ یزید کے قائل تھے، وہ اس لیے کہ یزید کو مسلمان نہیں جانتے تھے۔ باقی جمہور لعن سے منع کرتے ہیں، کیونکہ اُمت کا اجماع یزید کی تفسیق پر ہے، تکفیر پر نہیں۔ پمفلٹ کے ص ۱۴ پر ہے ''حادثۂ کربلا کا تعلق عقائد سے نہیں، تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ بعض لوگوں نے تاریخ کی بنیاد پر عقیدہ گھڑ لیا ہے...... جو یقیناً جہالت اور گمراہی ہے''

اس دنیائے آب و گل میں جو کچھ بھی پیش آتا ہے، اس کو تاریخ ہی محفوظ کرتی ہے۔ گردشِ لیل ونہار میں پیش آمدہ واقعات کو محض ''تاریخی'' کہہ کر دُھتکار دینا ایسا ہی ہے، جیسے

---

[1] احکام القرآن، جلد ۳، ص ۴۷

کوئی خطیب جلسے کی تاریخ دے کر مکر جائے......لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات بھی کیا فقط تاریخی ہے؟ اوران کی محبت وعقیدت جزوِایمان نہیں ہے؟ یادرکھیے غیر صحابی کے مقابلہ میں صحابی کا دفاع کرنا، عقیدۂ اہل سنت ہے۔ تاریخ کی بنیاد پر عقیدے گھڑنے والوں کے چہرے کہاں ڈھکے چھپے ہیں؟ ہاں تاریخ کی بنیاد پر یزید کے کرتوتوں پر پردہ ڈال کر باطل کی ہمنوائی کرنا یقیناً گمراہی ہے۔ یا یزید کی بداعمالیوں کی بنیاد پر اس کے والد سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنا واقعتاً جہالت ہے......لطیفہ یہ ہے کہ اسی پمفلٹ کے ایک مقام پر بڑی تعلّی سے لکھا گیا ہے کہ ''پڑھیے ابن کثیر اور ابن جریر کو'' (ص ۷) تو تاریخ پڑھ کر اس کو اپنے افکار کی بنیاد کون بنا رہا ہے؟

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و داماں کا
یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا، وہ ٹانکا تو یہ اُدھڑا

عقیدہ اور تاریخ

یزیدی پارٹی کا چونکہ ابتداء سے ہی یہ اُصول ہے کہ جب خود یزید کی حمایت کریں گے تو کتب تواریخ کا سہارا لیں گے اور جب انہی کتب سے فسق یزید پیش کیا جائے تو کہتے ہیں، یہ تو تاریخی باتیں ہیں، نہ کہ عقائد کی......اس کاغذی کشتی کے موجد دراصل محمود احمد عباسی ہیں اور انہی عباسی نظریات کی تبلیغ زیر تبصرہ پمفلٹ میں بڑی چالاکی کے ساتھ کی گئی ہے......

حادثۂ کربلا کا تعلق فقط تاریخ سے ہے یا پھر عقیدے سے بھی؟ اس پر ہم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کی نہایت حکیمانہ رائے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

> ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید سے متعلق عقیدہ سے چونکہ واقعات کی ایک تاریخ وابستہ ہے اور اس تاریخ کا ذکر ہی عقیدہ کا ذکر ہے۔ اس لیے نہ تو اس معاملات کی تاریخی ریسرچ کے وقت عقیدہ سے قطع نظر کی جاسکے گی اور نہ ہی اس کی تاریخ کو عقیدہ سے الگ کر کے محض تاریخ کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے گا۔ بلکہ عقیدہ کے معیار سے جانچ کر ہی اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ جہاں تک

سبائی پارٹی کی جعلی روایتوں کا تعلق ہے ان سے تاریخ کو صاف کر کے ان غلیظ پردوں کو چاک کر دیا جانا بلاشبہ تاریخ کی ایک اہم خدمت ہے لیکن اول تو یہ خدمت انجام پا چکی ہے۔ محققانہ تاریخوں کے اوراق میں جہاں بھی کسی سبائی جعلسازی کا وجود نظر آیا تو وہیں تنبیہات ملتی ہیں کہ یہ جعلی یا مشتبہ روایت سبائیوں کی دسیسہ کاری ہے...... یزید کی حمایت میں بے سُدھ ہو کر حضرت امام ہمام (حسین رضی اللہ عنہ) کی مذمت پر اتر آنا نہ کوئی تاریخی ریسرچ ہے، نہ مذہبی اور نہ دینی خدمت، بلکہ پرائی بدشگونی میں اپنی ناک کاٹ لینے کے مترادف ہے۔ یقیناً اسے معتدل طریق کار نہیں کہا جا سکتا کہ آدمی فریق مخالف کا رد کرتے کرتے خود اپنا بھی رد کر جائے...... اس لیے سبائیت کی تردید تو بلاشبہ تاریخی خدمت تھی، مگر زور میں آ کر ناصبیت کی تائید کرنا نہ تردید رہتی ہے، نہ تائید، مگر اس کا واحد منشاء یہ ہے کہ اس بارہ میں مذہب اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر تائید و تردید کی راہ اختیار کی گئی ہے تو پھر اعتدال کہاں میسر آ سکتا تھا؟ مسلکِ اعتدال تو صرف نصیب اہل سنت ہے'' (1)

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ کے اس اقتباس سے واضح ہو گیا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت محض تاریخی نہیں، ان کے ساتھ مسلمانوں کے عقائد و نظریات وابستہ ہیں...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حادثاتی واقعات میں نہیں، کتاب و سنت کے نور سے دیکھا جاتا ہے...... اس لیے حادثۂ کربلا کو تاریخی کہنے کا مقصد اگر یہ ہے کہ یزید کی ترجمانی کرنے کا کوئی چور راستہ نکالا جائے، اور ''حسین ابن علی رضی اللہ عنہما'' لکھ کر اندر کے صفحات پر یزید سے ناطہ جوڑنے کی ترغیب دی جائے تو قطعاً باطل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پمفلٹ کے مندرجات کا اس کے ٹائیٹل پر دیئے گئے عنوان سے دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

---

(1) شہید کربلا اور یزید، ص ۱۲

حامیانِ یزید سے ایک سوال

کہا جاتا ہے کہ قتل حسین میں یزید کا کوئی کردار نہیں، بلکہ اس نے تو بعد میں آنسو بہائے، اور اس واقعہ میں بچ جانے والی خواتین کو پورے اعزاز وتکریم کے ساتھ مدینہ منورہ رخصت کیا...... مذکورہ پمفلٹ میں بھی یہی واویلا کیا گیا ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ کیا یزید نے یہ بھی کہا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو ظلماً (مجھے لاعلم رکھ کر) مار دیا گیا، لہٰذا پہلی فرصت میں ہم اُن کا جنازہ پڑھتے ہیں، یا اگر وقت زیادہ بیت گیا تھا تو چلیں نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت پہ جا کر دُعا کر لیتے ہیں؟ جبکہ تاریخ اس پر بالکل خاموش ہے نہ اس نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھا، نہ اہتمام سے تدفین کا حکم دیا۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پردیس کے ایک لق ودق صحرا میں بے یارومددگار چھوڑ کر ان کی بے بسی کا تماشہ دیکھنے والوں کے منہ سے نحوست کے داغ دھبے مٹانے کے لیے یہ کہہ دینا کہ یہ محض تاریخی واقعہ ہے۔ سفاکیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جو لوگ محض ضد بازی پر اُتر کر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کرتے ہیں، انہیں جان لینا چاہیے کہ وہ مکھی پہ مکھی مارتے رہیں، مگر جلد اور بہت جلد ایک بڑی عدالت میں صحابی رضی اللہ عنہ کے خون کا مقدمہ پیش ہونے والا ہے۔

''خارجی فتنہ'' کی جدید اشاعت، یزیدی حلقوں میں فکری تھرتھلی

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد اسحاق سندیلوی (کراچی) کے نظریات پر بڑا مفصل تبصرہ فرمایا تھا، جس نے ''خارجی فتنہ'' کے نام سے شہرت پائی۔ مولانا سندیلوی مرحوم نے اپنی کتاب ''اظہارِ حقیقت'' دراصل مودودی صاحب کی ''خلافت وملوکیت'' کے جواب میں لکھی تھی۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے کرتے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پر تنقید کرتے چلے گئے۔ پھر محمود احمد عباسی اور ان کے حلقہ کے دیگر افراد کے ساتھ راہ ورسم بڑھنے سے ان کے نظریہ میں مزید پختگی آ گئی...... حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''خارجی فتنہ'' حصہ اول جون

۱۹۸۲ء میں اور دوسرا حصہ جولائی ۱۹۸۶ء میں مکمل فرمایا تھا۔ ان دو کتابوں میں تحقیق و تدقیق کے موتی لٹا دیئے گئے ہیں۔ کافی عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی، کیونکہ اس کا پہلا اڈیشن ہی طبع ہوا تھا، اس کے بعد طباعت نہ ہو سکی تھی، اس کتاب کے جواب میں مولانا عبدالغفور سیالکوٹی نے ایک کتاب ''سبائی فتنہ'' تحریر کی تھی جو واقعتاً سبائی فتنہ تھی، مگر اس میں حضرت رحمہ اللہ کے خارجیت اور یزیدیت کے خلاف دیئے جانے والے دلائل کا توڑ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس پر بھی مفصل تبصرہ ''سبائی فتنہ پر ایک نظر'' کے نام سے کر دیا تھا۔

اہل ذوق کو اس کتاب کی بڑی تلاش اور طلب تھی۔ چنانچہ انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ از سرِ نو اس کی کمپوزنگ کروا کر دیدۂ زیب طباعت میں اس کی اشاعت کی گئی ہے۔ پہلی جلد ۴۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بحث ہے، اور یہ تقریباً ساڑھے تین سو عنوانات ہیں، دوسری جلد ''فسقِ یزید'' پر ہے، یہ ۴۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور چار سو کے قریب اس کے عنوانات ہیں۔ راقم نے اس پر مقدمہ تحریر کیا ہے۔

قارئین کرام! ناصبیت اور خارجیت نیز یزیدی فکر کے حامل افراد بھی ہدایت اور تحقیق کی نیت سے اس کا مطالعہ کریں تو قوی امکان ہے کہ ان کو اپنے نظریئے پر نظر ثانی کا موقع ملے گا۔ آج جب کہ مختلف اطراف سے گمراہ کن لٹریچر شائع کر کے تذبذب پیدا کیا جا رہا ہے۔ ضروری ہے کہ اسلاف اہل سنت کی قیمتی کتب سے استفادہ کیا جائے۔

زیتون کے چراغ جلانے سے روشنائیاں نہیں ہوتیں، جب تک روشن دماغ معاشرے میں موجود نہ ہوں۔ فکر و نظر کی دنیا میں یہی روشن دماغ انسانیت کی راہنمائی کرتے آئے ہیں۔ کتنے ہی خوفناک اندھیرے کیوں نہ ہوں، مذہبی حمیت کے ساتھ تحمل و رواداری سے متصف راہنماؤں نے امت کا شیرازہ بکھرنے سے بچایا ہے۔ اسلاف اہل سنت کے اس حسن کردار پر ایک نہیں، لاکھ شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ خطۂ برصغیر میں علماء دیوبند نے ہمیشہ اعتدال کے نقطے پر مسلمانوں کو جمع کیا ہے۔ جن حضرات نے اشتعال سے ماحول کو گرمایا تھا۔ آج وہ

خود اس اشتعال کی زد میں ہیں۔لیکن اب تو یہ اشتعالی ٹولہ اپنے ہم مسلک لوگوں پر بھی کفر کے فتوے لگانے لگا ہے، چنانچہ آج خیال آیا کہ اُف! اعتدال، توازن اور تحمل کتنی بڑی نعمت ہے، مگر افسوس کہ اب اس سیلاب کو روکنے کی ہمت کسی میں نہیں ہے۔ اپنے مزاج میں تلطف رکھنے والوں نے ''حامیانِ یزید'' سے بھی یہی کہا تھا کہ حمایت یزید کو اپنا مشن بنانے سے بہت جلد تمہاری زبانیں اور قلم اصحابِ رسول ﷺ پر اُٹھیں گے۔مگر تلوّن مزاجی کا بُرا ہو کہ اس کا علاج آج تک جدید دنیا دریافت نہ کرسکی۔کبھی حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں اہل بیتِ رسول ﷺ کی کردار کشی، اور کبھی اہل بیت رسول ﷺ کے پردہ میں یارانِ رسول ﷺ و ازواج رسول ﷺ جیسی مقدس ہستیوں پر بغض وعناد کے گولے پھینکے جاتے ہیں...... اگر کہیں ''اہل عشق'' ہیں تو وہ اہل سنت ہی ہیں، جن کے پاؤں چودہ صدیاں قبل جہاں تھے، آج بھی وہیں ہیں۔

دو نئے یزیدی پمفلٹوں کی تقسیم

نئے سال کا سورج طلوع ہوا تو دو نئے پمفلٹ بعض حلقوں میں دنگل سجاتے نظر آئے۔جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کا فتویٰ اور امیر یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ

(۲) خلیفۂ راشد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند غلطیوں فہمیوں کا ازالہ

اول الذکر پمفلٹ کافی عرصہ قبل مکتبہ جاء الحق ۱۶، ناظم آباد کراچی سے چھپا تھا، جسے اب نئی اشاعت میں پیش کیا گیا ہے۔اس میں مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی صاحب، علامہ پیر سید عبدالستار شاہ کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ یزید کی خلافت کے قائل تھے، بلکہ قتلِ حسین رضی اللہ عنہ میں وہ اُنہیں بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ نیز امام موصوف یزید کے نام پر لفظ ''ترحم'' کا استعمال بھی جائز جانتے تھے۔ وغیرہ ذالک۔

یہ دراصل محمود احمد عباسی کا چربہ ہے، جسے مفتی عبدالستار شاہ صاحب کے نام سے

حامیانِ یزید ''فخریہ پیشکش'' کے طور پر منظرِ عام پر لائے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ سے منسوب ان تمام اشکالات واوہامات کا نہایت علمی وتحقیقی محاسبہ قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف ''خارجی فتنہ'' جلد دوم میں کر دیا ہے۔ جس کا نیا ایڈیشن نہایت خوبصورت انداز میں چھپ گیا ہے۔ طبع جدید کے صفحہ نمبر ۶۰ تا ۸۰، یہ بحث دیکھی جاسکتی ہے۔ اس یزیدی پمفلٹ سے متاثرہ افراد فی الفور کتاب مذکورہ (خارجہ فتنہ) کا مطالعہ کر کے تشفی وتسلی کر لیں۔ دوسرا پمفلٹ ''پروفیسر محمد عمران'' اور ''مولانا محمد اسماعیل جاروی'' کے نام سے بڑے سائز پر شائع ہوا ہے۔ یہ ہمیں جہلم سے مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمۃ اللہ کے فرزند قاری عمر فاروق صاحب نے بذریعہ خط ارسال کیا ہے۔ اور دیگر مختلف حلقوں میں بھی یہ دندناتا نظر آیا ہے۔ یہ پمفلٹ شائع کرنے والے دونوں حضرات خدا جانے کس دنیا کے باسی ہیں؟ اس میں محبتِ یزید سے بے سُدھ ہو کر قلم اُٹھایا گیا ہے اور دھاچوکڑی کے ذریعے کچے ذہنوں کو فتح کرنے کی اپنی سی کوشش کی گئی ہے۔ جگہ جگہ خلافتِ راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بے باکی سے بے ادبی کی گئی ہے اور اپنی سفاہت وغباوت کا اظہار کر کے اُمت کے معتبر اور ثقہ علماءِ دین کو طعن وتنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ''خطائے اجتہادی'' رفض کا پروپیگنڈہ ہے جس کے اثر سے اپنے عہد کی بڑی بڑی شخصیات بھی نہ بچ سکیں۔''

یہاں حضرت معاویہ وعلی رضی اللہ عنہما کے مابین ہونے والے تنازعہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی کا نہ صرف انکار کیا گیا، بلکہ اہل سنت کی جملہ علمی شخصیات کو رفض سے متاثرہ قرار دیا گیا ہے۔ ہم اس پر بڑی تفصیلی بحث کر کے مطمئن کرنے کی کوشش کرتے، مگر مضمون نگار چند سطر بعد اسی صفحہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ ہماری آنکھوں کا نور اور سروں کے تاج ہیں۔ ہم اُن کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی کا تصور نہیں کر سکتے مگر بشر ہونے کے ناطے سے

اُن سے بھی خطائے اجتہادی سرزد ہوسکتی ہے، بالخصوص جب وہ سبائیوں کے نرغے میں آگئے تھے۔"❶

تبصرہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطاء کا نظریہ تو رفض کے پروپیگنڈہ کا شاخسانہ ہے، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاء اجتہادی پر قرار دینا خالص سُنیت اور شانِ علم وکمالِ تحقیق ہے۔ پھر پمفلٹی حضرات کا یہ لکھنا کہ "بشر ہونے کے ناطے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی خطاء اجتہادی ہوسکتی ہے۔"

جنابِ من! خطاء اجتہادی صرف بشر سے نہیں ہوتی، مجتہدین سے ہوتی ہے اور جب مجتہد شانِ صحابیت بھی رکھتا ہو، کاتبِ وحی بھی ہو، تو "سونے پہ سہاگہ" کا محاورہ بھی یہاں منصب صحابیت کی بے ادبی ہے۔ معلوم ہوتا ہے یزیدی حضرات مجتہدین اور بشر کو علیحدہ علیحدہ صنف قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی یزید کی بُری قسمت ہے کہ اُسے ایسے ایسے عجوبے دفاع کے لیے میسر آئے۔ مذکورہ پمفلٹ لکھنے والے احباب تو خدا جانے کس قسم کی ورائٹی ہیں، یہاں تو بعض علماء کہلوانے والے بھی "خطاء اجتہادی" کو کوئی ناقابل برداشت سا جرم سمجھتے ہیں اور محققین علماء اہل سنت کے اس اجماعی نظریہ کا مذاق "خطاوار" کہہ کر اڑاتے ہیں۔ حالانکہ مطلقاً خطاء اور "خطاءِ اجتہادی" میں مشرق ومغرب کا فرق ہے۔ اندازہ کیجیے جو لوگ "خطاءِ اجتہادی" کے مفہوم ومعانی تک سے ناآشنا ہیں، وہ بھی اکابر اہل سنت پر تیشۂ الزام رکھ کر اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے...... پھر یہ بات بھی کسی لطیفہ، بلکہ "کثیفہ" سے کم نہیں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب "خطاء اجتہادی" رفض کا پروپیگنڈہ ہے...... ہمارا چیلنج ہے کہ گیارہ سو سال کے شیعی لٹریچر میں ایک جگہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب خطاء اجتہادی کی نسبت کوئی حوالہ پیش کیا جائے۔ رفض تو صحابہؓ دشمنی کا نام ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خصوصاً سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مومن ہونے کے بھی قائل نہیں

---

❶ صفحہ نمبر ا

ہیں اور رات دن ان کی زبانوں پر تبرائی تبصرے اژدھا کی طرح بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بھلا ایک مجتہد صحابی کے مقامِ اجتہاد کو کیا جانیں؟ یزیدی دوستوں کے یہ شگوفے محض گونگے کے خواب ہیں۔ جو سمجھنے، سمجھانے سے تعلق نہیں رکھتے...... پمفلٹ شائع کرنے والے دوست نے دوسری بار پھر تحریر کیا۔ ''خطاء اجتہادی'' کا ارتکاب پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔'' ❶

قارئین کرام! دماغی بد پرہیزی عادت بن جائے تو اصلاح مشکل ہی نہیں، ناممکن ہوجاتی ہے۔ ہم ایک بار پھر عرض کریں گے کہ اگر اس جملے کی نسبت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ہو تو وہ رفض کا پروپیگنڈہ ہے (حالانکہ یہ انتہائی طفلانہ بات ہے) جب کہ یہی لفظ پمفلٹ مذکور میں بار بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت استعمال کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ مگر حامیانِ یزید پوری امت پر دانت پیستے ہوئے ایک غیر معقول اور ریتلا نظریہ پیش کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ''یزیدیت'' کسی نظریئے کا نام نہیں ہے۔ یہ ایک کیفیت اور مزاج کا نام ہے...... اور تحقیق کے معرکوں میں مزاج نہیں، اندازِ فکر چلتا ہے...... اس پمفلٹ کے ایک مقام پر پیٹ کی بات نکل ہی آئی چنانچہ مضمون نگار رقم طراز ہیں۔

''یہ یاد رہے کہ ہم اس وقت تک خلیفۂ راشد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کامیاب دفاع نہیں کر سکتے، جب تک یزید کی ولی عہدی، شہادت حسین رضی اللہ عنہ، واقعۂ حرہ، بے حرمتی و آتشزدگی کعبہ اور فسق و فجور کے حوالہ سے یزید پر لگائے گئے، غلط الزامات کی تردید نہیں کرتے۔'' ❷

تبصرہ:

اردو کا ایک محاورہ ہے کہ ''ناچنے لگی تو گھونگھٹ کیسا''، یعنی جب کام ہی بے حیائی والا کرنا ہے تو پھر حیاء فضول ہے...... چنانچہ ایک عزم مصمم کر لیا گیا ہے کہ ہم نے بہر صورت قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے ناطہ جوڑے رکھنا ہے۔ لہٰذا اب اس کی آسان ترکیب یہ نکالی جائے

---

❶ (ص ۴) ❷ صفحہ نمبر ۴

کہ کونسا واقعہ کربلا؟ کونسا خونِ حسین رضی اللہ عنہ؟ یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں تھا...... جیسا کہ مرزا حیرت دہلوی نے دعویٰ کیا تھا کہ واقعہ کربلا کبھی تاریخ میں ہوا ہی نہیں...... اور اہل تشیع نے جب اپنا حسب ونسب ''تل ابیب'' کی طرف جاتے دیکھا تو عبداللہ بن سباء کی شخصیت کا ہی سرے سے انکار کر دیا۔ یزیدیوں اور شیعوں میں یہ ایک باریک سی فکری مماثلت ہے اور اس فارمولے پر دونوں کا اتفاق ہے کہ جب دلائل سے کوئی چیز ثابت نہ کی جاسکے تو بجائے اعترافِ شکست کے اس چیز کے وجود کا ہی انکار کر دیا جائے۔ اہل تشیع تو پھر بھی ''تقیہ'' کے غلاف میں اپنا جھوٹ چھپانے پر قادر ہیں، قابلِ رحم تو حامیانِ یزید ہیں، جن کے بڑوں نے ان کے بچاؤ کی کوئی تدبیر ترک نہیں چھوڑی...... علم وادب اور صبر ورواداری سے بے نیازی انسان کو کہیں سے کہیں لا کھڑا کر دیتی ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

اسے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کہیے کہ یزیدی مضمون نگار نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کو واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور یزید کے فسق وفجور سے بریت کے ساتھ مشروط کیا ہے، نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔ میدانِ کربلا میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یزید کی جانب سے ہونے والا ظلم ایک مُسلمہ حقیقت ہے اور اس کے بعد مدینہ منورہ پر پتھراؤ، اور بلدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی یزید کے کالے کارناموں میں نمایاں ہیں...... یہ سب کچھ ایک روشن حقیقت پر مبنی ہے، لہٰذا کسی بھی حامی یزید کو سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کرنے کا کوئی فطری واصولی حق نہیں ہے...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع ان کا نصیبہ ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو عقیدت ومحبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

یہ ضابطہ ہے کہ جس کے دل سے ایک صحابی کی قدر نکل جاتی ہے، وہ تمام صحابہؓ کی تعظیم سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے اولاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اقرباء پروری کی تہمت لگائی تھی، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر قلم چلایا، بعدازاں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بے ادبی کی، آخر کار دستور پیش کر دیا کہ کوئی صحابی تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔ اللہ اللہ خیر سلا

اگر بہت پیچھے جا کر دیکھیں تو اہل تشیع نے خلافت بلافصل کا استحقاق حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو دینے کے لیے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نشانہ تنقید بنایا اور پھر دھیرے دھیرے کاملین کی پوری جماعت سے دست کش ہو گئے۔ حامیانِ یزید نے بھی اولاً حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر تنقید کی، پھر حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی و بے توقیری کی، اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو تحقیر کا نشانہ بنایا...... ہم انتہائی فکرمندی اور دردِ دل سے کہیں گے کہ اگر یہی روش رہی تو بہت جلد یہ بدنصیب گروہ جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتقاد کھو بیٹھے گا۔ لگے ہاتھوں ذرا اہلِ حدیث بھائیوں کا ذکر بھی ہو جائے۔ فطری طور پر اس مسلک کا ہر فرد تُند خو اور من موجی ہوتا ہے۔ جب گرم مزاج اور غصیلی طبیعت والا حامیٔ یزید بھی ہو تو وہ ''نیم چڑھا کریلا'' کے مصداق ہوتا ہے۔ چنانچہ ابوعتیق امین خادم صاحب نے برملا لکھا کہ:

''بنظرِ غور دیکھا جائے تو صاف روشن ہے کہ واقعۂ کربلا نے اسلام زندہ کرنے کی بجائے اسلام کو مردہ کر دیا ہے'' ❶

صرف اس پر یزید کی روح کہاں خوش ہو سکتی تھی؟ مزید لکھتے ہیں:

''غور کریں، وہ کونسا اسلام ہے؟ جو حضرت امام کی شہادت سے زندہ ہوا ہے، اگر نہ شہید ہوتے تو اسلام مردہ ہو جاتا؟ ❷

اور ایک مقام پر یوں لکھا ہے: ''آپ نے امامِ حق (یزید) کے خلاف خروج کیا تھا'' ❸

یہ کتاب انجمن شبانِ اہل حدیث کامونکی نے شائع کی ہے۔ ایک جلیل القدر صحابی کو خون میں نہلا کر جو اسلام کی خدمت نہ کر سکا، وہ کامونکی کی شبانِ اہل حدیث نے سرانجام دے دی۔ یہ وہ پلے ہوئے کیڑے ہیں جو نسلِ نو کے دماغ کو چاٹ رہے ہیں اور اسلام دشمن قوتوں کی یہی منشاء ہے کہ تاریخ کو اتنا مسخ کر دیا جائے کہ پُرانے چراغوں کا کوئی طالب نہ رہے۔ غالباً خورشید احمد گیلانی مرحوم نے کہیں لکھا ہے کہ دنیا لاکھ اُلٹی، سیدھی زقندیں لگا لے، مہر و ماہ پر ہزار

---

❶ معارف یزید صفحہ نمبر ۵، ناشر انجمن شبان اہل حدیث کامونکی

❷ ایضاً صفحہ نمبر ۱۲ ❸ صفحہ ۱۳

کندیں ڈالے اور ہر آن نت نئے شوق پالے، انسان کو انسان بننے اور اپنا آپ ڈھونڈنے کے لیے "پرانے چراغ" اپنے ہاتھ میں لے کر نئے سرے سے اپنے سفر کا آغاز کرنا پڑے گا۔

زیرِ تبصرہ یزیدی پمفلٹ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک جملہ لکھا گیا ہے...... کہ شاہ جی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا؟ انہوں نے اس کا بڑا حکیمانہ جواب دیا کہ ماں بغیر قصور کے بیٹے کو تھپڑ مار سکتی ہے، مگر بیٹا ماں کا قصور ہو بھی تو تھپڑ نہیں مار سکتا۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ اس اشارہ سے ایک ذی عقل انسان یہ مسئلہ سمجھ سکتا ہے۔ ❶

تبصرہ: سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی جانب جتنے اقوالِ زریں منسوب ہیں، ان میں صرف تیس فیصد صداقت ہوتی ہے۔ ہر میٹھی بات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا اور ہر نمکین پارہ امیر شریعت کا شہ پارہ قرار دینا ایک رواج بن گیا ہے...... علم و تحقیق کے میدان میں ایسے صدری شربت نہیں چلتے۔ جو صدر، یعنی سینہ بسینہ منتقل ہوتے آئے ہیں...... جنگ جمل میں جو کچھ ہوا، وہ ایک تاریخی المیہ ہے اور غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کڑی آزمائش تھی، جس میں ایک عام سنی مسلمان بھی محتاط رائے رکھتا ہے۔ چہ جائیکہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ ایسی ذمہ دار شخصیت اس قسم کے جملے کہیں...... اور امیر شریعت کے متعلق جو بات معتبر اور ثقہ ہے، وہ حامیانِ یزید ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایک مشہور مقدمہ میں ہائی کورٹ لاہور میں امیر شریعت نے اس الزام کی تردید کی تھی کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا ❷

نوٹ: ابوذر مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ نے مورخہ ۱۹، اپریل ۱۹۸۰ء میں غالباً خانپور، مدرسہ مخزن العلوم میں "اتحاد علماء دیوبند کانفرنس" میں خطاب کیا تھا۔ اس تقریر میں انہوں نے اپنے والد گرامی کا کوئی جملہ سامعین کو سنانے سے پہلے مخصوص انداز میں کہا تھا۔

---

❶ صفحہ نمبر ۲

❷ مقدماتِ امیر شریعت، ص ۲۵۷

اَبُوْذَرِّ الْبُخَارِيِّ عَرَضَ عَنْ اَبِيْهِ عَطَاءِ اللّٰهِ الْبُخاری، وَالْبُخَارِيُّ ثِقَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰه۔

(ابوذر اپنے والد عطاء اللہ شاہ بخاری کے حوالہ سے عرض کرتا ہے اور بخاری معتبر ہے، ان شاء اللہ)

تو ''مقدمات امیر شریعت'' کتاب کے مرتب مولانا ابوذر عطاء المنعم رحمہ اللہ ہیں، جس میں امیر شریعت کا مذکورہ بالا جملہ یزید کے متعلق موجود ہے۔ اس کی ثقاہت کے لیے ''سند'' بھی ہم نے پیش کر دی ہے۔ اب فرمائیے، حامیانِ یزید امیر شریعت کو کس برتے اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں؟ اللہ کے فضل سے پردۂ شب کافی حد تک چاک ہو چکا ہے۔

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا
ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

مولانا عطاء المنعم رحمہ اللہ کی اس تقریر کو مولانا تنویر الحق تھانوی نے اپنے ایک نایاب مضمون میں ''کفن پھاڑ تقریر'' قرار دیا ہے۔ تھانوی صاحب کا یہ مضمون بذاتِ خود بھی کفن پھاڑ ہے۔ اس کا نام ہے ''ایک گمنام خط اور تلخ حقائق، اینٹ اور پتھر کا تبادلہ''...... یہ رسالہ چھپا تھا، پھر یکا یک منظر سے غائب کر دیا گیا، خدا جانے کیا حکمت کار فرما تھی؟ ہمارے پاس یہ رسالہ موجود ہے...... اور اپنے ''خاص اسلوب'' کی بناء پر ہر ایک کے لیے لائق مطالعہ نہیں۔

محمد اسماعیل جاروی لکھتے ہیں: ''اب بھی وقت ہے کہ ہم اس غلط العام شعر

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

کی صحت کے عقیدت سے تائب ہو جائیں اور اللہ کی ناراضگی نہ مول لیں''❶

مولانا محمد علی جوہر کے اس شعر میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار ہے مگر ہمارے دوست اس کو ہضم نہیں کر پا رہے۔ اس سے پہلے ہم اہل

---

❶ ص ٦

حدیث مکتبۂ فکر کے ایک مصنف کا حوالہ درج کر آئے ہیں...... حکیم فیض عالم صدیقی کو بھی شعر کا نی ناپسند تھا اور وہ جوہر مرحوم کو ''کان کترا'' قرار دیتے تھے۔ جرم کیا ہے؟ کہ انہوں نے نواسۂ رسول ﷺ کی شہادت کو مرگِ یزید قرار دیا ہے۔ اس لیے نہایت لجاجت کے ساتھ اس شعر کی صحت سے تائب ہونے کی دردمندانہ دعوت دی جا رہی ہے...... جب حامیانِ یزید علم و دانش کی روشنی میں اپنے ممدوح کا دفاع نہیں کر پاتے تو پھر سادہ لوح لوگوں کو اُکسانے اور بھڑکانے کے لیے کہتے ہیں، یزید کا مسئلہ عقائد سے نہیں ہے، تاریخ سے ہے۔

یہ سچ ہے کہ یزید کا مسئلہ عقائد سے نہیں، تاریخ سے ہے۔ مگر یہ تاریخ سے تب تک تعلق رکھتا ہے، جب تک یزید کے فسق پر یقین رہے۔ بصورتِ دیگر یہ المناک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لیے کہ یزید کی حمایت آخر کار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عقیدت اور ادب سے برگشتہ کر دیتی ہے اور جب کسی صحابی کا ادب دل سے اُٹھ جائے تو وہ تاریخ نہیں رہتی۔ فکری تاریکی کا رُوپ دھار لیتی ہے۔ ہم یہاں اس امر کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کوئی صحیح العقیدہ سُنی عالم جب میدان تحقیق میں اُترتا ہے تو بعض اوقات بتقاضائے بشریت اس کے قلم سے کوئی ایسی بات اُگل آتی ہے، جو آنے والے وقتوں میں بے ادبی پر محمول کی جاتی ہے۔ حالانکہ قائل کی مُراد کا اس سے دُور دُور تک کوئی تعلق یا شائبہ نہیں ہوتا۔ ایسی کوئی بھی بات رفتارِ قلم کا نتیجہ ہوتی ہے نہ کہ دماغ سے برآمد ہوتی ہے۔ قائل کی مراد کو جانے، یا پہچانے بغیر گستاخی کا اُس پر الزام تھوپ دینا، یہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کا کام ہوتا ہے۔ اثاثہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آج کل حامیانِ یزید متقدمین و متاخرین کی کتب سے ایسے الفاظ تلاش کرتے رہتے ہیں، تاکہ بوقتِ ضرورت وہ ان سب پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے ادبی کا الزام لگا کر اندھوں کی بستی میں اُلفتِ یزید کا چراغ جلا سکیں۔

''لباسِ خضر میں رہزن'' کے نام سے محمد یزید احمد نامی ایک صاحب کا مضمون کوئی دن

پہلے پڑھنے کا موقع ملا۔ یہ یزید احمد نام ماں باپ کا رکھا ہوا نہیں ہے، ہم علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ یزید نام کے یہ صاحب ذرا اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی تو ارسال کریں، تاکہ یقین کرنے کی کوئی سبیل بن سکے۔ یہ محض ضدی فرضی اور کاغذی نام ہے۔ جن کے دماغوں میں دھوئیں کے مرغولے اُٹھ رہے ہوں اور دن، رات ان کے کالے دلوں میں چمگادڑ اُڑ رہے ہوں، وہ بھی یزید نام رکھنے کی ہمت نہیں پاتے، کہ انسان کے لیے اپنے ضمیر کے ہاتھوں پٹنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

اس دو ورقی پمفلٹ میں کاغذی یزید نامی دوست نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ایک کتاب مَاثَبَتَ بِالسُّنَّةِ فِی اَیَّامِ السَّنَةَ کے حوالہ سے کسی ایک آدھ جملے کی بنیاد پر ایک محدث جلیل کو محبان صحابہ رضی اللہ عنہم کی صف سے نکالنے کی اپنی سی کوشش کی ہے اور اُن کی خدمات علمیہ کو ''شیعیت زدگی'' اور بے سر و پا روایات کا طومار قرار دیا ہے۔ اپنی خفت مٹانے کے لیے اور اپنے سر سے بُغضِ حسین رضی اللہ عنہ کی گٹھڑی اتارنے کے لیے یزیدی لوگ خدا جانے کس کس کی قبر میں ہاتھ ڈال چکے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہماری معلومات کے مطابق اکثر حامیانِ یزید اب منکرینِ حدیث کی بولی بولتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ جو احادیث قرآن سے ٹکراتی ہیں، ہم وہ نہیں مانتے۔ اور یہ کہ اکثر روایاتِ احادیث میں رافضی راوی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ ان مغالطات کے جوابات صدہا کتابوں میں دیئے جا چکے ہیں اور اب حال ہی میں ماہ نامہ ''الندوہ'' اسلام آباد میں ایک تحقیقی مضمون بعنوان ''علم حدیث اور اہل بدعت'' کے نام سے مفصل شائع ہو چکا ہے۔ اس لیے تمنا عمادی اور مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی جیسے لوگوں کے فلسفۂ انکارِ حدیث کو بغور دیکھا جائے تو یہ لوگ بنیادی طور پر حامیٔ یزید تھے۔ اس لیے یہ کہنے میں قدرے گنجائش نکلتی ہے کہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی وکالت کرنے والے ذخیرۂ احادیث سے بھی رفتہ رفتہ ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یزیدی احباب نے انگلش میں بھی ایک رسالہ بعنوان (Tragedy of Karbala) شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ پہلے اردو میں بھی تقسیم ہو چکا ہے اور ہم اس پر بحث بھی کر آئے ہیں کہ کس صفائی کے ساتھ عبارات میں قطع و برید کر کے یہ لوگ اپنے خلافِ حقیقت نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔

واقعہ کربلا' حقیقت اور افسانے (ایک نیا پمفلٹ)

گزشتہ دنوں ہمیں بذریعہ ڈاک ایک رسالہ موصول ہوا' جس کا نام ہے" واقعہ کربلا' حقیقت اور افسانے" ڈاکٹر سیف الدین اُندلسی کا نام بطور مرتب درج ہے یہ فرضی نام محسوس ہوتا ہے ❶ اور مکتبہ محبانِ اہل بیتؓ، ناظم آباد، کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔ تازہ موصول ہونے والے اس یزیدی پمفلٹ کے کل ۴۸' صفحات ہیں اور صفحہ بہ صفحہ عقائدِ قبیحہ کا اظہار کیا گیا ہے..... ایک مقام پر جا کر (فرضی) اُندلسی صاحب لکھتے ہیں:

"تعجب ہے کہ جس یزید پر سوائے ایک شخص (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کے اس وقت کی پوری اُمت متفق ہوگئی تھی۔ اُسے کافر، زانی، شرابی، فاسق، فاجر، دشمنِ اسلام، باطل پرست کہتے ہوئے لوگوں کی زبان ذرا بھی کانپتی نہیں اور ان کا ضمیر انہیں ملامت بھی نہیں کرتا، اور ان سے زیادہ تعجب ان اہل سنت کہلانے والے علماء اور عوام پر ہے جو اصحابِ رسول ﷺ کے دفاع اور عظمت کے مشن پر مرمٹنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور پھر اہل تشیع کے مذموم پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یزید کی شخصیت کو گالی کے مترادف سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیا ہم ان سے دست بستہ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ یزید اگر واقعی ایسا تھا' جس طرح تاریخ کی جھوٹی روایات میں آپ نے دیکھا اور پھر اسے اپنا ایمان بنالیا۔ تو پھر ان سینکڑوں اصحابِ رسول ﷺ کی پوزیشن کیا ہوگی' جنہوں نے اس کے ہاتھ پر ولی عہدی اور بیعتِ خلافت کر لی تھی؟ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امانت و دیانت کی ضمانت کون دے گا' جنہوں نے شرابی بیٹے کو اُمت پر زبردستی مسلط کر دیا تھا؟ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری اور استقامت کا دفاع کس طرح کرو

---

❶ مصنف کا اندازہ بالکل درست ہے، یہ پمفلٹ کراچی سے شائع نہیں ہوا اور نہ ہی بطور مرتب درج شدہ نام کے کوئی صاحب کہیں پائے جاتے ہیں، بلکہ یہ مجلس احرارِ اسلام لاہور کے دفتر سے تقسیم کیا جا تا رہا ہے (عثمان حسن)

گے؟ جنھوں نے اضع یدی فی یدیزید (میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دینے کے لیے تیار ہوں) کہہ کر تمہیں رُسوا کر دیا" ❶

تبصرہ: (فرضی) اُندلسی صاحب کی اس عبارت میں تین سوالات اُٹھائے گئے ہیں۔

(۱) اگر یزید فاسق و فاجر تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی ولی عہدی کیوں قبول کی؟

(۲) کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شرابی بیٹے کو جانشین بنا دیا تھا؟

(۳) حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دینے کے لیے تیار ہوں۔

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے کہ یزید کی ولی عہدی کو صحابہ نے تسلیم کیوں کیا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت ہوئی تھی اس وقت اس کے فسق کی شہرت نہ تھی۔ پھر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مؤقف بھی تھا کہ اگر ظالم بادشاہ اپنی رعایا پر ظلم ڈھائے اور حالات انتہائی ناساز ہوں، بغاوت مشکل ہو تو رعایا صبر کرے، اور اگر حاکم عادل ہو تو شکر کرے۔ نامساعد حالات میں حکومتِ وقت سے ٹکرا جانا مشکل ہوتا ہے۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ❷

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یزید کے درباری تو تھے نہیں اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت و جلوت میں رہنے کا موقع ملا تھا، جو یزید کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے۔ ❸

مولانا نعمانی رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یزیدیوں کا یہ شبہ بعینہٖ روافض کی طرح ہے، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ یہ اس بات کی

---

❶ واقعۂ کربلا، حقیقت اور افسانے، صفحہ نمبر ۱۰

❷ اصولِ سرخسی، جلد اوّل صفحہ ۱۰۸

❸ حادثۂ کربلا کا پس منظر، ص ۳۱۵

دلیل ہے کہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اختلاف رکھتے تھے اور یزیدی لوگ بھی کہتے ہیں کہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہ دیا، یا انہوں نے یزید کی ولی عہدی قبول کیوں کر لی؟ یہ دلیل ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حق پر نہیں تھے۔ (فرضی) اُندلسی یزیدی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو شرابی جان کر قطعاً ولی عہد نہیں بنایا تھا۔ محققِ اہلِ سُنت مولانا محمد نافع مدظلہ لکھتے ہیں:

> ''اس دور میں یزید کے ظاہری اعمال واحوال عموماً اس درجہ کے نہ تھے کہ اس کی مخالفت ضروری ہو اور اسلام کے خلاف اس کا کردار نہیں تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس دور میں اس کا انتخاب کیا یا اس کی نامزدگی کی تو اس میں اہلیت سمجھ کر ہی ایسا کیا گیا تھا۔ آئندہ کے لیے کسی کو کیا معلوم ہوتا ہے کہ کیا حالات پیش آئیں گے؟ والغیب عند اللہ تعالیٰ
>
> حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً واقعۂ کربلا، واقعہ حرہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں پائے جاتے ہیں، ان کا ذمہ دار خود یزید ہے نہ کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ! ان کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنا بڑی زیادتی ہے اور آنجناب اس کے ذمہ دار نہیں۔ ❶

تیسرا سوال یہ اُٹھایا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ''ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویہ'' یعنی میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دوں گا۔ یہ بھی نیرا وہم ہے۔ عربی زبان کے دامن میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکالا جاسکتا جس سے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا مطلب بلا قرینہ بیعت سمجھا جائے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولاً تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کی، اور حامیانِ یزید بھی اس کو بغاوت اور حکومت طلبی وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ عین حالت لڑائی میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کیا سوجھی کہ

---

❶ سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۶۴۰

وہ یزید کے خونی ہاتھوں میں دستِ صحابیت تھما دیتے؟ یہ بات تو عقلاً بھی ناقابل تسلیم ہے۔
ہمارے اس مؤقف کو ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی کی مندرجہ ذیل عبارت کے ذریعے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

"دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے سربراہ جب باہم ملتے ہیں تو وضع الید فی الید کا واقعہ ہی پیش آتا ہے۔ لیکن وہاں کوئی کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا۔ فریق مخالف کے لوگ بھی گفتگو کے لیے باہم ملتے ہیں تو مصافحہ کرتے ہیں اور پنجہ آزمائی سے لے کر مباہلہ تک کے لیے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت جو شروع سے بیعت کے خلاف ہو، کرب و بلا کے اندیشے سے فوراً بیعت کے لیے یا سر جھکانے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہاں ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے مراد نہ تو بیعت و انقیاد ہے اور نہ مقابلہ و پنجہ آزمائی! بلکہ مراد اصل حریف سے نفس معاملہ پر گفتگو ہے" ❶

کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ یزید نے پڑھائی؟

(فرضی) ڈاکٹر سیف الدین اُندلسی "البدایہ والنہایہ" کے حوالہ سے لکھتے ہیں:
"بالآخر ۲۲ رجب ۶۰ھ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو یزید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی" ❷

حالانکہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے دوسری بات کو ترجیح دی ہے کہ یزید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت شکار کھیلنے گیا ہوا تھا، وہ گھر پہ تھا ہی نہیں اور حضرت ضحاک بن قیسؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بلکہ خود محمود احمد عباسی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ:
"امیر یزید موجود نہ تھے۔ کسی مہم پر گئے تھے۔ محترم والد کی شدید علالت کی اطلاع ملتے ہی واپس آئے، مگر تدفین کے بعد پہنچے" ❸

---

❶ حادثہ کربلا کا دینی اور نظریاتی پس منظر، ص ۴۴
❷ واقعہ کربلا، حقیقت اور افسانے، صفحہ نمبر ۸
❸ تحقیق مزید، صفحہ نمبر ۱۷۱

حضرت قائد اہل سنتمولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے عباسی صاحب کی اس عبارت پر یوں گرہ لگائی ہے:

''عباسی صاحب اس مُہم کی نشاندہی بھی کر دیتے، جس کو سر کرنے کے لیے ولی عہد صاحب سفر میں تھے؟ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: قال غیرواحد فحین حضرت معاویۃ الوفاۃ کان یزید فی الصید ایک سے زیادہ لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت یزید شکار پر تھا'' ❶

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر لکھی گئیں اکثر کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ نصیب نہ ہوا۔ اب یزیدی احباب مٹھیاں بھینچ بھینچ کر ہوا کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں مگر بات بن نہیں پاتی۔ کھری بات وہی ہے، جو ہم ابتداء سے کہتے چلے آرہے ہیں کہ یزید کو بچانے کے لیے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سہارا کام آسکتا ہے نہ حضرت ابوایوب انصاری کا، حامیانِ یزید سادہ لوح لوگوں کو بھڑکانے کے لیے کہتے ہیں کہ چونکہ یزید نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا تھا، لہٰذا وہ بڑا پارسا تھا جبکہ واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ جیسے واقعات کے بعد اُس کے دامن میں کانٹے ہی کانٹے رہ گئے تھے۔

مولانا محمد علی جوہر کا ایک شعر

ڈاکٹر اندلسی کا کہنا ہے کہ:

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جھوٹ کا پلندہ ہے جو کہ غلط طور پر مولانا محمد علی جوہر کے نام منسوب کیا گیا ہے......

اس شعر میں شیعہ شاعر یہ تاثر دیتا ہے کہ نعوذ باللہ کربلا سے پہلے اسلام مردہ تھا حالانکہ وہ خیرالقرون کا زمانہ تھا اور اسلام زندہ و تابندہ تھا۔ یہ کُفر یہ شعر جو کہ غیر شعوری طور پر ہمارے جلسہ گاہوں کے سٹیج کی زینت بنتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت بڑا تبرا ہے کیونکہ میدانِ کربلا میں بقائے اسلام کے لیے کوئی جنگ نہیں لڑی گئی ❷

---

❶ البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۱۴۳، بحوالہ، خارجی فتنہ، جلد دوم، ص ۲۱۶، ۲۱۷، طبع جدید

❷ صفحہ نمبر ۱۶

تبصرہ: یہ ذمہ داری یزیدی مضمون نگار پر ہے کہ اگر مذکورہ شعر مولانا جوہر کا نہیں ہے تو پھر کس کا ہے؟ لُطف کی بات یہ ہے کہ اہل تشیع کو بھی یہ شعر اچھا نہیں لگتا۔ بلکہ انہوں نے اس شعر کی تردید میں ایک پوری کتاب لکھی ہے، جو بہت عرصہ پہلے ایک شیعہ مصنف نے لکھی تھی اور آگے چل کر کسی موقع پر ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس کتاب میں شیعہ قلمکار نے اعتراض اُٹھایا ہے کہ کربلا تو ایک ہی مرتبہ بپا ہوئی تھی ''ہر کربلا کے بعد'' کہنا تو معرکہ کربلا کی توہین ہے۔ اس شعر کی مخالفت میں شیعہ و یزیدی ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اور رہا یہ کہنا کہ وہ کونسا کفر و اسلام کی جنگ تھی؟ اگرچہ اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے، لیکن سر دست ہم عرض کریں گے کہ اس شعر میں کہاں لکھا ہے کہ یہ کفر و اسلام کی جنگ تھی؟ کیا اسلام کا نکھار اور تازگی صرف کُفر سے مقابلہ کر کے ہی ہوتی ہے؟ یزید ظالم اور فاسق تھا، معاشرے کُفر پر قائم رہ سکتے ہیں، مگر ظلم پر قائم نہیں رہ سکتے تو جابر اور جائر حکمران کے خلاف بغاوت کرنا، اس کے کرتوتوں کو طشت از بام کرنا، بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے، اور پھر ہمارا تو عقیدہ ہے کہ صحابی جب بھی کسی غیر صحابی سے ٹکراتا ہے تو اس کا مقصد صرف احیاءِ دین ہوتا ہے۔ حامیانِ یزید کو اس شعر میں صرف ''مرگ یزید'' کا جملہ تکلیف دیتا ہے تو آج دنیا کا کونسا خطہ ہے جہاں یزید کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے؟ یہی تو مرگ ہے۔ اس سے بُری موت اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ کوئی حکمران اپنی گردن پر کسی صحابی کا خون لے کر دنیا سے رُخصت ہو۔ جوہر مرحوم نے اسی معنی میں حق کی ترجمانی کی ہے۔

طبقاتی تقسیم اور یزیدیوں کا شمار

علامہ ابن جوزیؒ نے الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید کے نام سے ایک مختصر سی کتاب لکھی تھی۔ یہ دراصل ان کے ایک ہمعصر شیخ عبدالمغیث حنبلی کے ردّ میں ہے۔ وہ مسئلہ یزید پر نرم گوشہ رکھتے تھے تو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ان کے نظریات کا توڑ کیا ہے۔ اس کتاب میں علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے لوگوں کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

ذیل میں ہم ان کی عربی عبارت کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) ایک آدمی جانتا ہے اور اس کو بھی علم ہے کہ وہ جانتا ہے، وہ عالم ہے اس سے استفادہ کرو۔ (۲) دوسرا آدمی وہ ہے جو جانتا ہے، مگر وہ لاعلم ہے کہ وہ جانتا ہے، ایسا آدمی بھولا ہوا ہے اسے یاد دلا دو۔ (۳) تیسرا آدمی وہ ہے جو نہیں جانتا، مگر تسلیم کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا، وہ ہدایت اور راہنمائی کا طلب گار ہے اور حق دار ہے (۴) چوتھا وہ آدمی ہے جو بالکل جاہل ہے، مگر اُسے یہ بھی نہیں پتہ کہ وہ جاہل ہے۔ پس اُسے اپنے حال پہ چھوڑ دو۔

ابن جوزی رحمہ اللہ نے اپنے ہمعصر مخاطب، حامیٔ یزید کو اس چوتھے گروہ میں شمار کیا ہے۔ یہیں سے اندازہ لگالیجیے کہ آج کئی سو سال کے بعد اس طبقے کی شدت پسندی، تعصب اور سینہ زوری میں کس قدر اضافہ ہو چکا ہوگا؟ کیونکہ آج کے یزیدی اپنی بے خبری و جہل سے غافل ہیں۔

الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ العنید کے اردو تراجم

علامہ ابن جوزیؒ کی اس مایہ ناز کتاب کا ایک ترجمہ مولانا مفتی شعیب احمد نے کیا ہے اور یہ مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کے مقدمہ کے ساتھ نفیس اکادمی لاہور نے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے اور دوسرا ترجمہ بریلوی مسلک کے ایک عالم نے ''صفہ فاؤنڈیشن'' لاہور سے شائع کیا۔ دونوں تراجم بہترین سلیقہ اور احتیاط سے کیے گئے ہیں۔

بعض بریلوی علماء کرام الحمدللہ اب علمی و تحقیقی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں۔ ''عقیدۂ اہل سنت'' کے نام سے مولانا عطاء محمد چشتی بندیالوی کا نہایت علمی کتابچہ بھی مکتبہ جمالِ کرم لاہور نے شائع کر دیا ہے۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع اور فسقِ یزید پر خاطر خواہ مواد موجود ہے۔

حضرت حسن اور حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح کن شرائط کے تحت ہوئی تھی؟

قارئین کرام! ہمارے ایک کرم فرما نے اپنے مکتوب میں دو سوالات اٹھائے ہیں

ایک تو یہ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو صلح کی تھی، کیا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ وہ خلافت اولاد میں منتقل نہیں کریں گے؟ اور دوسرے نمبر پر یہ کہ کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حینِ حیات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تھا، یا وصیت کی تھی؟ ان دو سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں، لیکن اس سے قبل ایک خط اور اس کا جواب پیش کیا جاتا ہے۔

ایک مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت گرامی! خدا کرے آپ بعافیت ہوں۔ آپ کا قسط وار سلسلہ ''یزیدی فتنہ'' ماہ بماہ ملاحظہ کرتا ہوں۔ میں نے اپنی سروس کے زمانہ میں محمود احمد عباسی کو بہت پڑھا تھا۔ بلکہ میں انہیں ملنے کراچی بھی گیا تھا، اور میرے دماغ پر ایک لمبے عرصہ تک اس کے نظریات قائم رہے۔ مگر آپ کے مضامین پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آپ صحابہ کرامؓ کی محبت مین اپنے قلم کو ڈبو ڈبو کر لکھتے ہیں، اور خوب لکھتے ہیں۔ میں اس وقت چلنے پھرنے سے معذور ہوں، خدا کا شکر ہے کہ بینائی قائم ہے کہ اہلِ حق کی تحریریں پڑھ کر وقت گزار لیتا ہوں۔ میری صحت اجازت دیتی تو میں آ کر آپ کے ہاتھ چوم لیتا۔ میری تمنا ہے کہ آپ میرے لیے حُسنِ خاتمہ کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں اور اضافہ کرے۔ آمین ثم آمین

میرے ایک جاننے والے شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اہل سنت کے امام شعبیؒ نے ایک بار کہا تھا کہ اگر شیعہ لوگ چاندی سے میرے گھر کو بھر دیں تو میں حضرت علیؓ کی تعریف میں جھوٹی سچی باتیں ملا کر لمبی لمبی تقریریں کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کیا اس کی کوئی حقیقت ہے؟ براہ کرم ضرور ضرور آگاہ فرمائیے۔ اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ننگے

ہو گئے تھے، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

یہ یقیناً جھوٹ ہے، مگر اس جھوٹ کی بنیاد بھی تو وہ کوئی رکھتے ہوں گے؟ چاہتا ہوں تشفی ہو جائے۔ دعاؤں میں نہ بھولیے گا۔ شکریہ۔

بشیر احمد سکھیرا

P.c.s.i.r کالونی نزد شوکت خانم ہسپتال لاہور

تبصرہ

محترم بشیر احمد صاحب نے اپنے جذبات بذریعہ خط ارسال کیے ہیں، کاش وہ مکمل اڈریس درج کرتے تو ہم خود جا کر اُن کے پاؤں چُوم لیتے کہ وہ اس پیرانہ سالی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے، اور ہم سب کا خاتمہ بالایمان فرمائے۔ واقعی جب صحابہؓ کا ذکر ہوتا ہے تو اہل سنت نچھ نچھ جاتے ہیں، اُن کی عظمت کا ابرِ کرم جب بھی برسا، ہر سمت فصلِ بہار آ جاتی ہے۔ اب ہم محترم بشیر احمد صاحب کے جاننے والے شیعہ کے سوالات کا جائزہ لیتے ہیں، جس میں انہوں نے تلبیسات کی انتہا کر دی ہے۔ یہ اعتراض کر کے وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ گویا کوئی لعل بدخشاں ہاتھ آ گیا ہے، لیکن اصل حقیقت سے مطلع ہو جانے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ معترض کے ہاتھ میں فقط انگارے ہی رہ جائیں گے۔

قارئین کرام! امام شعبی رحمہ اللہ کا اصل قول یہ ہے: "لو شئت ان یملاءُ بیتی ھذا ورقا علی ان اکذب علی علیّ لفعلت و اللہ لا کذبت علیه ابداً" ❶

ترجمہ: اگر میں چاہوں کہ شیعہ مذہب والے چاندی سے میرا گھر بھر دیں تو میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق جھوٹی تقریریں کر کے یہ مال کما سکتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ کی قسم کہ میں

---

❶ کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ، حدیث رقم: ۱۲۰۸)

علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔

اب اس مکمل جملے پر غور فرمایئے اور مکتوب میں دیئے گئے شیعہ کا اعتراض پڑھیے، رفض کا خبث باطن خوب آشکارا ہو رہا ہے...... حضرت امام شعبی رحمہ اللہ تو رافضیت کی ایک پالیسی سے پردہ اٹھا رہے ہیں کہ یہ کسی سنی کہلوانے والے کو مال کے عوض خرید کر شانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اپنی مرضی کی تقریریں کرواتے ہیں، جیسا کہ کچھ عرصہ سے پاکستان میں بھی بعض اہل سنت کہلوانے والے اس قبیح حرکت میں مصروف ہیں...... "السیف الجلی علی منکر ولایت علیؓ" نامی کتابچے میں بھی ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے یہی کرشمہ دکھایا ہے، لیکن ہم یہاں ان کی ذات پر تبصرہ نہیں کریں گے، کیونکہ خود ان کے مشرب کے حضرات ان کے علمی تعاقب میں مشغول ہیں۔ تو حضرت الامام رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر رافضی میرا گھر چاندی سے بھر دیں تو بھی میں جھوٹ نہیں بولوں گا، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضراتِ ثلاثہؓ کے بعد جو مقام ہے، اس کو ہی بیان کروں گا۔ جبکہ شیعہ اعتراض کر رہا ہے کہ وہ کہتے تھے اگر میرا گھر چاندی سے بھر دیا جائے تو میں شانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں جھوٹی سچی تقریریں کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کذب کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ یہ تو کسی عامی مسلمان کا جملہ بھی نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ امام شعبی رحمہ اللہ جیسے رفیع المرتبت انسان، جو امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بھی استاذ ہیں، ایسی پاجیانہ بات کہیں۔ بلکہ بعض نے تو لکھا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے سب سے پہلے کوفہ میں انہی سے استفادہ کیا تھا۔ وھو اکبر شیخ ابو حنیفہ ❶

بہرحال ایک جید اور ذی شان سُنی امام پر جو احمقانہ بہتان باندھا گیا ہے اس کی تردید میں مذکورہ سطور کافی ہیں۔

---

❶ تذکرۃ الحفاظ، صفحہ نمبر ۵

دوسرے اعتراض کا جواب

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی بنیاد پر جو کہا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے حجاب ہوگئے تھے، معاذ اللہ۔ یہ بھی سو فیصد جھوٹ ہے۔ ہمارے محترم مکتوب نگار سے جس شیعہ نے یہ سوال کیا ہے، خدا جانے اس کی اپنی کتب تک کس حد تک رسائی ہے؟ یا ممکن ہے اکثر اہل تشیع کی طرح اس نے کوئی سنی سنائی بات کر دی ہو۔ لیکن شیعہ مذہب کے بڑے بڑے اہل علم بھی اس قسم کی خیانت کرنے میں حیاء محسوس نہیں کرتے۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں حوالہ پیش کیا جائے گا۔

قارئین کرام! حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے:

عن جابر بن عبدالله قال لما بُنيت الكعبة ذهب النبی صلى الله عليه وسلم وعباس ينقلان الحجارة فقال عباس للنبی صلى الله على وسلم اجعل ازارك على رقيبتك يقيك من الحجارة فخر الى الارض وطمحت عيناه الى السماء ثم افاق فقال ازاری ازاری فشد عليه ازاره ۔ [1]

ترجمہ ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کعبہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر منتقل کر رہے تھے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے ازار کو یعنی تہبند کو اتار کر کاندھوں پر رکھ لیجیے تا کہ پتھروں سے آپ کو زخم نہ لگے، پس (اس تصور سے کہ اگر ستر کھل گیا تو میں بے حجاب ہو جاؤں گا) حضور علیہ السلام زمین پر گر گئے، اور آنکھیں آسمان کی جانب اٹھائیں، پھر جب اس کیفیت سے افاقہ ہوا تو فرما رہے تھے، میری چادر، میری چادر، پھر

---

[1] بخاری جلد اوّل صفحہ ۵۴۰

اپنے تہبند کو مضبوط کر لیا۔"

مذکورہ بالا حدیث پر مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

قال القسطانی وفی حدیث ابی الطفیل فبنیما رسول اللہ علیه وسلم ینقل معهم الحجارة اذ انکشفت عورته فنودی یا محمد غط عورتك فذالك اول مانودی فمارأیت له عوره قبل ولابعده قال العینی فیه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان محمیاً عن القبائح واخلاق الجاهلیة منزها عن الرزائل والمعائب قبل النبوة وبعدها ❶

ترجمہ: علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ ابوطفیل کی حدیث میں ہے کہ اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ پتھر منتقل کر رہے تھے، اچانک آپ کا ستر مبارک کھل گیا، پس نداء آئی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ستر کو ڈھانپ لیجیے، پس یہ پہلی آواز تھی جو آئی، میں نے حضور علیہ السلام کا ستر نہ اس سے پہلے دیکھا نہ بعد میں (اور) علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زمانہ جاہلیت کے اخلاقِ قبیح سے محفوظ تھے، نیز نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی ہر قسم کے عیوب اور رزائل سے پاک تھے"

قارئین کرام! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے بہت پہلے کا واقعہ ہے کہ جب آپ اپنے قبیلے کے ہمراہ بیت اللہ شریف کی جدید تعمیر میں حصہ لے رہے تھے اور پتھر اُٹھانے کی وجہ سے آپ کے کاندھے نشان زدہ ہو رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو آپ کے چچا تھے، اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے، انہوں نے بطور شفقت کے مشورہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر مبارک کاندھے پر رکھیں اور پھر پتھر اٹھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی جوانی کی دہلیز پر نہیں پہنچے تھے، مگر نبی کی طبعی غیرت اور فطری حیاء کا ایک اعلیٰ نمونہ اللہ تعالیٰ نے

---

❶ حاشیہ نمبر ۴

دکھاناتھا، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے مشورہ پر عمل نہیں کیا، صرف سوچا کہ اگر میں چادر اتار دوں تو کیا بے حجاب نہ ہو جاؤں گا؟ یہ خیال آتے ہی اللہ کے محبوب ﷺ غش کھا کر گر گئے۔ اب جن لوگوں کے خون کی ایک ایک بوند میں بے حیائی رچ جائے اور منصبِ رسالت تک کا انہیں کوئی لحاظ یا پاس نہ ہو، انہوں نے محض اہل سنت کو ایذا دینے کے لیے یہ الزام دھر دیا کہ ان کی کتب حدیث میں حضور علیہ السلام کے متعلق ایسی نازیبا باتیں پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ ''تنزیہ الانساب فی قبائل الاعراب شیوخ الاصحاب'' کے نام سے ایک کتاب ۱۹۱۹ء میں مطبع نورالمطابع لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے مؤلف ایک شیعہ عالم محمد مہ عالم تھے اور کتاب کے ٹائیٹل پر اُن کا نام کچھ اس انداز میں مرقوم ہے۔

''مؤلفہ و مرممہ و مضاعفہ قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شہسوارِ عرصہ ملکوت، یکہ تازِ میدان لاہوت، عالم جلیل، فاضل نبیل مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد مہہ عالم صاحب قبلہ و کعبہ مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ''

اتنے لمبے چوڑے القابات اور سابقے ولاحقے والے یہ شیعہ مصنف اخلاق و دیانت کے کس معیار پر تھے؟ اس کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ انہوں نے بخاری شریف کی مذکورہ روایت پر یوں حاشیہ آرائی کی ہے۔

> ''عرب کا دستور تھا کہ بعض ضرورتوں سے وہ مجمع عام میں بھی ننگے ہو جایا کرتے تھے۔ پھر اس میں حدیث جابر ابن عبداللہ دکھائی جس میں ذکر ہے کہ تعمیر کعبہ کی امداد کے وقت اپنے چچا عباس کے کہنے سے آنحضرت ﷺ بھی اس مجمع عام میں ننگے ہو گئے تھے'' ❶

یاد رہے کہ اس کتاب میں صفحہ بہ صفحہ حضور اقدس ﷺ اور آپ کی مقدس جماعت

---

❶ تنزیہ الانساب، صفحہ نمبر ۸۳، طبع دوم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انتہائی بھونڈے اور غیر اخلاقی الزامات لگائے گئے ہیں۔ ہمارے پاس اس کتاب کا جو نسخہ ہے اس پر معروف شیعہ عالم علامہ حائری کی مہر لگی ہوئی ہے، امکان ہے کہ اس کتاب کی انہوں نے خود یا ان کے پسماندگان نے عکسی اشاعت کر کے اپنے تئیں "اجر" کمایا ہے۔ بہر کیف ہمارے مکتوب نگار کے جاننے والے شیعہ نے بھی اپنی کسی کتاب میں اسی قبیل کی خیانت دیکھی، تو مارے خوشی کے باچھیں کھل گئیں کہ اب ہم اہل سنت کو طعنہ دے سکیں گے، پیش کردہ معروضات کو پڑھ کر ہمارے قارئین اس خفیف العقلی کا بخوبی جائزہ لے سکیں گے۔ کوئی بھی انسان جب حق سے برگشتہ اور گمراہیوں میں سرگشتہ ہوتا ہے تو اس کو سنبھلنے میں ایک لمبا وقت درکار ہوتا ہے۔ پھر ساحل ہدایت بھی تب ملتا ہے جب وہ اس کا طالبِ صادق ہو۔ حق اور ہدایت اتنے ارزاں نہیں ہیں کہ نہ چاہنے والوں پر بھی ان کو مسلط کر دیا جائے۔ مذکورہ وضاحت پڑھ کر محترم بشیر احمد صاحب اور ہمارے قارئین کا مطمئن ہونا تو ان شاء اللہ یقینی ہے، اگر معترض شیعہ بھی غیر جانبدار ہو کر پڑھ لے تو امید ہے کہ اُنہیں تسلی نصیب ہو گی۔ بشرطیکہ نیت میں اچھائی ہو۔ کیونکہ دانشمندوں کا کہنا ہے کہ "جس کی نیت میں اچھائی ہو لیکن زبان سے لغزش ہو جائے تو وہ اس آدمی سے بہتر ہے جس کی بات اچھی ہو مگر نیت میں لغزش ہو"

قارئین کرام! ان سوالات کا جواب چونکہ نہایت ضروری تھا، اس لیے ہم یزیدی فتنہ کے ضمن میں کیے جانے والے دو سوالات کو اگلی سطور پر چھوڑتے ہیں، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تھی، کیا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ وہ خلافت اولاد میں منتقل نہیں کریں گے؟ اور دوسرے نمبر پر یہ کہ کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی حینِ حیات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا، یا وصیت کی تھی؟......

کیا حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنا خلیفہ بننے کی وصیت کی تھی؟

یزیدیت کے بعض بھونڈے سخن ساز جب اہل تشیع کے اس اعتراض کا سامنا کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کو اپنا جانشین کیوں بنایا تھا؟ تو یہ آگے سے جھٹ کہہ دیتے ہیں "پھر حضرت علیؓ نے بھی تو حضرت حسنؓ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا تھا" آج کل اس بات کو خوب پھیلایا جا رہا ہے تاکہ تشکیکات کے کانٹے زیادہ سے زیادہ پھیلائے جاسکیں۔ اور بعض اوقات اس زہر میں ایسی مٹھاس ڈال دی جاتی ہے کہ زہر ہونے کا گمان بہت دیر بعد ہوتا ہے۔ مثلاً حکیم محمود احمد ظفر صاحب اپنی ایک کتاب کی ابتداء یوں کرتے ہیں۔

"سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو ان کی شہادت کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اسلام میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ باپ کے بعد بیٹا مسندِ خلافت پر متمکن ہوا۔ حالانکہ اُس وقت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے کئی جلیل القدر صحابہ کرامؓ موجود تھے" ❶

یہاں حکیم صاحب موصوف پلڑا برابر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ باپ کے بعد بیٹے کو جانشین بنانے کی ریت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ڈالی تھی...... یہی بات شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ یزید سے بہتر لوگ جب موجود تھے تو اسے جانشین کیوں بنایا گیا؟ لہٰذا حضرت معاویہؓ پر برس جایئے اور اِدھر حامیانِ یزید نے کہا جب بڑے بڑے صحابہ موجود تھے، تو حضرت حسنؓ جانشین کیوں بنائے گئے؟ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل غلط تھا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ شیعہ اور یزیدی دونوں اپنی اپنی نظریاتی بساط کے مطابق صحابہؓ کی عظمت کو مجروح کرنے کی اپنی سی کوشش میں مصروف ہیں...... اس کی ایک دوسری مثال بھی لگے ہاتھوں پڑھتے جایئے۔ جن لوگوں نے شیعیت کے قدیم وجدید لٹریچر کو پڑھا ہے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیعہ مصنفین سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کا بڑا تمسخر اڑاتے ہیں کہ اُن کا کوئی اور کام کاج تو تھا نہیں، غربت وافلاس

❶ سیدنا حسن بن علیؓ تاریخ کے آئینہ میں صفحہ نمبر ۷

کی بناء پر در رسول ﷺ پہ پڑے رہتے تھے (العیاذ باللہ) اور حکیم محمود احمد صاحب بھی اپنے دیگر یزیدی بھائیوں کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غربت وافلاس کا نقشہ تحقیر آمیز انداز میں کھینچتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۱) ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار تھے، قلاش اور نادار تھے اور سیدہ فاطمہؓ نے اپنی پوری زندگی قلاشی اور مُفلسی میں گذار دی''

(۲) علاوہ ازیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؓ کے سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ تعلقات بھی اکثر کشیدہ رہتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر ایک مرتبہ سیدنا علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ سے سیدہ فاطمہؓ کے ہوتے ہوئے نکاح کرنا چاہا''

(۳) سیدنا علیؓ سیدہ فاطمہؓ سے نکاح سے قبل بھی عُسرت وفلاکت کی زندگی گذارتے تھے۔ اُن کا زیادہ تر کام یہی ہوتا تھا کہ باغوں کے لیے آب کشی کرتے اور اس سے جو کچھ مزدوری مل جاتی، اس پر اُن کا گذارا تھا۔''

(۴) سیدنا علیؓ سیدہ فاطمہؓ کی وفات تک نہایت عُسرت وافلاک کی زندگی بسر کرتے تھے اور سیدہ فاطمہؓ کی اس زندگی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ان کے بارہ میں متفکر ہی رہتے تھے'' ❶

تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباسات کو پڑھیے۔ اس سے بڑا بدنصیب، کم ظرف اور بداطوار طبقہ کون سا ہو سکتا ہے جو اصحاب محمد ﷺ کی غربت کو نشانۂ مذاق بنائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہاں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا بار بار نام چومنے کو جی چاہتا ہے جنہوں نے ''منہاج السنۃ'' کی ابتداء میں ہی لکھا تھا کہ اُن سے بڑے خبیث قلوب کون سے ہو سکتے

---

❶ سیدنا حسن بن علیؓ، صفحات ۱۵، ۱۸، ۱۹ مطبوعہ تخلیقات، ۱۱۰

ہیں جن میں اس امت کے اخیار اور سادات (صحابہ کرامؓ) کے متعلق نفرت کے جذبات ہوں ❶ ایک عام مسلمان تو کجا' کسی بھی انسان کے ناگفتہ بہ مالی حالات کا تمسخر اڑانا شرعاً اور اخلاقاً مذموم فعل ہے، چہ جائیکہ غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزاء کیا جائے جن کے بغل کے پسینے پر سونا اور چاندی کی کانیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ جن لوگوں کے شعور کو زنگ لگ جاتا ہے وہ اخلاقیات کی ساری حدیں پھلاند جاتے ہیں۔ ہم یہ دعویٰ تو نہیں کرتے، مگر مختصر سی زندگی میں جو چار اوراق پڑھے ہیں' اُن سے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا مذاق اڑانے میں شیعیت ویزیدیت ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں...... اللہ تعالیٰ اہل سُنت کو آباد رکھے کہ شیطان انہیں بھلاوے میں نہ ڈال سکا، یہ فسق وفجور کے ترازوؤں میں صحابہؓ کو نہیں تولتے۔ کہ جب فلاں صحابی موجود تھے، تو فلاں کو فلاں منصب کیوں سونپا گیا؟ محروم القسمت لوگ فلاں، فلاں اور فلاں کی بھول بھلیوں میں پڑے رہتے ہیں اور خوش قسمت لوگ صحابہ کرامؓ کے جُوتوں کو سلام پیش کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

؎ خوشا وہ قافلہ جس کے امیر کی ہے متاع
تخیلِ ملکوتی وجذبہ ہائے بُلند

قارئین کرام! یہ واضح کر دینے کے بعد کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی جانشینی کی وصیّت کا زیادہ تر ڈھنڈورا یزیدی پیٹتے ہیں۔ ہم یہاں بحث کرتے ہیں کہ اس بات کا حقیقت سے کس حد تک تعلق ہے؟ اگر اہل تشیع کسی صحابی پر اعتراض کرتے ہیں تو اس کا یہ جواب نہیں ہوتا کہ ہم دوسرے صحابی پر تنقید کرنے بیٹھ جائیں۔ علم وایمان اور تحقیق کے اصول اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ فرضی ڈاکٹر سیف الدین اُندلسی کے رسالہ ''واقعۂ کربلا' حقیقت اور افسانے'' پر ہم پہلے تبصرہ کر آئے ہیں۔ اس میں بھی انہوں نے یہی

---

❶ ومن اعظم خبث القلوب ان یکون فی قلب العبد غل الخیاء المؤمنین' وسادات اولیاء اللّٰہ بعد النبیّین (منہاجُ السنة النبویّة فی نقضِ کلامِ الشیعة و القدریّة" جلد اول صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ لبنان

لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شیعیانِ کوفہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ وامیر منتخب کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زخمی حالت میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو قائمقام امام مقرر کر کے اس طرف اشارہ فرمادیا تھا۔ بلکہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب "کشف الغمہ فی معرفتہ الائمہ" جلد نمبرا، ص ۵۳۰ میں تو یہ تک موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور وصی بنادیا تھا ❶

تبصرہ

یہ اہل تشیع کا نظریہ ہے، اہل سُنت کا نہیں جیسا کہ یزیدی مرتب نے بھی شیعہ کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ یہاں سے مزید مسئلہ نکھر گیا کہ حامیانِ یزید کا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کی جانشینی کی وصیت کی تھی، دراصل شیعیت کا چربہ ہے حامیانِ یزید کی تاریں کہیں نہ کہیں جا کر آخر رفض سے مل ہی جاتی ہیں۔ ان کی مصالحے دار باتیں سُننے اور پڑھنے کے بعد جب سراتلاش کیا جاتا ہے تو وہ رفض وبدعت کے ہاتھوں میں نظر آتا ہے...... اہل سُنت والجماعت کے محققین فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو آپ سے لوگوں نے کہا امیر المؤمنین اپنا کوئی جانشین تو مقرر فرمادیجیے۔ تو آپؓ نے فرمایا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے حال پر چھوڑتا ہوں۔ یعنی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً ہاتھ پکڑ کر کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا، بلکہ صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق رائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جانشینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نامزد کیا۔ میں بھی صراحتاً کسی کو جانشین نہیں بناتا۔ تم اپنی صوابدید پر یہ معاملہ طے کرلینا...... البتہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت جندبؓ نے پوچھا تھا کہ ہم آپ کے بعد حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا، نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں۔ ❷

---

❶ صفحہ نمبر ۴

❷ البدایہ ج ۷ ص ۳۲۷

چنانچہ فخر المحققین مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ ''استخلاف کا مسئلہ'' کے زیر عنوان رقمطراز ہیں۔

''آں جنابؓ کے استخلاف اور قائم مقامی کا مسئلہ تھا تو بعض حضرات نے عرض کیا کہ آنجناب اپنا خلیفہ مقرر فرمائیے۔تو حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا۔

"قالو فاستخلف علينا قال لا ولكف اتركم الى ما تركم اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم" ❶

یعنی میں اپنا خلیفہ مقرر نہیں کرتا لیکن میں تمہیں اس حالت پر چھوڑتا ہوں، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے تم کو چھوڑا تھا (آپ ﷺ نے کسی کو اپنا نامزد خلیفہ مقرر نہیں فرمایا) اور بعض دیگر روایات میں اس طرح ہے کہ جندب بن عبداللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا......یا امیر المؤمنین ان مت نبایع الحسن؟ فقال لا امرکم ولا انہا کم، انتم البصر یعنی اے امیر المؤمنین اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو ہم آپ کے فرزند حسنؓ کے ساتھ بیعت خلافت کریں؟ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ میں نہ تم کو اس بات کا حکم کرتا ہوں اور نہ اس بات سے منع کرتا ہوں۔ تم خود اس بات کو جس طرح بہتر سمجھو'' ❷

معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا کوئی جانشین نامزد نہیں کیا تھا۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ اور یزیدی اپنی اپنی جگہ اس مؤقف پر کیوں اڑے ہوئے ہیں؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اہل تشیع کو اپنے عقیدۂ امامت کی فکر ہے، کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ پہلے امام حضرت علیؓ ہیں اور پھر حضرت حسنؓ، وہ حضرت علیؓ کی طرف دراصل یہ منسوب کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منصب امامت حضرت حسنؓ کو سونپ دیا (اب یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے وہ منصب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا) لہٰذا امامت کی عمارت کو سہارا دینے

---

❶ کتاب المحبر، صفحہ ۲۹۴، ابی جعفر بغدادی ❷ سیرت سیدنا علی المرتضیٰ، صفحہ نمبر ۵۲۳

کے لیے یہ نظریہ اپنانا ان کی مجبوری ہے۔ اور کسی بھی مجبور طبقے پر زیادہ سے زیادہ ترس ہی کھایا جا سکتا ہے۔ جبکہ حامیانِ یزید اس لیے زور دیتے ہیں تاکہ اس کی آڑ میں وہ اپنے ممدوح یزید کو بچا سکیں کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو جانشین بنایا تھا تو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کس نے بنایا تھا؟ یہ دونوں طبقے اپنے اپنے بچاؤ کے چکر میں الٹی سیدھی ہانکتے رہتے ہیں۔ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے طور پر پوری تسلی کر کے اور اہل سمجھ کر یزید کو امارت سپرد کی تھی، بعد میں اگر اس کے چہرے پر چیچک کے دانے ابھر آئے تو اس میں صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کا ذمہ دار خود یزید ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا جانشین کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ لہٰذا کوئی اس قسم کی بات کہتا یا لکھتا نظر آئے تو اس کے فکری و نظریاتی پس منظر کو جانچ لینا چاہیے کہ اس کا اصل مرض کیا ہے؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح اور شرائط

اس کی مکمل تفصیل کتب اہل سنت میں موجود ہے۔ خصوصاً نبراس میں علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ اور اس سے قبل علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ نے اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ ہر دو بزرگ اہل سنت کا اثاثۂ عظیم ہیں۔ لیکن یزیدی مزاج لوگ ان سے بدکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ فسق یزید کے قائل تھے۔ بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم مولانا عطاء محمد بندیالوی کہتے ہیں۔

> "آج کل بعض نام نہاد اہل سنت بھی چونکہ یزید کی طرف داری کرتے ہیں اور حضرت علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے جو یزید کی شدید مذمت کی ہے تو یہ نام نہاد علامہ تفتازانی رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ علامہ شیعہ ہے یا کہ مائل بہ تشیع ہے اور اس پر کئی قرائن پیش کرتے ہیں۔ بندہ نے اسی مضمون میں دوسری جگہ پر ان کے قرائن کا رد کیا ہے۔ اب بندہ یہاں بھی موقع کی مناسبت کی وجہ سے ان کا رد کرتا ہے کہ علامہ

تفتازانی" اتنا مستند اہل سنت ہے کہ علامہ سید محمود آلوسی' صاحب روح المعانی جو کہ حنفی المذہب ہے' یزید کے کفر اور لعنت شخصی کے مشکل ترین مسئلہ پر علامہ تفتازانی کے قول سے استدلال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ علامہ تفتازانی" علامہ سید محمود آلوسی" سے بھی پکا اہل سنت ہے...... ❶

بہر کیف تفصیلی بحث کے لیے سلف کی کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ اور سیدنا حضرت حسنؓ کے مابین ہونے والی صلح کی وضاحت' تاریخ مصالحت یا مقاصدِ صلح پر محقق بے مثل مولانا محمد نافع صاحب مدظلہٗ کی کتاب فوائد نافع جلد دوم کا مطالعہ نہایت فائدہ مند ہے۔ سیدنا حضرت حسنؓ نے سیدنا امیر معایہؓ سے جو صلح کی تھی اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ یہ خلافت اپنی اولاد میں منتقل نہیں کریں گے۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ اس سوال، کہ یزید کی امارت حضرت حسینؓ نے کیوں قبول نہ کی؟ کا جواب یہ دیتے ہیں لاَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سَلَّمَ الْخِلَافَتَه اِلٰی مُعَاوِيَة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ بشرطٍ اَن لَّا يَجْعَلَهَا فِیْ اَوْلَادِہٖ وَيَكُونَ الْاَمْرُ بَعْدَہٗ شورٰی فِی الْمُسْلِمِيْن۔ (نبراس)

ترجمہ: ''حضرت امام حسنؓ نے جب خلافت امیر معاویہؓ کے سپرد کی تھی تو اس شرط پر سپرد کی کہ آنجنابؓ یہ منصب اپنی اولاد میں منتقل نہیں فرمائیں گے۔''

اب جب حضرت معاویہؓ نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا تو حضرت حسینؓ کے پیش نظر وہ شرطِ صلح تھی' جس کی بناء پر آپؓ نے اُس کی امارت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے وعدہ سے خلاف ورزی کی اور طے شدہ معاہدہ کے باوجود یزید کو جانشین بنا دیا؟ نہیں' ہرگز نہیں اس لیے کہ اہل سنت کا یہ نظریہ ہے کہ جب حضرت حسنؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت معاویہؓ کا موقف یہ تھا کہ ان کی وفات سے وہ شرط مفقود ہو گئی، یعنی ان کی رائے میں یہ شرط حضرت حسنؓ کی حیات تک منحصر تھی۔ معاملہ صرف

---

❶ عقیدۂ اہل سنت' صفحہ نمبر ۵۲

یہاں تک ہوتا تو شاید بات آگے نہ بڑھتی بلکہ یہ اٹل حقیقت ہے کہ اگر معاملہ فقط یہاں تک ہوتا تو شیعیت بھی کائنات ارضی پر وجود پذیر نہ ہوتی۔ کیونکہ اس فرقہ کا سبب پیدائش واقعہ کربلا ہے۔ ہر چند کہ عبداللہ بن سبا اس سے بہت پہلے پر پُرزے نکال کر اپنے انجام کو بھی پہنچ چکا تھا، تاہم اس امر کا انکار شاید ہی کوئی صاحب بصیرت کر سکے کہ اس فرقہ کی اصل تنظیم سازی سانحہ کربلا کے بعد ہوئی۔ کھری بات یہ ہے کہ سانحہ کربلا میں یزید کی ظالمانہ پالیسی نے شیعیت کو جنم دیا۔ نہ آلِ رسولؐ کی لق ودق صحراء میں جانے کی نوبت آتی، نہ یزیدی فوجیں تیغ آزمائی کرتیں اور نہ ان خونِ حسینؓ کے تاجروں سے امت کو واسطہ پڑتا۔

اس شرط سے حضرت حسینؓ اور حضرت معاویہؓ کی پالیسی کا اندازہ بنظرِ غائر لگایا جا سکتا ہے کہ دونوں اصحاب اپنی اپنی جگہ حق پر تھے۔ البتہ حامیان یزید کو نہ تو کوئی غرض حضرت معاویہؓ سے ہے اور نہ حضرت حسینؓ سے۔ شرف صحابیت کا احترام نہ رفض کے ہاں ہے اور نہ حامیان یزید کے۔ اس لیے وہ اس مذکورہ شرط کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ حکیم محمود احمد ظفر صاحب جیسے بے لوث یزیدی کہتے ہیں کہ یہ شرط "بعد کے ذہنوں کی پیداوار ہے" ❶

اور وہ اسے تاریخ کے رپورٹروں کی کارستانی قرار دیتے ہیں۔ نیز حکیم صاحب موصوف کہتے ہیں کہ چونکہ یہ شرط مسعودی، یعقوبی، وغیرہ مؤرخین کی کتب میں نہیں ملتی اس لیے صحیح نہیں۔

حالانکہ حافظ ابن عبدالبرؒ نے اپنی کتاب "الاستیعاب" تذکرہ سیدنا حسنؓ میں یہ شرط درج کی ہے اور علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ جیسے ذمہ دار اور پھونک پھونک کر قلم چلانے والے ذی فہم عالم ذین نے شہرہ آفاق کتاب "النبراس" میں درج کی ہے۔ علامہ ابن عبدالبرؒ کا حوالہ حکیم صاحب نے بھی درج کیا ہے، مگر ساتھ ہی لکھا ہے کہ "یہ بیان صحیح نہیں ہے" حامیانِ یزید کے دائرۂ فکر کی تنگی دن بدن مزید تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ اس لیے ان کی طبعی قساوت اور بھڑ کیلے مزاج میں بھی شدت آتی جا رہی ہے۔ ہم پہلے بھی یہ دعویٰ کر آئے ہیں

---

❶ سیدنا حسنؓ، ص ۸۵

اور ایک بار پھر پیش قارئین کرتے ہیں کہ آج تک کوئی حامی یزید آپ کو متحمل مزاج نہیں ملے گا۔ غصہ اشتعال، کرختگی، سب وشتم، فتویٰ بازی، منہ بسورنا، اور بھویں چڑھانا، حامیان یزید کا مونوگرام ہے۔

حامیانِ یزید فتنہ انکار حدیث کی دہلیز پر

آپ کو یہ جان کر از حد حیرت ہوگی کہ حامیانِ یزید اب انکار حدیث کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہیں۔ ہمارے رابطہ میں جتنے بھی یزیدی ہیں اب وہ برملا احادیث کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ محدثین کو شیعیت سے متاثرہ قرار دینے کی بھی جرأت کرتے ہیں۔ یہاں لاہور میں یزیدی لوگ غلام احمد پرویز کی کتاب ''شاہکارِ رسالت'' کی بھرپور اشاعت کر رہے ہیں۔ نئی نسل کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و منقبت سمجھانے کے لیے انہیں پرویز کی اس کتاب سے بہتر اردو لٹریچر میں کچھ نہ نظر آیا۔ اسلاف کو محض گالیاں نہیں، غلط ترین گالیاں دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ تک، اکابرین امت پر اس انداز میں لب کشائی کرتے ہیں کہ اس پر قلم کشائی کرتے ہوئے حیاء آتی ہے۔

اسلاف پر بداعتمادی کی دنیا کے اندر یہ بڑی اور پہلی سزا ہے جس کا شکار حامیانِ یزید ہو چکے ہیں کہ اب وہ اثاثہ حدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ وہ یزیدی جو کبھی حدیث قسطنطنیہ سے یزید کی منقبت ثابت کیا کرتے تھے اور کبھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی آڑ میں اپنے ممدوح کی مدح سرائی کرتے تھے۔ اب وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی اور فرامین نبوت سے بھی برگشتہ ہو چکے ہیں۔ یہ بات ہم سنی سنائی نہیں کہہ رہے ذاتی تجربے اور کئی ایک یزیدیوں کے ثقہ ذرائع سے حالات جان کر تحریر کر رہے ہیں کہ انکارِ حدیث کا جدید فتنہ اب حامیان یزید کی صورت میں گمراہی پھیلا رہا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں جو لوگ فتنہ انکار حدیث کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ

بخوبی جانتے ہیں کہ ہر زمانہ کے اندر اس فتنہ نے زمانے کے تقاضوں کے مطابق پَر پُرزے نکالے ہیں۔ سرسید احمد خان کے انکارِ حدیث کا انداز کچھ اور تھا، پھر ۱۸۹۵ء سے لے کر ۱۹۱۴ء تک غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی نے جب اس فتنے کو تنظیمی شکل دی اور ''اہل قرآن والذکر'' کا نام دیا تو اس کا اسلوب کچھ اور تھا۔ بعد ازاں مستری رمضان، مولوی حشمت علی، احمد الدین امرتسری اور اسلم جیراجپوری نے اس کو نیا روپ دیا۔

غلام احمد پرویز نے زبان و بیان کی چاشنی کا سہارا لے کر اس کا زہر پھیلایا تو بڑے بڑے برج گر گئے۔ بہت دیر بعد عوام کی آنکھیں کھلیں کہ یہ تو وہی سرسید اور چکڑالوی صاحبان والی بولی ہے۔ اور اب پچھلے کئی سالوں سے جاوید احمد غامدی صاحب نے اپنا الگ کیمپ لگا رکھا ہے۔ دورِ حاضر کے یزیدی اپنے حلقۂ احباب کو جیراجپوری اور پرویز کی تفاسیر پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کی نجی محافل میں اسلافِ امت پر بھرپور تبرا ہوتا ہے تبرا کرنے میں شیعوں اور یزیدیوں میں گہری مماثلث پائی جاتی ہے۔

ہمیں اسی کا خدشہ تھا اور اسی کے پیش نظر ہم کئی سال سے جگر پگھلا رہے ہیں کہ یزید کی حمایت انکارِ حدیث کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہم ہمیں اس لیے تھا کہ پہلے اس فتنہ کے کارپردازان کی فکر کتابوں تک محدود تھی اب باقاعدہ دعوتی و تبلیغی نیٹ ورک موجود ہے اور انٹرنیٹ اس فتنے کی اشاعت کا بڑا ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ وگرنہ انکارِ حدیث کی زہریلی بدبو محمود احمد عباسی، نذیر احمد شاکر اور حکیم فیض عالم صدیقی کی کتب میں بہت پہلے سے موجود ہے۔ حکیم فیض عالم نے تو جلیل القدر محدث امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ ''مرفوع القلم'' قرار دیا تھا۔ ❶

---

❶ ملاحظہ ہو ''صدیقہ کائنات'' ص ۱۱۳

لیکن اب ایک بار پھر حامیانِ یزید انفرادی اور شخصی دائرے سے نکل کر جماعتی اور تنظیمی حیثیت سے سامنے آ رہے ہیں۔ اور اب ان کا موضوع محض حمایت یزید نہیں ہے، بلکہ انکار حدیث ہے، جن حضرات کو یزیدیوں سے پالا نہیں پڑا وہ ہماری اس بات کو دیوانے کی بڑ قرار دیں گے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ بہت جلد مطلع صاف ہو جائے گا اور اربابِ عالم و دانش یہ فیصلہ دیں گے کہ واقعی جن لوگوں کو ہم تاریخی مریض قرار دیتے آئے ہیں وہ دراصل عبداللہ چکڑالوی کی فکری و نظری اولاد ثابت ہوئی۔ یہ حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے ادبی، دوسرے لفظوں میں شرفِ صحابیت کے عدم احترام کی وجہ سے اللہ رب العزت کی غیبی لاٹھی ہے جو حامیانِ یزید کو صراطِ مستقیم سے ہٹا لے گئی، اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و توقیر سمجھنے، سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایک حدیث اور شارحینِ حدیث کا فیصلہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی، میں نے کہا غلام حاضر ہے، آپ حکم فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر اس وقت ترا کیا حال ہوگا جب تو حرہ کے پتھروں کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھے گا۔ ❶

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

"فتنہ ثانیہ سے مراد وہ حرہ کا وقوعہ ہے جو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں پیش آیا جب ۶۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیر کمان مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہلِ مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام بھی تھے حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت والے ہاتھوں پر بیعت رضوان

---

❶ عن ابی ذر قال قال النبیؐ یا ابا ذر قلت لبیك وسعدیك قال کیف انت اذ رایت احجار الذیت قد غرقت بالدم (ابو داؤد ص ۵۸۵، مشکوٰۃ ۴۵۵)

کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی نہ بچا۔ ❶

ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یزید صرف امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہی قاتل نہیں بلکہ وہ واقعہ حرہ میں بیعت رضوان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قاتل بھی ہے۔ قاتل صحابہ کی مدح سرائی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے محروم کر دیا ہے، کیا اب بھی آنکھیں کھولنے کا وقت نہیں آیا؟

نظری تطہیر کی ضرورت

پاکستان میں دیوبند، بریلوی اور اہل حدیث تین بڑے مسالک ہیں اور اس وقت ان تینوں کو اپنی نظری تطہیر کرنے کی ضرورت ہے۔ دیوبندی مسلک سے خارجی فتنے کا ظہور ہوا، جس کی بھرپور تردید ہوئی، علمی تعاقب ہوا اور خارجی فتنہ نے عبرت ناک پسپائی اختیار کی۔ جب ان کا اعتماد علماء دیوبند پر نہ رہا تو لامحالہ انہیں دیوبندی کہلوانے کا حق بھی نہ رہا۔ اسی طرح بریلوی مسلک سے ''تفضیلی'' پیدا ہو رہے ہیں، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین پر فضیلت دینے والا گروہ ظاہر ہو چکا ہے۔ بظاہر اس تفضیلی گروہ کے بانی ڈاکٹر طاہر القادری ہیں، جو ابتداءً مولانا کہلواتے تھے، پھر علامہ کہلوانے لگے۔ آج کل ڈاکٹر اور شیخ الاسلام کہلوا کر اپنے مضطرب من کو تسکین دینے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب اہل تشیع کی مجلسوں میں بے تکلف خطاب کرتے رہے، ایمان ابوطالب پر شیعوں کی ہمنوائی کی، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لب کشائی تو

---

❶ ثم وقعت فتنة الثانيه يعنى الحره فلم يبق من اصحاب الحديبية احد في النهايه كانت الوقعة المشهورة في الاسلام ايام يزيد بن معاويه لما انتهب المدنية عسكره من اهل الشام الذين ند بهم لقتال اه دالمدنية من الصحابته والتابعين وامر عليهم مسلم بن عقبه فى ذوى الحجه سنة ثلاث وستين فلم يبق من اهل بيعت الرضوان (مرقاة شرح مشكوة جلد ١٠ ص ١٣٨)

نہیں کی، تاہم وسیع تر تعلقات کے پیش نظر ''تفضیلیت'' کا شکار ہو گئے۔اس کے بعد تو ایک آندھی چل پڑی ہے...... بریلوی مسلک میں جانبین سے کئی ایک کتب شائع ہو چکی ہیں اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔عبدالقادر گیلانی اور ظہور احمد فیضی اسی قبیل کے لوگ ہیں۔

تیسرے نمبر پر اہل حدیث حضرات ہیں، ان میں آج کل ''منکرین حدیث'' پیدا ہو رہے ہیں۔پڑھے لکھے اہل حدیثوں میں منکرین حدیث تو پچھلی صدی میں کئی ایک پیدا ہوئے۔ سر سیّد احمد خان، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراجپوری وغیرہم اس کی واضح مثالیں ہیں اور ''جماعت المسلمین'' کے نام سے احادیث بیزار طبقہ بھی بنیادی طور پر ''اہل حدیث'' ہی سے متعلق ہے۔لیکن آج کل عوام الناس میں عام لوگ بھی بخاری و مسلم کی احادیث پر طبع آزمائی کرتے نظر آ رہے ہیں اور ان کا مسلکی و فکری رشتہ مسلک اہل حدیث کے ساتھ ہوتا ہے۔ان حالات میں حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی دعوت اور موقف، خیر کی طرف بلا رہا ہے کہ اہل سنت کو سُنی مذہب سمجھایا جائے۔ وگرنہ لوگ یونہی بکھرتے اور ٹوٹتے رہیں گے.....فوری طور پر تو ان تینوں مسالک کے علماء کو چاہیے کہ وہ فی الحال اپنے اپنے حلقہ کی تطہیر کریں۔تاکہ خارجی تفضیلی اور منکرین حدیث تو کم از کم امت میں پیدا نہ ہوں۔

ہم نے جب انکشاف کیا تھا کہ اب یزیدی لوگ بھی انکارِ حدیث کی طرف مائل ہو رہے ہیں کیونکہ اکھڑ، بدمزاج اور متلون طبع لوگ کسی وقت کسی کی گود میں بھی گر سکتے ہیں، تو ہمارے اس انکشاف پر تقریباً ہر سمت سے تائید آئی ہے، حامیانِ یزید چونکہ احساس تفاخر میں مبتلا رہتے ہیں اور خود ساختہ احساس تفاخر انسان کو اپنی مٹی سے بہت دور پھینک دیتا ہے۔حامیانِ یزید اکثر و بیشتر اس بات پہ زور دیتے ہیں کہ واقعہ کربلا میں حادثہ شہادت کے وقت یزید موجود نہیں تھا، ہم اس کا تفصیلی جواب پہلے دے آئے ہیں اور بار بار تکرار کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس بات کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ یزید کے سر پر صرف خونِ حسین رضی اللہ عنہ ہی نہیں، بلکہ واقعہ حرہ میں بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت اور مدینہ منورہ کی بے حُرمتی کا الزام بھی ہے۔مدینہ طیبہ کی اہانت کے بعد یزید کس قدر خوش ہوا؟ یہ ہم بعد میں

ذکر کریں گے، پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان عالی شان سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیجیے۔ ارشادِ نبوت ہے۔

"جب کبھی زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے، اور بالفرض کوئی آدمی وہاں موقع پر موجود ہو، مگر اس برائی کو بُرا سمجھے، اور نفرت و بیزاری کا اظہار کرے تو ایسا ہے، جیسے وہاں تھا ہی نہیں (گویا گناہ میں شریک ہی نہیں تھا) لیکن جو شخص اس برے وقوعہ کے وقت موجود نہ بھی ہو، اور اس کا ذکر سننے کے بعد اس کو اچھا جانے اور خوش ہو تو گویا وہ وہاں برائی میں شامل تھا۔" [1]

اب اس اصول کو پیشِ نظر رکھیں اور یزید کا کردار ملاحظہ کریں، علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب یزید کو مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج کے ہاتھوں مدینہ منورہ کی اہانت اور اہل مدینہ پر ہونے والے مظالم کا پتہ چلا تو "فرح بذلك فرحاً شديداً" یعنی وہ بے انتہا خوش ہوا۔ [2]

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں چونکہ یزید ان واقعات میں خود شامل نہ تھا، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قتلِ عام سُن کر خوش ہوا تو گویا وہ اس جرم میں برابر کا شریک ہوگیا۔ یہاں یہ پیشِ نظر رہے کہ مذکورہ حدیث عمومی ہے، بادشاہِ وقت کا تو حکم چلتا ہے، اس کا موقع پر موجود ہونا شرط ہے نہ ضروری، سانحۂ کربلا ہو یا واقعہ حرہ ہو، ان کا مرکزی مجرم یزید ہے۔ اب یزید کی حمایت گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کرنے والا کون ہوتا ہے؟ علامہ عبدالوہاب شعرانی حنفی (متوفی ۹۷۳ھ) سے سُنیے:

فمن طعن فی الصحابة فقد طعن فی نفس دينه

ترجمہ: جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کرتا ہے وہ گویا اپنے دین پر طعن کرتا ہے [3]

---

1. ابو داؤد شریف، ص ۵۱۵
2. البدایہ والنہایہ، جلد نمبر ۸، ص ۲۲۴
3. الیواقیت والجواہر، جلد ۲، ص ۳۲۳

خواجہ حسن نظامی کی کتاب ''یزید نامہ''

خواجہ حسن نظامی نثر نگاری میں جتنے خوش نام ہیں، نظریاتی اعتبار سے اُتنے ہی بدنام...... مذہب، تحقیق، تاریخ اور وسعتِ قلبی کا سہارا لے کر جوش ملیح آبادی، نیاز فتح پوری اور خواجہ حسن نظامی نے مسلم نوجوانوں کو جتنا برباد کیا اس کی مثال کم از کم براعظم ایشیا میں نہیں ملتی۔ اسلام کے مقابل جتنے فرقے وجود میں آئے یہ کسی نہ کسی رنگ میں ان فرقوں کی حمایت کرتے رہے اور ان کا بدقسمت قلم کبھی اسلام کی ترجمانی یا دفاع نہ کرسکا۔ قلم تو دل ودماغ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جو کچھ انسان کے نہاں خانۂ خمیر میں ہوتا ہے، یہ وہی کچھ اُگل کر رکھ دیتا ہے۔ ایک زمانہ میں یہ خواجہ صاحب عبداللہ چکڑالوی کے نظریۂ انکار حدیث سے بھی متاثر ہو بیٹھے تھے۔ علماء کرام نے اس وقت ان کا خوب تعاقب کیا تھا، خصوصاً ماہ نامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ میں تواتر کے ساتھ مولانا ظہور احمد بگویؒ کے مقالات شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۴۳ء تک کے مختلف پرچوں میں مولانا بگویؒ کے چند ایک مضامین کے نام یہ ہیں:

(۱) خواجہ حسن نظامی کی حقیقت (۲) حسن نظامی اور ان کے حواریوں کا مذہب (۳) حسن نظامی اپنے اصلی روپ میں (۴) سرکاری ولی (خواجہ حسن نظامی) چکڑالویت کے رُوپ میں ...... نیز مولانا محمد اکرم دھنولویؒ کا ایک مقالہ ''خواجہ حسن نظامی کا مذہب'' وغیرہم۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خواجہ صاحب نے قادیانیوں کی حمایت شروع کردی، تب مولانا ظہور احمد بگوی رحمہ اللہ کا ایک مضمون ''خواجہ حسن نظامی کی سر ظفر اللہ قادیانی کی تعریف'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ پھر خواجہ صاحب شیعیت کی گود میں جا گرے اس وقت امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ، رئیس المناظرین ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین

دبیر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام نے ہندوستان کے مختلف رسائل و جرائد میں ان کے خلاف مضامین لکھے، مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دو مزید مضامین بنام ''حسن نظامی کی تفضیلی شیعیت'' اور ''خواجہ حسن نظامی کی مطبوعات کے بائیکاٹ کا اعلان'' سپرد قلم کیے تھے۔ اس صورت حال سے آگاہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے متلون مزاج انسان کی تحقیقی یا علمی حیثیت اس معیار کی نہیں ہوتی کہ اسے بطور حوالہ کہیں پیش کیا جاسکے۔ خواجہ حسن نظامی کی ایک کتاب ''یزید نامہ'' کا آج کل بڑا چرچا ہے۔ انہوں نے پہلے ۱۳۳۵ھ میں خشک و تر مضامین سے لبریز ایک کتاب ''محرم نامہ'' لکھی تھی، اس کے بعد ''یزید نامہ'' تحریر کی۔ یہ کتاب اہل تشیع ہی شائع کرواتے رہے اور اب بھی شیعہ مکتبوں پر پائی جاتی ہے۔ ہمارے پیش نظر ''یزید نامہ'' کتاب ''مکتبہ کاظمیہ'' شاہدرہ ٹاؤن لاہور کی شائع شدہ ہے اور یہ مکتبہ ماضی میں فرقہ وارانہ اور اشتعال انگیز کتب چھاپنے میں معروف رہا ہے۔ مذکورہ کتاب سو فیصد شیعہ نظریات کی ترجمان ہے۔ اہل سنت اگر فسقِ یزید کے قائل ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں کہیں یزید کے خلاف کوئی عنوان نظر آئے، وہاں کھڑے ہو کر تالی بجادی جائے اور مندرجات پر غور کیے بغیر بے لگام مصنف کو اپنے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔ افراط و تفریط ایک مرضِ مزمن ہے، یعنی ٹھہرا ہوا اور لاعلاج مرض! سُنی مذہب اعتدال کا نام ہے، ہمارے اسلاف نے دائرہ اعتدال میں رہ کر حق و صداقت کو متعارف کروایا ہے...... آج تک کسی سنی عالم دین نے فسق یزید کا نظریہ پیش کر کے صحابیٔ رسول حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک ذرہ برابر بھی بے ادبی نہیں کی، ماضی قریب میں مولانا سید لعل شاہ بخاری نے جب ضخیم کتاب ''استخلافِ یزید'' لکھی تو اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات والا بابرکات کے متعلق بعض غیر ذمہ دارانہ عبارات بھی تھیں، قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی منفرد تصنیف ''خارجی فتنہ'' میں اس پر گرفت کی تو شاہ صاحب کے ایک شاگرد نے ''کھلی چٹھی'' کے نام سے ایک

تحریر بنا کر اپنے استاذ اور ممدوح کا تحفظ کرنا چاہا تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک کتاب ''دفاعِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' لکھی اور یہ ثابت کیا کہ اہلِ سنت والجماعت اگرچہ یزید کو فاسق ہی جانتے ہیں، مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کو اپنی پلکوں پر سجاتے ہیں اور ان کے دفاع کو اپنا شرعی و ایمانی فریضہ سمجھتے ہیں...... جب کہ خواجہ حسن نظامی کی مذکورہ کتاب ''یزید نامہ'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے حد گستاخی کی گئی ہے تو یہ کتاب ہمارے موقف کی مؤید بھلا کب اور کیسے ہو سکتی ہے؟ ہم اس کتاب کے بعض اقتباسات نذرِ قارئین کرتے ہیں، تاکہ ہمارے قارئین کی آنکھیں کھل جائیں کہ خواجہ حسن نظامی کا یہ یزید نامہ دراصل تبرا نامہ ہے جو انہوں نے صحابیٔ رسول کے ساتھ بغض و عداوت میں رافضیت کو خوش کرنے کے لیے لکھا ہے۔ یزید کے خلاف اہلِ سنت نے علمی طور پر جو کچھ لکھ دیا ہے وہ اہلِ بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔ اہلِ تشیع ہمارے ہزاروں تحقیقی صفحات میں سے تو ایک صفحہ بھی قبول نہیں کرتے۔ جب کہ خواجہ صاحب کی اس کتاب کو اپنے خرچ پر شائع کرتے ہیں تو ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریدہ دہنی کی گئی ہے۔ اس کے اقتباسات پڑھ کر حقیقت کی تہہ تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔

خواجہ حسن نظامی کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی

گذشتہ سطور میں ہم نے خواجہ حسن نظامی کتاب ''یزید نامہ'' پر تبصرے کا کچھ حصہ پیش کیا تھا اور سُنیت سے چکڑالویت، چکڑالویت سے قادیانیت اور پھر قادیانیت سے شیعیت کے فکری سفر کی ایک جھلک دکھائی تھی۔ ایسے متلون طبع لوگ جب تحقیق کے میدان میں اپنا مریل اور لاغر گھوڑا ڈالتے ہیں تو ایک نیا فتنہ وجود میں آجاتا ہے۔ خواجہ صاحب کی نثر نگاری اور اردو ادب کی ایک دنیا قائل ہے مگر یہ چیزیں مذہبی و تحقیقی مزاج سے بالکل مطابقت نہیں رکھتیں۔ انسان کا عقیدہ، فکری طہارت اور منصفانہ مزاج ہی اس کی بقاء و

عزت کا ضامن ہوتا ہے۔

''یزید نامہ'' کتاب شیعہ مکتبوں سے شائع ہوتی آ رہی ہے اور اب اس کا تازہ ایڈیشن بھی شیعوں نے شائع کیا ہے۔ اگر اہل سنت والجماعت فسق یزید کے قائل ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں کہیں کوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا خاندان بنواُمیہ کے دوسرے پارسا اصحابؓ واولیاء (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) کی پگڑیاں اُچھال کر یزید کی مذمت کرے تو ہم اسے گلے سے لگالیں قطعاً نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی کے پسینے پر بیٹھنے والی مکھی پر بھی آج کے ادیبوں، اور نثر نگاروں کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ ہم تو یزید کو بھی اس لیے قبول نہیں کرتے کہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا، کسی بھی انسان کی حرماں نصیبی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کسی صحابی پر ٹیڑھی نگاہ ڈالے، چہ جائیکہ اُن کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر خالق ومخلوق کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے گر جائے۔

خواجہ حسن نظامی نے اپنی اس کتاب میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں انتہا درجہ کی بے ادبی کی ہے۔ بغیر کسی جرح وتبصرہ کے ہم اس کے چند اقتباسات پیش قارئین کرتے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیاسی جرائم'' کی سرخی دے کر لکھتے ہیں:

''اگر معاویہ نہ ہوتے تو آج تمام دنیا کا جمہوری قانون، اسلامی جمہوریت کے ماتحت ہوتا۔ معاویہ نے مسلمانوں کے سیاسی فروغ کو، جو اصولِ مساوات کی بجلیوں کے ساتھ تمام افق کائنات پر چمکنا چاہتا تھا۔ نفسانیت کے بادلوں میں دبا دیا اور چھپا دیا۔ آج معاویہ زندہ ہوتے تو ہندوستان کے بنگالی ان پر گولی چلاتے، یورپ کے سوشلسٹ (اشتراکی) ان کو ملیامیٹ کر دینے کی کوشش کرتے اور اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو نہ سہی، ان کے اعمال وافعال تاریخوں میں زندہ ہیں، جن کو جمہوریت کے تمام فدائی اور حریت کے کل شیدائی قیامت تک

نفرت وحقارت سے یاد کریں گے اور مسلمانوں کا حزب الاحرار اپنی نئی نسلوں کو اس عدوئے مساوات کی دشمنی ورثہ میں دیا کرے گا۔ امیر معاویہ نے آنحضرت ﷺ اور خلفائے اربعہ کے تمام اصولِ جمہوری کو توڑ ڈالا، اور کوئی تسمہ آزادرائے کی گردن میں باقی نہ رکھا۔ اپنے بیٹے یزید کی بادشاہت بطور ورثہ کے انہوں نے قائم کی۔ مگر جناب معاویہ کے سیاسی جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔'' ❶

''امیر معاویہ کی تمدنی خطائیں'' کی سرخی دے کر لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ نے تمدن کی بربادی کے دونوں حصوں سے جی لگایا، انہوں نے عرب کی سادہ اور کم ضروریات کی زندگی کو مکلف اور بے انتہا ضروریات کی زندگی بنادیا اور اشیائے دنیا سے محبت کر کے خلقت کو رغبت دلائی کہ وہ بھی ان متغیر اور یکساں نہ رہنے والی چیزوں سے محبت کریں'' ❷

عطاء حسنی کی ''علی الایام'' ایک غیر معروف، نری مجہول اور نامعقول سی کتاب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''عید کی اذان بھی معاویہ کی ایجاد ہے اور تکبیر کی کمی بھی پہلے انہوں نے جاری کی تھی'' ❸

خواجہ حسن نظامی کی شقاوتِ قلبی کی انتہا یہ ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قاتل بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے، یعنی ان کو زہر دلوا کر مار دیا گیا تھا۔

قارئین کرام! آپ مندرجہ اقتباسات پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے کتنے بڑے مریض تھے۔ بایں ہمہ ان کے ڈھیٹ پن کا اندازہ لگائیں کہ اپنے متعلق لکھتے ہیں:

---

❶ یزید نامہ، صفحہ ۹۸، ۹۹

❷ ص ۱۰۲

❸ ایضاً ص ۴۳

''میں سُنی ہوں...... میں شیعہ مذہب کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا'' ⓿

فرمایئے! شیعیت کسے کہتے ہیں؟ جو زبان ایک صحابی رسول ﷺ کے متعلق اہل تشیع استعمال کرتے ہیں، وہی کچھ خواجہ حسن نظامی کا قلم اُگل گیا۔ اس کے باوجود خود کو سُنی سمجھنا بہت بڑی خود فریبی ہے۔ سُنیت نام ہے، اصحاب رسول ﷺ کی تعظیم کا، محبت کا اور والہانہ عشق و عقیدت کا، اور ''شیعیت'' نام ہے اصحاب رسول ﷺ کی بے ادبی و بے توقیری اور بغض و عناد کا...... جو شیعہ کہلوا کر صحابہ کا ادب کرتا ہے اس کی شیعیت مشکوک ہے اور جو خود کو سُنی کہلوا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کی بے ادبی کرتا ہے اس کی سُنیت محل نظر ہے۔ یہی تاریخ کا فیصلہ ہے۔ کسی سُنی کی زبان و قلم کی بے احتیاطی سے کوئی ایک آدھ جملہ ایسا سرزد ہو جائے جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت پر حرف آ رہا ہو تو اس کی تاویل بھی کی جا سکتی ہے اور قائل کی مُراد پر بھی غور و فکر کی گنجائش نکالی جا سکتی ہے۔ مگر صراحتاً اور بار بار، صفحہ بہ صفحہ کسی صحابی پر طنز کرنے والا اہل سنت کی صفوں میں جگہ نہیں پا سکتا۔ یہی آفاقی اور دائمی اصول چلا آ رہا ہے یزید کے فسق و فجور پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کر کے نہیں، یزید کی حمایت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین ہو یا یزید کی شدید مخالفت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی! گمراہی ہے، یقیناً گمراہی ہے، آیئے سُنی موقف کے سایہ میں آ جایئے! اعتدال زندہ قوموں کا شعار ہے اور بے اعتدالی کھانے میں ہو تو معدے کی تباہی ہے، فکر و نظر میں ہو تو دماغ کی تباہی ہے۔ اس لیے ہم یہ کہتے آ رہے ہیں کہ شیعہ ہوں، یا خارجی، ناصبی ہوں یا یزیدی، یہ طبعاً غصیلے مزاج کے ہوتے ہیں۔ جہاں اعتدال ہو وہاں تحمل ہوتا ہے اور جہاں بے اعتدالی ہو، وہاں غصہ، نفرت، اور گالیاں ہوتی ہیں۔ غیر صحابی پر ہمارے اسلاف صحابی کو کس حد تک ترجیح دیتے تھے؟ ایک حوالہ ملاحظہ فرمالیجیے۔

⓿ ص ۴۰

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تھا کہ فلاں آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا:

لاتجالِسہُ ولاتئواکلہ ولاتشاربہ واذا مرض فلاتعدہ۔

''اس کے ساتھ مت بیٹھو، مت کھاؤ، مت پیو اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو عیادت بھی مت کرو'' ❶

ایک شیعہ مصنف نے کافی عرصہ پہلے اپنے ایک مطبوعہ پمفلٹ میں شیعہ مصنفین سے یہ شکوہ کیا تھا کہ

''میں جناب غلام حسین صاحب (نجفی) و دیگر شیعہ صاحبان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ چند خارجی عقائد کے لوگوں کی تحریر و تقریر کی بناء پر تمام اہل سنت کو مطعون کرنا کونسا انصاف ہے؟''

مزید لکھتے ہیں:

''میں تو کہتا ہوں وہ سنی نہیں جس کے دل میں محبتِ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم نہ ہو''

اور یہ بھی تحریر کیا کہ

''خارجی عقائد والے حضرات اپنے کو اہل سنت ہی کہتے ہیں، حالانکہ دونوں کے عقائد میں بہت فرق ہے، ان شاء اللہ حق آج نہیں، تو کل آشکارا ہو کر رہے گا'' ❷

یہ ایک شیعہ قلمکار کی آواز ہے۔ اس کتابچہ کے باقی مندرجات وہی ہیں، جو کسی شیعہ کے ہو سکتے ہیں۔ یعنی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا اور بالخصوص سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گستاخی، مگر اتنا تو ماننے پر وہ بھی مجبور ہیں کہ خوارج کے نظریات اہل سنت والجماعت پر تھوپ کر انہیں مطعون کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ حمایت یزید بھی انہی

---

❶ طبقات الحنابلۃ، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳۰۱

❷ بحوالہ، تاریخ کا ایک المیہ، صف ۲۲، ۲۴۔ سید شجاع الدین دہلوی، مطبوعہ علی پبلی کیشنز، پوسٹ بکس ۵۳۹۵ کراچی

لوگوں نے کی جو اہل سنت کی شاہراہِ اعتدال سے اتر گئے۔ بعض لوگ تو کھلم کھلا یزید کی حمایت کرتے ہیں اور سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بے ادبی تک کرنے سے نہیں چوکتے۔ لیکن کچھ محتاط طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جو بڑے، لطیف باریک اور غیر محسوس انداز میں کسی صحابی پر وار کر جاتی ہیں۔ وہ نہ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی غیر مؤدبانہ جملہ کہتے ہیں اور نہ ہی سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہیں۔ یزید کو علانیہ فاسق و فاجر تسلیم کرتے ہیں، مگر اس کے باوجود بھی شعوری یا غیر شعوری پر، یا پھر کمالِ مہارت سے وہ ایسا خفیہ وار کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسی قسم کے ماہرین اگرچہ انگلی کے پوروں پر ہی گنے جاسکتے ہیں، لیکن جو ہیں اُن سے کم از کم اہلِ علم کو تو مطلع رہنا چاہیے۔ تقی رضا رضوی علیگ کی ایک عبارت آپ ملاحظہ فرمائیں۔

''یزید بلاشبہ ایک مسلمان تھا، فاسق اور ظالم تھا لیکن اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر اثر پرورش پائی تھی، باوجود اپنی تمام برائیوں کے وہ خلیفہ بن گیا۔ اور اس کی بیعت پر اجماعِ امت تھا۔ اس سے پیشگی خیر کی توقع نہ کرنا اور اعلانِ جنگ کر دینا! پھر وہی اقتدار کی بات ہے کہ ہم خلافت کے زیادہ اہل اور حق دار ہیں۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ اطاعت کرو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اولی الامر کی۔ ہاں اگر اولی الامر ایسے احکامات دیں، جو دینِ الٰہی کے خلاف ہوں تو پھیر دو ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ بے شک امام حسین رضی اللہ عنہ یزید سے لاکھوں گنا بہتر اور برتر تھے۔ لیکن یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ نیک ترین اور صالح ترین افراد اقتدار سے محروم رہتے ہیں اور ان سے کم تر اس کو پالیتے ہیں۔ یہ کوئی نیا حادثہ نہ تھا۔ [1]

---

[1] بحوالہ، رحلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کربلا تک، صفحہ ۴۹، ۵۰، مطبوعہ، ادارۂ فکر جدید۔ اے/۷/۹ ابلاک ایل شمالی ناظم آباد کراچی

شاید ایک بار پڑھنے سے آپ تہہ تک نہ پہنچ پائیں۔ ایک سے زائد بار پڑھیں گے تو آپ کچھ نہ کچھ ضرور محسوس کریں گے۔ اس عبارت کی ابتداء فسقِ یزید سے کی گئی اور انتہا منقبتِ حسین رضی اللہ عنہ پر۔ لیکن درمیان میں یہ لکھنا کہ ''یزید سے پیشگی خیر کی توقع نہ کرنا اور اعلانِ جنگ کر دینا، پھر وہی اقتدار کی بات ہے کہ ہم خلافت کے زیادہ اہل اور حق دار ہیں'' حضرتِ حسین رضی اللہ عنہ کی نیت پر حملہ نہ سہی، شک ضرور کیا جا رہا ہے۔

حامیانِ یزید سے عقل و دانش کی توقع رکھنا تو گدھے کے سر سے سینگ تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ یزیدیوں کی کھوپڑی میں فہم نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ان لیے اس عبارت میں یا اس کتاب کی دیگر عبارات میں مؤلف نے بڑی مہارت سے اپنے کرتب دکھائے ہیں کہ نہ ان کے سُنی ہونے کا صحیح اندازہ ہوتا ہے نہ شیعہ ہونے کا۔ ایسی عبارات ایک عام آدمی کے ذہن کو جلدی متاثر کر لیتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان کی جان اور مذہب اسلام کی روح ہیں۔ ان کی نیتوں پر حملہ کرنے سے اثاثۂ اسلام لُٹتا ہے۔ خدا جانے اہل سنت کے اس دردِ دل کو کب سمجھا جائے گا؟ ملک شیخین صابر مرحوم کی یہ بات ایک لطیفہ نما ہے کہ

''ہمارے خیال میں یزید کے خلاف غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ اس لیے پھیلنے میں کامیاب ہو گیا کہ اس کی حکومت کے زمانے میں ریحانۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا۔ اس لیے ایسے آدمی کے متعلق جو بھی برائی کسی نے سنا دی وہ قابل یقین ہو گئی۔ ⭘

چودہ صدیوں کے مفسرین ومحدثین اور متکلمین ومؤرخین سب کے سب کیا کانوں کے اتنے کچے تھے کہ سُنی سنائی باتیں ان کے دماغ میں جا کر ''یقین'' کا روپ دھار لیتی تھیں؟ اور پھر یزید کے خلاف پروپیگنڈا شروع ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ''واقعہ شہادت یزید کے زمانہ میں پیش آیا'' ایک ادھوری حقیقت ہے۔ پوری حقیقت یہ ہے کہ یزید کے

⭘ عظمتِ محرم، صفحہ ۱۲۰

حکم سے پیش آیا۔ تعجب کی بات ہے کہ خلافت راشدہ کے دوسرے تاجدار سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو یہ کہیں کہ اگر میرے دورِ خلافت میں دریائے فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی پیاسا مر گیا تو قیامت کے دن مجھ سے باز پرس ہو گی۔ اور یہاں بکری کا بچہ تو کیا، ایک جید صحابی، نبی کا نواسہ، اپنی مقدس آل سمیت لق و دق صحرا میں تڑپا دیا جاتا ہے۔ تو یزید کے عقیدت مند پوری تسلی سے کہتے ہیں کہ بس اس کے زمانہ میں واقعہ پیش آ گیا تھا سو وہ بدنام ہو گیا۔ ملک شیخین صابر کے ممدوح مولانا عظیم الدین صدیقی کا نظریہ یہ تھا کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ عہدِ رسالت ہی سے اپنے آپ کو خلافت و نیابتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اوروں سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں انہیں کسی انتظامی ذمہ داری کا اہل نہ سمجھتے ہوئے کوئی منصب عطا نہ کیا، صرف دو بار ذیلی و نجی قسم کی ڈیوٹی ذمہ لگائی۔ اسی بناء پر عہد رسالت کے بعد حضراتِ صحابہ کرامؓ نے بھی انہیں کسی کلیدی اور قومی و ملی اہمیت کے منصب کا اہل نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ امام اوّل حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات، امامِ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور امام سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب بہ اندازِ دیگر آپ برسرِ اقتدار لائے گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ ذاتی و شخصی اور انفرادی قسم کے فضائل کے باوجود آپ اسلام اور مسلمان قوم کے کامیاب نگہبان ثابت نہ ہو سکے۔ مظلوم خلیفہ کی تڑپتی لاش پر قائم کردہ حکمرانی قبول کرنے سے لے کر جمل و صفین اور نہروان میں ایک لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں کے کشت و خون تک تمام واقعات اس حقیقت کا منہ بولتا تاریخی ثبوت ہیں۔ [1]

قارئین کرام! اس اقتباس کے ایک ایک لفظ سے کیا بغض صحابی کی بو نہیں آ رہی؟ اس عبارت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کتنے حملے کیے گئے؟ خود گنتی کر لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دِل میں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خلافت کی طمع، حضور علیہ السلام اور حضرات ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا انہیں

---

[1] آثار سحر، مکتوب بنام شوکت علی خان، صفحہ ۷۔ مطبوعہ مجلس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کراچی

نا اہل سمجھ کر کوئی ذمہ داری نہ سونپنا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تڑپتی لاش پر خلافت کا حصول، یہ سارے الزامات کس پر لگائے جا رہے ہیں؟ ایک جلیل القدر صحابیٔ رسول پر! یہ وہی عظیم الدین صدیقی ہیں، جنہوں نے ''حیات سیدنا یزید'' کے نام سے کتاب لکھی۔ بالآخر حمایت یزید اُنہیں بغض علی رضی اللہ عنہ پر لے ہی آئی۔ کیا اب بھی ہمارے بھولے بھالے سُنی نوجوان حق آشنائی سے بھاگیں گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ، یہ تینوں عظمت کے پیکر ہیں، صحابہٴ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اِدھر اُدھر کے نقلی اور ناپائیدار تاج اٹھا کر یزید کے سر پر رکھنے والے اور پھر اس کی عقیدت میں اندھے ہو کر صحابہ کی نیتوں پر حملے کرنے والے اہل سنت کے آنگن کے خاکروب بننے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اقتدار کا لالچی کہنے والوں کا ہاتھ خلافت راشدہ کے چوتھے تاجدار کے گریبان تک بھی پہنچ گیا ہے۔ ہائے افسوس۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پگڑیاں اُچھل رہی ہیں۔ ''قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی'' کے قرآنی تمغوں پر جہالت کی گرد ڈالی جا رہی ہے۔ ''كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی'' کی خدائی اسناد کو یزیدیت، رافضیت اور خارجیت کی دیمک چاٹنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ اور پھر دعویٰ یہ کہ ہم ہی اہل سنت ہیں' باقی سب تاریخ کے متاثرین؟

مسجد میں امام آج ہوا آ کے کہاں سے؟
کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ کا یزید کے لیے بدعائیہ جملہ

صوفیائے کرام عموماً نرم خُو ہوتے ہیں۔ اس طبقے کو دعائیں آتی ہیں، بددعائیں نہیں۔ معرفت الٰہیہ اور ہدایتِ خلق پر ان کے ملفوظات، معلومات اور فیوضات پر سینکڑوں مطبوعات ہیں۔ ایک حضرت تھانوی رحمہ اللہ ہی کو لے لیجیے! آپ کی حکمت اور دانش بھری باتوں میں اتنی گہرائی ہوتی ہے کہ ایک کتاب سے کئی کتابیں بنتی چلی جاتی ہیں۔ آپ کی ہر

بات گویا انار کا پھل ہے کہ جس کی تہہ در تہہ سے دانے برآمد ہوتے چلے آتے ہیں...... حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ المعروف حضرت گنج بخش کی نیم شب ریاضتوں کے جلوے آج بھی اہل دل محسوس کر رہے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ صوفیاء کرام کو عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کتنا احساس تھا؟ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ کے نوک قلم پر جب یزید کا نام آتا ہے تو ان کا مومنانہ جلال صوفیانہ جمال پر غالب آ جاتا ہے۔ پڑھیے۔

''چوں ایشاں را بر اشتراں برہینہ بدمشق اندر آوردند پیش یزید بن معاویہؓ علیہ ما یستحق اخزاہ اللہ۔ ❶

ترجمہ: ''جب اہل بیت کی باعصمت عورتیں دمشق میں دربارِ یزید میں لائی گئیں، اس پردہ ہو جس کا وہ استحقاق رکھتا ہے، خدا یزید کو ذلیل کرے''

علیہ مایستحق کی مختصر تشریح

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ کے یزید کے متعلق دو جملے اس عبارت میں موجود ہیں، ایک میں تو انہوں نے صراحتاً اس کی ذلت و رسوائی کی بددعا کی، اور دوسرا جملہ، علیہ مایستحق استعمال فرمایا۔ یہ جملہ اکثر محدثین کرامؒ نے بھی یزید کے متعلق لکھا ہے، مثلاً فخر احناف علامہ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ نے ''عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر ۲۴، صفحہ نمبر ۱۸۰ پر یہی الفاظ درج کیے ہیں۔ اس جملے سے اسلاف امت کے خیالات پرکھے جا سکتے ہیں۔ اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ ''علیہم السلام''، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ ''رضوان اللہ علیہم اجمعین'' اور اولیاء اللہ کے ناموں کے ساتھ علامت ترحم یعنی ''رح'' درج کرتے ہیں لیکن یزید کے نام کے ساتھ ''عَلَیْہِ مَایَسْتَحِقُّ'' لکھنا پتہ دے رہا ہے کہ یہ حضرات یزید کو رحمت خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ یہ محتاط اور خاموش زبان ہے اور

---

❶ کشف المحجوب، فارسی صفحہ نمبر ۵۹، باب فی ذکر ائمتھم من اہل البیت

خاموشی رضا ہی تصور کی جاتی ہے اور اولیاء اللہ نے یہ طریقہ بارگاہ رسالت ﷺ سے لیا، چنانچہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اذا سلم علیکم الیھود فقولوا وعلیکم" ❶

"جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو تم جواب میں فقط "وعلیکم" کہہ دیا کرو، کیونکہ ان پر سلامتی تو کی نہیں جاسکتی، یوں کہہ دیا کرو کہ "تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو"

اس کے مقابلہ میں مومن کے لیے "رحمۃ اللہ علیہ" لکھا اور بولا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام میں آج تک کسی نے یزید کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں یزید کی کل کائنات محمود احمد عباسی، نذیر احمد شاکر، عظیم الدین صدیقی، حکیم فیض عالم صدیقی، سلطان نظامی، یا پھر ملتان و ہزارہ کے اکا دکا "شرفاء" ہیں جو یزید نام پر علامت ترحم ڈالتے ہیں اور یہ بھی یزید سے ہمدردی کے طور پر نہیں۔ بلکہ ہٹ دھرمی اور جہالت کی بنیاد پر ہے۔

امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ المعروف مجدد الف ثانی یزید کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے؟...... مکتوبات شریف کی عبارت پڑھیے:

"یزید بے دولت از زمرۂ فسق است، توقف و در لعنت او بنا بر اصل مقدار اہل سنت است کہ شخص معین را تجویز لعنت نہ کردہ اند، مگر آنکہ بے یقین معلوم کند کہ خاتمہ او بر کفر بودہ" ❷

یزید زمرۂ فساق میں ہے۔ اس پر لعنت کرنے میں جو علماء توقف کرتے ہیں، وہ دراصل اہل سنت کے ایک معروف اصول کی بناء پر ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ جب تک کسی کے خاتمہ بالکفر کا یقین نہ ہو جائے، شخصِ معین پر لعنت نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ حنفی صوفیاء میں ایک معروف نام ہے ہندوستان کے جملہ

---

❶ صحیح بخاری جلد ۲، ص ۹۲۵

❷ مکتوبات شریف جلد ۲، ص ۳۴

صوفیاء کرام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے مقلد گزرے ہیں، حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ کو "سنیوں کا مقتداء وامام لکھا ہے۔" ملاحظہ ہو۔ کشف المحجوب صفحہ نمبر ۳۷، فارسی) حضرت گنج شکرؒ فرماتے ہیں:

جند اسیر اے جو روجفا دی
دلڑی قیدی کرب و بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید اے ❶

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو حضرت حسین رحمۃ اللہ کے رقیبوں کو خوفِ خدا سے عاری قرار دیتے ہیں:

جے کر مندے بیعت رسولی
تاں پانی بند کیوں کر دے ہو
جے کر کردے خوف خدا دا
تاں تنبو خیمے کیوں سڑدے ہو ❷

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ نے اپنے فارسی اشعار میں یزید کو "ناخلف" لکھا اور مزید یہ کہ اس نے دنیا کی خاطر اپنا دین داؤ پر لگایا، فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید ناخلف
دین خود کردہ برائے او تلف ❸

قارئین کرام! مستجاب الدعوات لوگوں کے قلم اور زبان سے یزید کو جو بددعائیں دی جارہی ہیں، یہ آوازِ خلق نقارۂ خدا کی جیتی جاگتی مثال ہے کیونکہ واقعہ وحادثۂ کربلا کے بعد خاندانِ نبوت کے بچوں اور عورتوں کی آہ وزاری اور بددعائیں تو یزید اور اس کے لشکر پر

---

❶ دیوانِ خواجہ فرید، ص ۱۳۱
❷ ابیاتِ باہوؒ، ص ۱۹
❸ مثنوی بوعلی قلندر، ص ۶

پڑی ہی تھیں۔ جنات جیسی مخلوق نے بھی بددعائیں کیں، جنات کے بددعائیہ اشعار اہل علم کی کتابوں میں درج ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب میں یہ اشعار درج کیے ہیں، ملاحظہ کریں:

ایها القاتلون ظلماً حسینا
البشر وابا العذاب والتنکیل
کل اهل السماء یدعوا علیکم
من نبی وملك و قبیل ٥

ترجمہ: ''اے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلو! تمہیں عذاب اور ذلت کی بشارت ہے، جملہ آسمان والے تمہیں بددعائیں دیتے ہیں، خواہ ان میں نبی ہوں، فرشتے ہوں یا دوسرے طبقات''

نوٹ: علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جن کے اشعار درج کیے گئے ہیں، یہ وہی ہیں، جن کی مناقب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر شاندار کتاب ''تطہیر الجنان'' کے نام سے مشہور ہے یہ ہمایوں بادشاہ کی فرمائش پر لکھی گئی تھی اور امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو سالہا سال سے متواتر شائع ہو رہا ہے اور اب ''حلقۂ احباب نفیس لاہور'' نے بھی یہ کتاب خوبصورت انداز میں شائع کر دی ہے۔ جس کا مقدمہ راقم الحروف کو لکھنے کا شرف حاصل ہوا الحمدللہ علی ذالک۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت کا سہارا لے کر یزید کی حمایت کرنے والے غور وفکر کریں کہ اگر حُب معاویہ رضی اللہ عنہ، حُب یزید سے مشروط ہوتی تو یہ حضرات کوئی ایک آدھ جملہ تو اس کی تعریف میں لکھ جاتے مگر ایسا کوئی ثبوت کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

---

٥ صواعق محرقہ صفحہ نمبر ۱۹۳

ماہ نامہ الاحرار ملتان کا یزید نمبر

جنوبی پنجاب سے اس بار پھر ماہ محرم الحرام میں فسق یزید کی بو آئی ہے۔ یہ ماہ نامہ ''الاحرار'' کی خصوصی اشاعت ہے۔ ٹائیٹل پہ امام عالی مقام سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا نام نامی جلی حروف میں لکھا گیا ہے۔ مگر اندر یزید کو مومن کامل ثابت کرنے کے لیے ایڑیوں تک زور لگایا گیا ہے۔ ہم پہلے بھی بارہا مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ حامیان یزید اپنے ممدوح کی حمایت بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا لیبل لگا کر کرتے ہیں اور یہ صحابی رسول کی زندہ کرامت ہے۔ اس خصوصی اشاعت سے صفحہ بہ صفحہ ہمیں سگریٹ کے دھوئیں کی بو مسلسل آتی رہی ہے۔ ممکن ہے اس کے کار پردازان سگریٹ نوش ہوں۔ تفنن طبع کے طور پر عرض ہے کہ راقم الحروف مارچ ۲۰۰۵ء میں شیعہ آنجہانی غلام حسین نجفی سے کتابیں خریدنے ان کے ہاں جا پہنچا تھا، اتفاق سے وہ حقہ پی رہے تھے اور اپنے طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ مجھ سے پوچھا کہ آپ کو میری کتابیں کیسی لگیں؟ ''عرض کی بس حقے کی بدبو بہت آتی ہے۔'' حقہ نوشوں اور سگریٹ بازوں نے امت میں گہرے دراڑ ڈال کر کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ مدیر محترم نے حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کو اپنا ''مرشد گرامی'' قرار دیا ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مجاز بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ اور ''مُریدِ محض'' کے نظریہ میں زمین و آسمان کا یہ فرق کیوں ہے؟ تو یہ کوئی انہونی بات نہیں، یزید کے مسئلہ پر حامیان یزید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کو معاف نہیں کرتے، مرشد گرامی کو کراس کر گئے تو کیا حیرت؟

اس خصوصی اشاعت کے اداریہ کا ایک اقتباس پڑھ کر ہم کافی دیر ہنستے رہے۔

''ہم نے اپنی طرف سے ایک لفظ تک نہیں لکھا، کوشش یہی کی ہے کہ وہ علماء حضرات جن کے فرمودات وتحریرات کو اہل علم کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل ہے اور ان کی علمی حیثیت بھی مسلمہ ہے، صرف انہی کی منتخب تحریریں شامل اشاعت کی جائیں، ہمیں نہیں معلوم ہماری یہ کاوش آپ کو کیسے لگے گی؟ کیونکہ شہادت سیدنا

حسین رضی اللہ عنہ کا سانحہ جتنا دلخراش ہے، وہیں مبالغہ آمیز، غلط العام کی زد میں بھی ہے۔ جبکہ امت متوسط کے ذمہ ہے اور لازم ہے کہ وہ کسی بھی معاملہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، مبالغہ کسی بھی انسان کے لیے ہو بہر حال نقصان دہ ہے اور موجب اختلاف وفساد ہے۔ ❶

تبصرہ

درجۂ قبولیت کو پہنچے ہوئے جن بزرگوں کے مرچ مصالحہ سے یہ یزیدی سالن تیار کیا گیا ہے ان میں محمد فاروقی النعمانی، حکیم محمود احمد ظفر، مولانا پیر عبدالستار شاہ وغیرہ وغیرہ ہیں اور یہ تینوں کٹر یزیدی ہیں۔ باقی ماندہ مضامین نگاروں کے مقالہ جات کل کے کل محمود احمد عباسی، عظیم الدین صدیقی اور ابو یزید محمد دین بٹ کی زنبیل جہل سے اندوختہ ہیں۔ جن پر تبصرہ کرنا خوانخواہ انہیں مشہور کرنے کے مترادف ہے۔

ہاں البتہ تین نام واقعی معتبر ہیں، جن کے مضامین اس خصوصی اشاعت میں شامل ہیں۔

① امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ

② مولانا سید حسن بن مولانا نبیہ حسن رحمہ اللہ ③ مولانا محمد علی نقشبندی رحمہ اللہ

- اور ان تینوں حضرات نے فسق یزید کے مسئلہ پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا، ان حضرات کے مضامین میں جو یزید کے فسق وفجور کی بحث ہے، وہ شامل اشاعت نہیں کی گئی کیونکہ پھر منصوبہ فلاپ ہو جاتا امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق نظریہ کیا تھا؟ ملاحظہ فرمائیے۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا واقعۂ کربلا سبق لینے کے لیے کافی ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کو کٹوا دیا اور خود بھی جان دے دی، بھلا جس کے بیٹے کی استقامت وحمیت کا یہ

---

❶ الاحرار، صفحہ ۶، دسمبر ۲۰۱۲ء

حال ہو، اس کے باپ کی نسبت یہ گمان کیسے ہوسکتا ہے کہ اس نے بخوف جان یا طمع دنیا ظالموں اور غاصبوں کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ ❶

(۲) مولانا محمد حسنؒ کی کتاب ''تاریخ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، اہل حق کی نظر میں'' بھی دراصل محمود احمد عباسی کی کتاب کے ردعمل کے طور پر لکھی گئی تھی۔ اور اس پر مقدمہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے لکھا، حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے محمود عباسی کے ایرادات کے جوابات دیئے اور مولانا محمد حسن رحمہ اللہ نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی احوال قلم بند کیے، ہر دو حضرات کا فسقِ یزید کے متعلق وہی نظریہ ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے اور ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے ابتدائی صفحات ہی قاری پر حقیقت آشکارا کر دیتے ہیں۔

(۳) مولانا محمد علی نقشبندی بریلوی مسلک کے عالم تھے، اور ردّ رفض پر بہت بڑا علمی سرمایہ چھوڑ گئے ہیں۔ فقہ جعفریہ (چار جلدوں میں) عقائد جعفریہ (چار جلدوں میں) تحفہ جعفریہ (چار جلدوں میں) میزان الکتب اور ''دشمنانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ'' (دو جلدیں) ان کی شہکار تصانیف ہیں۔ آپ بھی فسق یزید کے قائل تھے، اور ان کی کتابوں سے درجنوں عبارتیں اس دعوے پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ ہم تو کب سے کہتے آرہے ہیں کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے لے کر قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ تک کسی صدی کا، کسی ملک کا، کسی شہر کا، کسی مسلک اور کسی برادری کا ایک محقق عالم پیش کیجئے جس نے ردّ رفض کے محاذ پر کام کرتے ہوئے کبھی یزید کی تعریف کی ہو۔ پھبتیوں کے جھاڑ باندھنے آسان ہیں، مگر اہل سنت کی فصیل میں نقب زنی کرنا ناممکن ہے۔ یہ کام تو خود یزید نہیں کرسکا، اس کے پرستار کیسے کر پائیں گے؟

قبولیت کے درجوں پر فائز یہ تین علماء کرام تو ہماری پشت پہ کھڑے ہیں۔ اب ''الاحرار'' کے دامن میں کیا بچا؟ وہی محمود عباسی، فاروقی النعمانی اور اغیرہ وغیرہ۔

---

❶ ابو الائمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مقدس تعلیمات صفحہ ۲۴

خصوصی اشاعت کے صفحہ ۱۰ پر محمود احمد عباسی صاحب کی کتاب ''تحقیق مزید'' کی مدد سے معروف رباعی ''شاہ است حسین'' کی تردید کی گئی ہے۔ اس کی نسبت میں تو اختلاف ہو سکتا ہے، نفسِ اشعار پر نہیں۔ شعراء کے ستر فیصد کلام کو جب تک تاویل کا سہارا نہ دیا جائے، اس سے کوئی بھی مطلب نکالا جا سکتا ہے۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ رحمہ اللہ کی نظم ''شاہ است غنی بادشاہ است غنی'' اپنی جگہ درست ہے اور وہ اپنی جگہ! اب سے دو سو سال بعد اگر کوئی کہہ دے کہ یہ اشعار شاہ صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ پنوں عاقل کے کسی شاعر نے کہے ہیں تو کیا ان اشعار کی ہی مخالفت کر دی جائے گی؟ نسبت شئی اور حقیقت شئی جدا جدا چیزیں ہیں۔ نسبتوں کے اختلاف سے حقیقتیں دم نہیں توڑ جاتیں۔

کوئی مولانا طارق محمود مدنی نام کے صاحب بھی اس دنیائے آب و گل میں جی رہے ہیں۔ خصوصی اشاعت میں ان کا مضمون بھی بیگن کا بھرتہ ہے۔ ان کے مضمون کی ابتدائی سرخی یہ ہے۔

''راقم کا مؤقف اور سانحۂ کربلا کی حقیقت''

یہ ہے ساری تحقیق کا نچوڑ، راقم اور سانحہ کربلا؟ اسے کہتے ہیں ''کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔''

صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں۔

''لیکن یہ حقیقت بھی ملحوظ رہے کہ یزید بن معاویہؓ بے شک صحابی رسول نہیں لیکن دنیا کا کوئی مولوی، مفتی، عالم اور تاریخ دان یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ صحابی رسول کا بیٹا نہیں، ساری دنیا کے دانشور، علماء تاریخ دان تسلیم کریں گے کہ یزید کاتبِ وحی امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور بہر حال تابعی ہے۔ یزید صحابی رسول نہ ہونے کے باعث امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن آج کل کے چودھویں صدی کے مسلمان حکمرانوں سے زیادہ برا نہیں۔ آج کل کے خائن اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے مولویوں سے بُرا نہیں''

تبصرہ

سر کو جس طرف مرضی گھمالیں، ناف درمیان میں ہی آئے گی، یزیدی لوگ ادھر سے اُدھر قلابازیاں لینے کے بعد آخر یزید کی منقبت پر آکر دم لیتے ہیں۔ امیر المؤمنین، کاتب وحی یا صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں ان اعزازات کا یزید کو کیا فائدہ؟ رہی یہ بات کہ وہ تابعی ہے تو یہ بھی لاعلمی کی بناء پر کہا جاتا ہے۔ جس طرح صحابیت کا شرف پانے کے لیے ایمان کی حالت میں چہرۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا شرط ہے، ایسے ہی تابعی بننے کے لیے تقویٰ وطہارت کی حالت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت شرط ہے سو ابوجہل صحابی نہیں ہے اور یزید تابعی نہیں ہے۔ اسلام کے چودہ سو سالہ لٹریچر میں تابعین کے احوال وآثار پر باقاعدہ کام ہوا ہے۔ ایک محدث، ایک مفسر ایک فقیہ، اور ایک صوفی پیش کیجئے جس نے یزید کو تابعی کہا ہو؟ اگر ثابت نہ کرسکیں تو پھر اپنی خودساختہ تعبیرات کی بوری اٹھایئے اور بوری سمیت سمندر میں کود جایئے۔ باقی یہ جذباتی فلسفہ کہ یزید آج کے مسلمان حکمرانوں سے بہتر تھا، سے بھی اتفاق ناممکن ہے۔ جن حکمرانوں کی گردن پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خون کا بوجھ نہیں ہے وہ اُس سے اچھے ہیں۔ مکرر عرض ہے کہ یزید تو کبھی اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی نہیں بیٹھا، حتی کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا، اور جلیل القدر صحابی کا جنازہ نصیب نہ ہوا۔ بہرکیف فسق، فسق ہے وہ کسی بھی زمانے میں ہو، ہاں ماحول اور شخصیات کے بدلنے سے فسق کی شدت بھی بدل جاتی ہے۔ ایک آدمی مسجد میں بیٹھ کر شراب پیتا ہے، یہ مسجد سے باہر بیٹھے ہوئے مے نوش سے بڑا مجرم ہے۔ ایک بادشاہ عام مسلمانوں کی سلطنت پر حملہ آور ہوکر کشت وخون کرتا ہے اور دوسرا مدینہ طیبہ پر سنگ زنی کرتا ہے، ثانی الذکر بڑا مجرم ہے، ایک بادشاہ کسی عام مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگتا ہے، اور دوسرا صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہاتا ہے ثانی الذکر بڑا فاسق ہے۔ شرع سے اور عقل سے، عوام سے یا خواص سے، جس سے چاہیں فیصلہ لے لیں۔ کسی بھی انسان میں اگر ذرہ بھر بھی انصاف کا مادہ ہو تو وہ کبھی اہل سنت

والجماعت کو حامیٔ یزید کا طعنہ نہیں دے سکتا مگر اب نادان لوگوں نے اعتراضات کے مواقع فراہم کر دیئے ہیں جس زمانے میں محمود احمد عباسی جیسے لوگ افراط و تفریط پھیلا رہے تھے۔ بعض شیعہ لوگوں نے بھی ان کی آواز کو پوری سنی قوم کی آواز قرار نہ دیا...... ایک حوالہ پڑھیں، سید نجم الحسن رضوی نے لکھا ہے:

''محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافت معاویہ و یزید'' کی رد میں شیعہ صاحبان نے تو دو یا تین کتابیں تحریر کی ہیں لیکن اس کتاب نے سارے ہندوستان و پاکستان کے اہل سنت میں غم و غصہ کی لہر دوڑا دی اور ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اہل سنت نے اس کے لکھنے والے کو فتنہ پرداز اور دشمن اسلام ثابت کیا۔ علمائے اہل سنت نے جس شدت اور کثرت کے ساتھ اس کتاب کی مخالفت کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت اہل بیت کے گرویدہ ہیں اور ان کی محبت کو ایک دینی فریضہ سمجھتے ہیں'' ❶

اہل تشیع نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیا کہ آج اچھے بھلے سنی العقیدہ مسلمان بھی آپ رضی اللہ عنہ کا نام زیرِ لب لیتے ہیں۔ مگر صحابی کوئی بھی ہو وہ کسی کی مدح کا محتاج نہیں، ساری دنیا صحابہ کے در کے فیض کی بھکاری ہے۔ لوگوں کی اس طوطا چشمی سے اب نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ اگر اخبارات یا رسائل و جرائد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نظر آ جائے تو خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

پاکستان کے ایک معروف صحافی جو آزادانہ فکری روش میں اپنی مثال آپ ہیں، یعنی حسن نثار، انہوں نے اپنے ایک کالم میں ایسا ہی ایک شذرہ لکھ کر ہماری آنکھیں چکا دیں، وہ لکھتے ہیں:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یاد آتے ہیں کہ مدبر اور سٹیٹسمین تھے، خالی خولی ڈنگ ٹپاؤ قسم کے سیاست دان نہیں تھے، کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کی

---

❶ شیعہ، سنی صفحہ نمبر ۱۸۱، مطبوعہ کراچی سن اشاعت ۱۹۸۸ء

سیاسی کامیابیوں کا راز پوچھا تو حیرت انگیز جواب دیا، فرمایا: زندگی میں تعلق کی قدر و قیمت سے بہت آگاہ رہا ہوں میرا تعلق اگر کبھی کسی وحشی بدو سے استوار ہو گیا تو اسے ہر قیمت پر قائم رکھا اور کبھی ٹوٹنے نہیں دیا، خواہ وہ بدو تیز ترین اونٹنی پر سوار ہو کر اسے صحرا کی طرف بھگا دے اور ہم دونوں کے درمیان کچے سُوت کا باریک دھاگہ ہی کیوں نہ ہو، میں نے کبھی وہ دھاگہ ٹوٹنے نہیں دیا'' یہ ہے ہیومن میٹریل کی ہینڈلنگ! ❶

صحافیوں کا ذکر آیا تو لکھتے چلیں کہ ایک اور کالم نگار پروفیسر سید اسرار بخاری صاحب نے یہ مصرع علامہ اقبال کی طرف منسوب کیا ہے:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد ❷

یہ مصرعہ اقبال مرحوم کا نہیں ہے بلکہ مولانا محمد علی جوہر کا ہے۔ یہ وضاحت ہم نے اس لیے کی ہے کہ کہیں یزیدی لوگ علامہ اقبال کا کفن نہ کھینچنے لگ جائیں، کیونکہ اس سے پہلے یہ حضرات مولانا محمد علی جوہر کے خلاف بہت کچھ کہہ آئے ہیں۔ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس مصرع پر اپنے تخیل کا جو گوٹہ لگایا، وہ بھی حامیانِ یزید کے لیے کانٹا بنا ہوا ہے۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کا شعر یہ ہے:

جوہر کا شعر صفحۂ ہستی پہ ثبت ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اہل تشیع کے بعد دوسرا طبقہ اہل یزید کا ہے۔ انہوں نے یزید کی حمایت میں ناپختہ باتوں کے ذریعہ پروپیگنڈا کر کے اہلِ سنت والجماعت کے اتفاقی نظریے کو چیلنج کیا ہے۔ یہ افراط وتفریط آج کی پیداوار نہیں ہے۔ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں رہی ہے۔ اور

---

❶ روزنامہ دنیا، ۹ نومبر ۲۰۱۲ء

نوٹ: حسن نثار درمیان میں کچھ عرصہ روزنامہ ''دنیا'' کے لیے لکھتے رہے، اب پھر ''جنگ'' میں لوٹ گئے ہیں (عثمان حسن)

❷ روزنامہ جنگ، ۱۷ جنوری ۲۰۱۳ء

لطف کی بات یہ ہے کہ ردِّ رفض پر معیاری، علمی اور ٹھوس کام کرنیوالے علماء کرام نے ہی حامیانِ یزید کا قلع قمع کیا۔ یزید کی حمایت وہی لوگ کرتے ہیں جو شیعہ، سنی اختلافات کی جڑوں تک نہیں پہنچ سکے، ایک سطحی لاابالی، جذباتی، اشتعالی، اور سریع الغضب قسم کے لوگ اس مہم کا حصہ بنے ہیں۔

یزیدی فتنے کا بانی

فرقہ یزیدیہ کا پہلا باضابطہ بانی شیخ عدی بن مسافر تھا۔ جس نے عراق کے بعض علاقوں میں حامیانِ یزید تیار کیے۔ یہ شخص یزید کا ہمعصر تھا۔ تیمور پاشا نے اپنی تصنیف ''یزیدیہ'' میں لکھا ہے کہ ہمارے کتب خانے میں ایک بوسیدہ کتاب کے کچھ اوراق ملے ہیں جن میں اس فرقے کے مذہبی عقائد کا تذکرہ ملتا ہے۔ شیخ عدی بن مسافر نے اپنے معتقدین کو یہ نظریہ رٹایا کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے۔ یہ لوگ یزید کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' لکھا کرتے تھے، جس طرح آج کے یزیدی علامت ترحم ''رحمہ اللہ'' یزید کے نام پر ڈالتے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد یہ شخص یعنی عدی بن مسافر نے یزید کو نبی کہنا شروع کر دیا۔ اور پھر یزید کی یہ اُلفت اسے گمراہی کے آخری کنارے پر لے گئی جب وہ اسلام کے بنیادی ارکان کا انکار کرکے اوہام پرستی کا شکار ہو گیا۔ اس نے سات معبود بنائے، جن میں سے ایک یزید تھا۔ بے جا شدت، ضد اور ہٹ دھرمی انسان کو کہاں لا کھڑا کرتی ہے؟ یہ اس شخص کے فکری سفر سے عیاں ہے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی متعدد تصانیف، خصوصاً ''رسالہ عدویہ'' میں فرقہ یزید اور اس کے بانی کے دیگر عقائد پر بحث کی ہے جن حضرات نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب بالاستیعاب پڑھی ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کے دور میں ایسے موضوعات اکثر لوگوں میں زیرِ بحث رہے، کچھ لوگ یزید کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے اور کچھ یزید کے عیوب و نقائص کا تذکرہ کرکے کفر تک پہنچا دیتے۔ ان حالات میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مسلکِ اعتدال پیش

کیا۔ حالانکہ ان کی طبیعت میں شدت تھی، اور اس طبعی شدت کی بناء پر وہ کئی ایک مقامات پر تفرد کی راہ پر چل پڑے، مگر صحابی رسول سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دفاع انہوں نے بڑے معتدلانہ انداز میں کیا اور یزید کے متعلق بھی اپنے معاصرین کو راہ اعتدال پر لے آئے۔ عراق کے شمالی علاقوں خصوصاً موصل اور شیخان وغیرہ میں سنا ہے کہ اب بھی اس فرقے کے گنے چنے لوگ آباد ہیں ایک عراقی عالم سید ابو النصر قدسی نے اپنی کتاب ''یزید بن معاویہ'' میں اس فرقہ کے کافی حالات جمع کیے ہیں، اور پھر اس کتاب کا ترجمہ بھی اردو جاننے والے ایک عراقی سید احمد علوی العراقی نے کر دیا تھا۔ جو موصل کے علاقہ میں ۱۹۲۳ء میں بسلسلۂ ملازمت مقیم تھے۔ لیکن اس کتاب میں مصنف اور مترجم راہِ اعتدال پر نہ رہ سکے۔ بداعتدالیوں پر گہری نظر رکھ کر پڑھا جائے تو معلومات بہرکیف، اس مختصر کتاب میں موجود ہیں۔ فضل نور اکیڈمی، چک سادہ ضلع گجرات نے ۱۹۷۰ء میں اسے شائع کیا تھا۔ خدا جانے اب بھی یہ دستیاب ہے یا نہیں۔

تقسیم ہند سے قبل فرقۂ یزیدکا کوئی مستقل وجود نہیں تھا، چیدہ چیدہ لوگ مختلف علاقوں میں اپنے نظریہ کو بغل میں دبا کر بیٹھے رہتے اور علی الاعلان انہیں اپنے ممدوح کی مدح سرائی کی ہمت نہ ہوتی۔ تقسیم ہند کے بعد جہاں دیگر بدقسمتیاں ہمارے خطے کا مقدر بنیں وہاں محمود احمد عباسی قبیل کے لوگ بھی یہیں آدھمکے۔ لکھنؤ، امروہہ، وغیرہ کے سنی شیعہ اہلِ زبان کا مسکن کراچی بنا اور پھر ان کے باہمی ٹکراؤ سے چنگاریاں اٹھنے لگیں، ایک بار پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا، جس طرح افراط وتفریط کے مریض عراق میں کسی زمانہ میں اٹھے تھے، اب وہی صورتِ حال یہاں دکھائی دینے لگی۔ لیکن پاکستانی فرقۂ یزید کو یہاں پنیری اچھی خاصی دستیاب ہوگئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں باقاعدہ تنظیمی شکلوں میں رد رفض پر کام ہو رہا تھا، اور منکرینِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے سنی مسلمانوں کی نفرت ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ اسی راہ سے حامیانِ یزید نے داخل ہو کر ہماری فصل اجاڑ دی، ذہنوں کو منتشر کیا، اور یہ فلسفہ پیش کیا کہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جتنا تبرا ہوتا ہے وہ یزید کی شخصیت کی بناء

پر ہوتا ہے۔ جو سنی علماء کرام یزید کو فاسق سمجھتے ہیں وہ دراصل اسی شیعی خوشنما آرائی کا شکار ہوئے ہیں، لہٰذا ہم اس سازش کو یزید کی حمایت اور منقبت کے ذریعہ توڑیں گے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ رد رفض پر کام کرنیوالے اہل علم کے خلاف حامیانِ یزید لب کشائی کر کے رفض کو تقویت دے رہے ہیں۔ ان کا کام اب یہ رہ گیا ہے کہ ہمسائے کی دیوار بہر صورت گرانی ہے، خواہ اس کے نیچے اپنی بھینس دب کر مر جائے اور ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ یزید تابعی تھا۔ حالانکہ علماء اہل سنت نے کبھی بھی یزید کو تابعین کی صف میں کھڑا نہیں کیا۔ چنانچہ ایک زمانہ میں جب شیخ عبدالمغیث حنبلی نے یزید کو تابعی کہا تو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب "الردّ علی المتعصب العنید" میں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ "وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ" کے الفاظ قرانی بتا رہے ہیں کہ وہ تابعی نہیں تھا کیونکہ اس کا مطلب ہے "اور وہ لوگ جو اچھے طور طریقوں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آئے" یہاں شرفِ تابعیت کے لیے اتباع بالاحسان کو لازم قرار دیا گیا ہے، گویا محض صحابہ کو دیکھنے والا تابعی نہیں بلکہ شرعی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے والا اور زہد و تقویٰ کا پیکر جو کسی صحابی کی مجلس سے حظ اٹھائے وہ تابعی ہوتا ہے۔

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی کی ایک کتاب "سیرتِ حسین رضی اللہ عنہ":

ماہ نامہ "ضیائے حدیث" کے بانی اور سابق چیف ایڈیٹر معروف اہل حدیث عالم مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی مرحوم نے ایک کتاب "سیرتِ حسین رضی اللہ عنہ" کے نام سے لکھی تھی، جس کا تیسرا اڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے اگرچہ پوری کوشش کی ہے کہ ان کے قلم سے یزید کی تعریف نہ نکلے، مگر کئی ایک مقام پر ان کا قلم ڈکار لیتا چلا جاتا ہے اور اندر کی چھپی ہوئی یزیدیت فاش ہوتی چلی جاتی ہے، یوں حکیم صاحب کی حُب یزید مخفی رکھنے والی سازش چھپ نہ سکی۔ قلم اگرچہ بے زبان ہوتا ہے، مگر یہ اندر کا ترجمان ہوتا ہے۔ اور جو کوئی اسے

اپنی انگلیوں میں تھامتا ہے، یہ تھامنے والے کا پورا ایکسرے کر کے سامنے رکھ دیتا ہے۔

مگر صحابی رسول حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت، خلوص اور شرف صحابیت کے سامنے قلم کی ساری طاقتیں اور وسعتیں ایسے سمٹ جاتی ہیں جیسے لمبے لمبے برساتی کیڑے سمٹ جاتے ہیں۔ اور آخر میں چوہے کی مینگنی کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب میں حکیم صاحب نے ایک نیا اسلوب پیش کیا ہے۔ نئی اداؤں کے ساتھ جلوہ گر ہونیوالی حکیم صاحب کی اس کتاب کے اقتباسات پیشِ خدمت کیے جا رہے ہیں۔

ہمارے قارئین کو یاد ہوگا کہ ہم پہلے کسی موقع پر یہ بات لکھ آئے ہیں کہ عموماً کتاب بینی کی ابتدا پہلے صفحات سے ہوتی ہے مگر سیرت حسین رضی اللہ عنہ، واقعہ کربلا یا سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کوئی کتاب پڑھی جائے تو وہ خلافِ عادت آخری صفحات سے پہلے دیکھ لینی چاہیے کیونکہ حامیانِ یزید اس قسم کے عنوانات کا لیبل لگا کر کتاب کے اندر یزید کی وکالت کرتے ہیں اور آخری صفحات میں یہ اپنے معدے کی گرمی اور دماغ کا اُبال نکالتے ہیں۔ مگر حکیم صاحب نے اپنی اس کتاب میں صفحہ بہ صفحہ جو انکھیلیاں کی ہیں وہ پڑھنے والوں کو عجیب شش و پنج میں ڈال دیتی ہیں۔ حکیم صاحب یزید کی حمایت اور دفاع کرتے کرتے اچانک یوٹرن لیتے ہیں اور ایسی پھرتی دکھاتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسے مصنف کی چالاکی کہیں یا ذہانت سے تعبیر کریں؟ کیونکہ اپنے مدعا کو اچھے طریقوں سے پیش کرنا تو ذہانت کہلاتا ہے مگر دوسروں کو تذبذب میں ڈال دینا چالاکی ہوتی ہے۔ بسا اوقات دو مستقل حقیقتوں میں بظاہر یا فوری تمیز کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً ذہانت اور چالاکی، عاجزی اور خوشامد، حکمت عملی اور موقع پرستی، سنجیدگی اور تکبر، توکل اور کاہلی، بخیلی اور کفایت شعاری، سخاوت اور فضول خرچی، لحاظ اور تکلف، صبر اور بزدلی وغیرہ وغیرہ ان میں ہر ایک کی مستقل حیثیت ہے اور اپنا الگ وجود و پہچان ہے، مگر بنظرِ غائر ان میں فیصلہ کرنا قدرے دشوار ہوتا ہے۔ بہرحال باقی جملہ یزیدی لوگوں کو تو ہم برملا

چالاک کہہ دیتے ہیں مگر حکیم صاحب کے متعلق کوئی بھی فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں ان کی اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ یزید کے متعلق لکھتے ہیں:

''کم از کم یہ غور تو کریں کہ اگر یزید کو ''پلید'' باور کرایا جائے تو اس کی تائید کرنے والوں کو پھر کیا کہیں گے؟ اس کی بیعت کرنے والوں کو کیا نام دیں گے؟ کبھی سوچا اور غور کیا آپ نے؟ یہ بظاہر معمولی سی بات کہاں سے کہاں تک لے جائے گی؟ برا ہو جمود و تعصب کا'' ❶

اب حکیم صاحب کا یوٹرن ملاحظہ ہو:

''خوب سمجھ لیں ہم یزید کا دفاع نہیں کرتے بلکہ اصحاب رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہیں۔ یزید کا دفاع ہم پر نہ فرض ہے نہ واجب، نہ موکد ہے نہ مستحب صرف حقائق سے آگاہی ہماری اصلی غایت ہے'' ❷

دیکھیے! حکیم صاحب کبڈی کبڈی کہتے ہوئے چپت مار کر کیسے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ ایک ہی صفحے کا ایک ہی پیرایہ ہے اور اس ایک پیرایہ میں بیک وقت دو نظریئے پیش کرنا واقعی حکیمانہ فعل ہے۔ مزید پڑھیے۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''یزید کے بارے میں ہم پیچھے لکھ چکے ہیں کہ شروع سے اس کے خلاف زبردست اور منظم پروپیگنڈہ کیا گیا اور یہ باور کرایا گیا کہ یزید نااہل اور نالائق تھا، معاملاتِ حکومت کی شُد بُد نہ رکھتا تھا۔ زانی تھا، شرابی تھا، جوا کھیلتا تھا، کتوں سے پیار کرتا تھا، بڑا جلد باز اور ظالم تھا، گانے بجانے کا رسیا تھا، اس نے بندر پال رکھے تھے، تارکِ صوم وصلوٰۃ تھا'' ❸

---

❶ سیرتِ حسین رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۲۴۲

❷ ایضاً

❸ سیرتِ حسین رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۲۲۶

یہاں حکیم صاحب یزید کے خلاف ہونے والے منظم پروپیگنڈے کا ذکر کر رہے ہیں یعنی اس کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے وہ محض پروپیگنڈا ہے۔ مگر ساتھ ہی اپنی ایڑیوں کے بل گھوم کر یوں رقمطراز ہوتے ہیں:

''یہاں کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ ہم یزید کے وکیل یا مؤید ہیں اور اسے صحابہ و اہل بیت سے افضل مانتے ہیں۔ افضل تو بہت دور کی بات ہے ہم یزید کو ان کے کسی فرد کے ہم پلہ بھی نہیں جانتے۔ ہم برملا کہتے ہیں، ہزار یزید ایک طرف، اکیلے حسین رضی اللہ عنہ ایک طرف''

سبحان اللہ! حکیم صاحب اگر یزید کے زمانہ میں ہوتے تو شاید سانحہ کربلا پیش نہ آنے دیتے۔ کیونکہ تحریر میں تو حسینؓ و یزید کو ایک سطر میں لا کھڑا کرنا ان کے لیے کوئی مشکل نہیں، آپ حمایتِ یزید میں ڈیڑھ صفحہ لکھنے کے بعد اگلی چار سطور میں کہتے ہیں ''ہمیں یزید کا مؤید نہ سمجھ لیا جائے۔ ہم یزید کی وکالت نہیں کر رہے۔'' خدا جانے تائید، حمایت، وکالت یا صفائی کس بلا کا نام ہے؟

حکیم صاحب کی اس کتاب کا اگلا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا احترام بجالاتا تھا، ان کی عظمت کا معترف تھا، اور ان کی اہمیت کو جانتا تھا اور اسے یہ بھی خبر تھی کہ حسین رضی اللہ عنہ میری بیعت سے گریز اختیار کرتے ہیں اور آپؓ ذہناً میرے مخالف ہیں چنانچہ آپؓ کی اہمیت کے پیشِ نظر جہاں وہ ایک گونہ آپؓ کے بارے میں مشوش اور غیر مطمئن تھا وہاں وہ اس قضیے کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کا بھی خواہاں تھا اور آپ پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یزید اب علی الاطلاق خلیفۃ المسلمین تھا، تقریباً ۵۶ لاکھ مربع میل پر اس کی حکومت کا پرچم لہرا رہا تھا، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت، سیاست اور محنت کی بدولت اسلامی قلمرو کو اس قدر

وسعت ملی کہ جس کی مثال نہیں ملتی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس میں امن وامان برقرار رہا اور شورشیں دب گئیں اور یہ امن وامان کی صورت تاحال برقرار تھی۔ سب لوگ ایک پرچم تلے جمع تھے۔ البتہ یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے خدشہ تھا اور وہ ظاہر ہے کیوں تھا؟ وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری مملکت میں کوئی شورش یا ہنگامہ کھڑا ہو اور یہ خواہش ہر حساس اور ذمہ دار حکمران کی ہوتی ہے اور اس میں کوئی برائی بھی نہیں ہے۔ تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی جانب سے برابر تشویش اور پریشانی لاحق تھی'' ❶

اب یہاں حکیم صاحب نے یزید کے دفاع میں اپنے تئیں کوئی کسر نہیں چھوڑی، دورِ یزید کے امن وامان، اور سلطنت کی سطوت وشان کی مدح میں ان کا قلم بہتا چلا گیا، یہ بھی لکھا کہ یزید علی الاطلاق خلیفۃ المسلمین تھا۔ اب ان کا یوٹرن ملاحظہ کریں:

''ہم یزید کو عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے قطعاً بہتر یا برتر یا اشرف نہیں سمجھتے اس بارے میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے'' ❷

حکیم صاحب بلاوجہ تضادات کے بیج بوتے چلے جارہے ہیں اور شکوک وشبہات کے کانٹے جابجا بکھیرنے کے بعد وہ دہائی دیتے ہیں کہ ''ہمارے بارے میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے''

اصل میں حکیم صاحب ایک نئی طرز سے دفاعِ یزید کا کارنامہ سرانجام دینا چاہتے تھے۔ ان کا پروگرام یہ تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، یقیناً یہ جذبہ قابل قدر ہے، مگر ساتھ ہی وہ یزید کی بغلوں سے بھی نہیں نکلنا چاہتے تھے۔

ہم یہاں اہل تشیع کو زیر بحث نہیں لاتے کیونکہ اُن سے اختلاف ایمانیات اور عقائد

---

❶ سیرتِ حسین رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۲۵۵

❷ ایضاً صفحہ ۲۵۸

کا ہے، مسئلہ یزید پر نہیں۔ اگر کوئی ہندو اعتراض کرے کہ تم موزوں پر مسح کیوں کرتے ہو؟ تو ہندو کو دلائل سے قائل کرنا پرلے درجے کی نادانی ہوگی کیونکہ ان سے اختلاف موزوں پر مسح کرنے یا نہ کرنے پہ تھوڑا ہی ہے؟ جس طرح گائے کے پجاریوں سے اعمالِ اسلام پر بحث بے معنی ہے، ایسے ہی گھوڑے کے پجاریوں سے یزید کے فسق پر گفتگو لایعنی ہے۔

اہل سنت کے اسلاف واخلاف کا ٹھوس اور بے غبار نظریہ ہے کہ یزید کافر نہیں تھا، مگر فاسق ضرور تھا اور قتلِ حسین رضی اللہ عنہ سے اس کو بری الذمہ سمجھنا افغانستان وعراق کے ہزاروں شہداء کی شہادت سے امریکہ کو بری قرار دینے کے مترادف ہے...... سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کا تازہ اعلان پڑھ لیجیے:

> ''گو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری سے کہ یہ واقعہ فاجعہ اس کی حکومت میں واقع ہوا، اسے فارغ نہیں کیا جاسکتا'' ⓿

یزیدی لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت ورفعت کو مجروح کر کے یزید کا دفاع کرتے ہیں، حکیم صاحب نے احتیاط یہ کی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے مقام پر رکھ کر یزید کو راضی رکھنے کی کوشش کی اور اس اسلوب میں آپ واقعی متجدد ہیں۔

حکیم صاحب کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مشورہ

آپ حیران ہوں گے کہ حکیم صاحب نے چودہویں صدی میں جنم لے کر اور ''کاش'' کے جملے کو مستور رکھ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک رائے بھی دی ہے، پڑھیے اور سر دُھنیے:

> ''بنابریں ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملکی امارت کے لیے بجائے یزید کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرما لیتے، اس وقت تو علم نہیں لیکن شاید آئندہ کے لیے بہتر ہوتا اور ہوسکتا ہے پھر امت محمدیہ میں شیعہ، سُنی

⓿ تجلیاتِ آفتاب، جلد اوّل، ص ۱۲۴

کے نام سے یہ دراڑ پیدا نہ ہوتی اور دیگر فرقہ بندیاں وجود میں نہ آتیں'' ❶

یزید کو بھی ترجمان ملے تو کیسے کیسے۔ حکیم صاحب نے رائے تو پیش کر دی مگر یہ نہ سوچا کہ اس کے منفی اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں کیونکہ اُن کے اس اقتباس کا نتیجہ یہ ہے کہ امت میں افتراق و انتشار کی بنیاد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے، اگر وہ یزید کی بجائے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حکومت دے دیتے تو یہ دراڑیں نہ پڑتیں۔ اگر چہ اُن کی نیت یہ نہیں تھی، مگر الفاظ بالکل آشکارا ہیں۔ لکھنے والے دنیا سے چلے گئے اور نتائج اخذ کرنے والے آتے رہیں گے۔ حکیم صاحب دور کی کوڑیاں لانے اور گھگھو گھوڑے بنانے کی بجائے ایک سادہ سی بات کہہ دیتے کہ معرکۂ کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید ظلم کا مرتکب ہوا تھا تو انہیں یوں یزید کی زیر قیادت خیمۂ حسینؓ میں گھسنے کی ناکام اور غیر فطری کوشش نہ کرنا پڑتی۔

حکیم صاحب کا یزید کو مشورہ

حکیم صاحب کی اپروچ کے کیا کہنے، وہ یزید کو یوں مشورہ دیتے ہیں:

''یزید کو اخلاقی جرأت کا یادگار مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامی قلمرو ہم سب کے محبوب اور واجب الاحترام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دینا چاہیے تھا مگر اس نے یہ پیش نہ کر کے کشادہ دلی و عالی ظرفی کا ثبوت بہم نہ پہنچایا'' ❷

جب یزید نے یہ یادگار مظاہرہ نہ کیا اور اخلاقی جرأت نہ دکھائی بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کو بے دردی سے شہید کر دیا، صرف یہی نہیں بلکہ واقعۂ حرہ میں حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ پتھراؤ کروایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بددعائیں لیں اور اپنی شقاوت و بدبختی میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ تو اب بھی حکیم صاحب کو کوئی رائے دینا چاہیے تھی مگر وہ

---

❶ تجلیات آفتاب، جلد اوّل، صفحہ نمبر ۲۵۸

❷ صفحہ نمبر ۲۵۹

تضادات کی پٹڑی پہ چلتے چلے گئے۔ مظلوم کی حمایت یہ نہیں ہوتی کہ ظالم کی صفائی پیش کی جائے اور مظلوم کے آنسو صاف کیے جائیں...... مظلوم سے محبت و ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ظالم کو برملا ظالم کہا جائے اور پھر ظالم بھی وہ جو صحابی کے خون سے ہاتھ رنگ لے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا اگر ازلی بد بخت ہے، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلین اگر سفاک اور درندے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل اگر مردود و مطرود ہے تو پھر دنیا کے اے دانشورو! ذرا حسین رضی اللہ عنہ کے خون کی پکار بھی سنو! معیارِ صحابیت کے اعتبار سے سب یکساں ہیں، اگرچہ کمالات اپنے اپنے ہیں۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قاتل امت کی نظروں سے گر گئے ہیں اور ایک صحابی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کو اس امت کے لکھاریوں کے قلم کے نیچے پناہ دی جا رہی ہے۔ جس حکمران کے سپاہی اپنے نیزے کسی صحابی کے مقدس پیٹ میں گھونپ دیتے ہیں، قیامت کے دن اس کی سلطنت کا ذرّہ ذرّہ اس کے ظلم اور صحابی کی مظلومیت کی گواہی دے گا، جی ہاں، ۶۴ لاکھ مربع میل یزید کے گلے کا طوق بن چکا ہے اور کائناتِ ارضی کا ایک ایک ذرہ لبِ فرات کے پیاسے صحابی پر نچھاور ہونے کو بے تاب ہے۔

قصرِ مرمر سے شہنشاہ نے ازراہِ غرور
تیری کٹیا کو جو دیکھا تو بہت شرمایا

ضد اور تکبر سے صلاحیت سلب ہو جاتی ہے

ضد اور تکبر انسان سے تفہیم کی صلاحیت سلب کر لیتے ہیں۔ جو لوگ ان دو مرضوں سے محفوظ ہوتے ہیں، وہ گمراہ بھی ہوں تو بہت جلد راہِ راست پر آ جاتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ایک مذہب بیزار شخص نے کہا تھا کہ یہ آپ کی نمازیں، تلاوتیں اور روزے بے معنی کام ہیں جن میں آپ اپنی توانائی صرف کرتے ہیں۔ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے مریض کی نبض پہ ہاتھ رکھا، تشخیص کی اور پھر ایسا علاج کیا کہ اگلے لمحوں میں

وہ ان کے گناہوں کو شمار کرا اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا تھا۔ امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اگر یہ واقعی الٹے کام ہیں تو مجھے قیامت کے دن کی کوئی فکر نہیں اور نہ مجھ سے باز پرس سے میرا کوئی نقصان نہ ہوگا، ایک بے تکا کام تھا کر لیا ہو گیا، نہ کیا ہوتا۔ لیکن آپ سے نماز، روزے کی باز پرس کر لی گئی تو آپ کے پاس تو یہ سب کچھ نہیں ہوگا۔ تب آپ کا کیا بنے گا؟ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

چونکہ وہاں ضد اور تکبر نہ تھا، فوراً غلطی کا احساس ہوا اور ایک حکیم نصاح کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا۔ جتنے لوگ مختلف فرقوں اور فتنوں کا شکار ہوتے ہیں ان میں ایک خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو ہٹ دھرم ہوتے ہیں اور انہی کے دم قدم سے فتنوں کی گاڑی چلتی ہے۔ یزیدی گروہ میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے اس لیے ان میں افہام اور تفہیم کی کمی ہوتی ہے اور ضد ان کا کل اثاثہ ہوتا ہے۔ حامیانِ یزید کے دامن میں جب اپنے دعوے اور موقف پر کوئی دلیل نہیں رہتی تو پھر بجائے اعترافِ حقیقت کے وہ حقیقت کو ہی ذبح کر دیتے ہیں۔ اہل تشیع عبداللہ بن سباء کو مورث اعلیٰ ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ جانبین سے دلائل دیئے گئے۔ اہل سنت نے جب ناقابل انکار شواہد پیش کر دیئے تو اب شیعیت نے یہ موقف اختیار کر لیا کہ عبداللہ بن سباء کا وجود ہی نہ تھا۔ اس نام کا کوئی انسان دنیائے آب و گل میں آج تک آیا ہی نہیں ہے اور یزیدی حضرات میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ سانحہ کربلا پیش ہی نہیں آیا، بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے تھے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب اسے ''تاریخ سے بے خبری اور علم سے بے نیازی'' قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

''اپنی تاریخ سے بے خبری اور علم سے بے نیازی انہیں کہاں تک لے گئی، اہل

علم اس کا تصور نہیں کر سکتے کہ کوئی جماعت اپنے بانی کے تاریخی وجود کا انکار کر دے۔ شیعی فکر کا بانی ایک یہودی عبداللہ بن سباء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یمن سے نمودار ہوا اس نے آسمانی امامت کا بیج بویا...... عبداللہ بن سباء کے تاریخی وجود سے انکار تاریخ سے ایک کھلا مذاق ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے مرزا حیرت دہلوی نے ایک دفعہ کہا تھا کہ واقعہ کربلا تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ یہ لوگوں کی اپنی اختراع ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو اپنی طبعی وفات سے مدینہ میں فوت ہوئے۔ لڑنے والے کے تو ہاتھ روکے جاسکتے ہیں مگر بولنے والے کی زبان نہیں روکی جاسکتی۔ (خواہ) وہ کتنا ہی غلط نہ بول رہا ہو" ❶

یہ تو شخصیات یا سانحات کی بات ہے، کتابوں میں تو بے شمار ایسی کتب ہیں کہ جب ان کی کسی ذو معنی یا متنازعہ عبارت پر اعتراض ہوتا ہے تو بجائے اُس عبارت کی تاویل و توضیح یا معترض کی ازالۂ غلط فہمی کے، سرے سے اس کتاب کو ہی مصنف کی نگارشات سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

بعض بریلوی علماء کی بے رہ روی

مسلکِ دیوبند سے وابستہ لوگوں میں ناصبیت اور یزیدیت نے جنم لیا تو مسلکِ بریلوی میں رافضیت اور تفضیلیت در آئی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اور ان کے اَحِبّاء تفضیل علیؓ پر کتابیں بھی لکھ رہے ہیں اور تقریریں بھی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایک بریلوی علماء سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتے ہیں۔ ہمارے ایک بریلوی مسلک کے دوست نے تو ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو "شیخ الا ظلام" لکھ دیا ہے اور چند ایک ایسے نام بھی گنوائے ہیں جو گستاخیٔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تفصیل کے لیے حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب "دفاعِ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ"

---

❶ عبقات، جلد دوم صفحہ نمبر ۱۷۵

ہے اس میں تقریباً چھ اہل علم کی کتب جمع کر دی گئی ہیں۔ جس میں علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ کی معروف کتاب ''الناھیہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہ'' کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے اور اس کا ابتدائیہ ہمارے کرم فرما رضاء الحسن قادری صاحب نے تحریر کیا ہے۔ جس میں کئی ایک چہروں سے نقاب کشائی کی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی حامیانِ یزید کے لیے ایک تازیانہ ہے۔ جس میں اہلِ علم نے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فسقِ یزید پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

افراط و تفریط کے جراثیم اب مختلف طبقوں میں نئے نئے راستوں سے داخل ہو چکے ہیں۔ افراط و تفریط کا مشاہدہ کیا اب بھی لوگوں کے لیے مشکل ہے کہ یزید کو تابعی کہنے والے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور کافر کہنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لاتعلق ہو چکے ہیں۔ اعتدال اور میانہ روی کے کرشمے دیکھیے کہ جنھوں نے یزید کو فاسق کہا اور اس کے اعمال و کردار کو کبھی اچھے پیرائے میں لے کر نہ آئے وہ آج بھی حضور علیہ السلام کے ایک ایک صحابی پر جان چھڑکتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے پچھلوں کی بات تسلیم کرنے میں ہی خیر ہے اور ''اجتہاد'' جسے کہتے ہیں وہ سلفِ صالحین کے وضع کردہ اصولوں کے تحت ہی ہوتا ہے، بصورتِ دیگر ''الحاد'' تو ہو سکتا ہے، اجتہاد نہیں۔ تو کیوں نہ یزید کے متعلق بھی ہم وہی رائے قائم کریں جو صدیوں سے چلی آ رہی ہے عافیت کی راہوں کو چھوڑ دینا اور خواہ مخواہ خلجان میں پڑ جانا اور دوسروں کو ذہنی و فکری الجھاؤ کا شکار کر دینا کوئی دانش مندی نہیں ہے۔

دنیا میں دو قسم کے آدمی بد بخت ہوتے ہیں۔

① کسی نبی کو شہید کرنے والا ② کسی نبی کے ہاتھوں قتل ہو جانے والا

اور دو قسم کے لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں۔

① ایمان کی حالت میں نبی کی زیارت کرنے والا۔

② یا جس مومن پر کسی نبی کی نگاہیں پڑ گئیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ اور چند

ایک دیگر نابینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

یزید نہ صحابی ہے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت بحالتِ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے، بلکہ صحابی کا قاتل ہے۔ سو صحابی کا دامن چھوڑ کر کسی فاسق کی مدح میں لگ جانا ایک ادنیٰ درجے کے مسلمان کے لیے بھی قیامت سے کم نہیں ہے۔ بعض لوگ غلط فہمیوں کا شکار رہتے ہیں۔ مگر غلط فہمی انہی کی دور کی جاسکتی ہے جن میں فہم نام کی کوئی چیز پائی جاتی ہو۔ دنیا کا کونسا مذہبی، سیاسی، معاشی یا اقتصادی مسئلہ ہے جس میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا تدارک نہیں ہوسکتا؟ مگر جن کے دماغوں میں چمگادڑیں اڑ رہی ہوں وہ سرے سے ہی کم فہم ہوتے ہیں۔ پھر ان کا لب و لہجہ وہ تعفن پھیلاتا ہے کہ توبہ ہی بھلی...... مندرجہ ذیل ایک اقتباس پڑھیے۔

''چکوال کے قاضی مظہر حسین صاحب نے اکابر کے نام پر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور بالخصوص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا'' ❶

اب ایک دریدہ دہن شیعہ مصنف کا اقتباس پڑھیے۔ غلام حسین نجفی آنجہانی لکھتے ہیں:

''قاضی جی! آپ کی صحابہ پرستی کی کوئی حد بھی ہے یا نہیں؟ ❷

یہ دونوں عبارتیں بلا تبصرہ درج کر دی گئی ہیں۔ صحابہ کے دشمن حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کو ''صحابہ پرستی'' کا طعنہ دے رہے ہیں اور یزیدی النسب لوگ ''صحابہ پر تنقید کرنے والا'' قرار دے رہے ہیں۔

آنکھوں والا ترے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

---

❶ نقیب ختم نبوت، سید ابوذر بخاری نمبر صفحہ ۱۸۶، بابت اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء

❷ ماتم اور صحابہؓ صفحہ نمبر ۱۵۵، مطبوعہ اکتوبر ۱۹۷۶ء

قارئین کرام! ظاہر ہے کہ یہاں غلط فہمیاں نہیں ہیں، فہم ہی مفقود ہے اور غیر فہیم لوگوں سے مخاطب ہونا اپنا سر دیوار پر دے مارنے کے مترادف ہے۔

ان بونوں سے کوئی پوچھے کہ ہمیشہ دعوے کے بعد دلیل دی جاتی ہے۔ بلا دلیل دعویٰ جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ کہاں بنایا؟ کوئی تحریر؟ کوئی تقریر؟ معترضین پانچ بار بھی جنم لے کر آتے رہیں تو کہیں ایک سطر نہیں دکھا سکتے۔ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، لگتا ہے یہاں تو جھوٹ بولنے والوں کا بھی کچھ نہیں رہا......اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید کے فسق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کی نقاب کشائی سے کوئی تکلیف ہے تو پھرا کیلے نہیں، شیعوں کے ساتھ مل کر ماتم کیجیے کیونکہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے آپ کی گت بنا کر اسلام کے آفاقی اصولوں کا دفاع کیا ہے۔

مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما

مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ المعروف علی میاں کے علم وفضل کا ایک جہان معترف ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کی بے شمار تقریروں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی حکمتوں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یزید سے ٹکرا جانے کی مصلحتوں سے پردہ اُٹھایا اور خبر دار کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمارا تعلق کس نوعیت کا ہے اور صحابہ کے خون سے ہولی کھیلنے والے کس حیثیت کے مالک ہیں؟ ان کے خطبات کے مندرجہ ذیل اقتباسات میں تطہیر عقائد کا کتنا سامان موجود ہے؟ پڑھیے:

''میں اپنے تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں صاف کہتا ہوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اقدام بالکل صحیح تھا جو انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کیا تھا اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا "ان ابنی

هذا سيد وسيصلح الله به بين فئتين من المسلمين" میرا یہ بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔ یہ بات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے ایک خبر نہیں تھی بلکہ یہ آپ کے لیے ایک وصیت تھی منشاءِ رسول تھا، اللہ کے رسول کا منشا بھی اور پیارے نانا جان کا منشاء بھی۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو خالص حکم نبوی سمجھا اور اس کے مطابق جو اقدام کیا وہ بالکل صحیح تھا کہ معاملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، وہ صحابی تھے، کاتب وحی تھے، قریبی رشتہ دار تھے اور کوئی بات موجب خروج اور تلوار اٹھانے کی نہ تھی ان کی مخالفانہ فوجی اقدام کا نتیجہ خونریزی کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ ان کو جب بعض جوشیلے لوگوں نے طعنہ دیا کہ یہ ننگ و عار کی بات ہے تو فرمایا "العار خير من النار" اسی طریقہ سے جب معاملہ یزید کا آیا تو میرے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام سو فیصد صحیح تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہی کرنا چاہیے تھا، ورنہ قیامت کے دن تک کے لیے قرن اول کا کوئی نمونہ ہمارے سامنے نہ ہوتا کہ جب کوئی غلط اقتدار قائم ہو جائے اور جب معاشرہ کی سیرت و کردار کے تبدیل ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ جب حکومت بجائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور بجائے تقویٰ و طہارت پیدا کرنے اور بجائے خدا ترسی اور عبادت کا ذوق بنانے کے، سیر و شکار اور تعیش و لذت اندوزی کا ذوق پیدا اور دولت و اقتدار کا غلط استعمال ہونے لگے تو ہمارے سامنے کوئی نمونہ اس کا بھی ہونا چاہیے تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اُٹھے اور اس کو چیلنج کرے اور اس کے مقابلہ میں آ جائے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ اسلام کی بعد کی تاریخ میں دیکھتے کہ وہ ساری کی ساری اس مصرعہ کی تعمیل ہوتی۔

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

یزید کے فعل کی شناعت اور یزید کے فسق پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق صاف

آتا ہے کہ ان کے صاحبزادہ نے کہا ابا جان کچھ لوگ کہتے ہیں آپ یزید کو پسند کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو کیا وہ یزید کو پسند کر سکتا ہے؟ صاحبزادہ نے عرض کیا کہ پھر آپ لعنت کیوں نہیں بھیجتے؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم نے اپنے باپ کو کب کسی پر لعنت کرتے ہوئے سنا ہے؟ یہی امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے، جن کا مکالمہ تاتاری قائد بولائی سے ہوا تو یزید کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کیے۔ اس سے اپنی برأت کا اظہار کیا اور اس کے فعل کی شناعت بیان کی۔ یہی مسلک تھا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ، اور ہمارے تمام پیشواؤں کا۔ یہی مسلک تھا امام اہل سنت مولانا عبدالشکور رحمہ اللہ کا میں ان کو جانتا ہوں کہ ان کو اہل بیت سے کتنا تعلق تھا؟ اور حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما سے کتنا تعلق تھا۔ ❶

خلاصہ

مولانا علی میاں رحمہ اللہ نے نہایت عام فہم انداز میں حقیقت سے پردہ اُٹھا دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کا ہر اُٹھنے والا قدم محض دین کی بقاء کے لیے ہوتا تھا۔ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے حکومت اُن کے سپرد کر دی تھی تو اس میں انہیں دین کے لیے خیر نظر آئی تھی اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت سے بغاوت کی تو اُن حالات میں اس بدقماش کے لیے یہی فیصلہ ٹھیک تھا۔ صحابی کا صحابی سے اختلاف ہو جائے تو دونوں قابل قدر رہتے ہیں اگرچہ کمالات اپنے اپنے ہوتے ہیں جس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والے اختلاف میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد خطاء پر تھا اور مجتہد کو خطاء پر بھی ایک نیکی ملتی ہے۔ یہ پوری امت کا نظریہ ہے۔ الحاد کے مریض اجتہاد کی عظمتوں کو کیا جانیں؟ یہی وہ نظریہ ہے جو قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے پیش فرمایا جسے

---

❶ خطبات علی میاں رحمہ اللہ، جلد پنجم، صفحہ ۳۱۴-۳۱۸

''تنقید'' کا نام دے کر اللہ کے نیک بندوں پر تہمتوں کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور اگر صحابی کا غیر صحابی سے اختلاف ہو تو حق ہمیشہ صحابی کے ساتھ ہوتا ہے اور مدِ مقابل بدفطرت ہوتا ہے۔ اب تک تو تابعی اُسی کو کہا جاتا رہا جو نیکی کے ساتھ کسی صحابی سے فیض حاصل کرے مگر اب یار لوگوں نے نیا میدان مار لیا ہے اور باور کرواتے پھر رہے ہیں کہ نہیں، صحابہ کو قتل کرنے والا بھی تابعی ہوتا ہے...... ان بے ضمیروں سے کیا بعید کہ کل کلاں عبدالرحمٰن بن مُلجم اور ابولولؤ کو بھی تابعی کہہ دیں اور پھر باچھیں چیر کر کہیں ''قاضی مظہر تو صحابہ پر تنقید کرتے تھے''۔

یزیدی اقلیّت

اقلیت ہمیشہ منظم ہوتی ہے۔ یزیدی فکر کے لوگ اگرچہ اقلیت میں ہیں مگر یہ واحد اقلیت ہے جن کا آپس میں بھی کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ لفظ ''اقلیت'' سے ممکن ہے بعض حامیانِ یزید بھڑک اُٹھیں۔ کیونکہ اس فکر کے لوگ عموماً شعلۂ طور ہوتے ہیں۔ ان کے منہ سے لعاب کم اور شعلے زیادہ نکلتے ہیں سو خاطر جمع رکھیے کہ یہ کوئی مذہبی شناخت کے طور پر نہیں ہے، ایک عددی تناسب کے اعتبار سے ہے۔ اہل السنت والجماعت کے مقابلہ میں یہ لوگ ''اقلیت'' ہی کہلائیں گے اور ان کے آپس میں بھی بیانات نہیں ملتے یہ ایک مجموعہ تضادات اقلیت ہے ان کا دعویٰ ہے کہ یزید کو فاسق قرار دینے والوں نے رفض و بدعت کو نہ پڑھا ہے نہ سمجھا ہے۔ حالانکہ جنہوں نے یزید کو مومن کامل سمجھ رکھا ہے انہوں نے شیعیت کو نہیں سمجھا اور اس دعوے پر ہم درجنوں ان اہل علم کے حوالہ جات پیشِ قارئین کر چکے ہیں جن کی ساری زندگی اس محاذ پر صرف ہوئی۔

۱۹۱۸ء میں چکوال کے اندر ایک تاریخی مناظرہ ہوا تھا۔ اہل سنت کی جانب سے قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے والد گرامی ابوالفضل مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمہ اللہ نے خصوصی طور پر امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ کو

دعوت دی تھی۔ اہل تشیع کے مناظر مرزا احمد علی امرتسری اور دیگر علمائے شیعہ نے دورانِ مناظرہ یہ اعتراض کیا کہ سنی کتابوں میں یزید کو خلیفہ لکھا گیا ہے۔ اس کا جواب علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے یہ دیا تھا۔

''خلیفہ ہونا کوئی فضیلت و خوبی نہیں۔ ہاں خلیفہ کے ساتھ عادل یا راشد یا برحق کا لفظ بھی ہو تو تعریف ہو سکتی ہے۔ یزید کو علماء اہل سنت نے ظالم و جابر لکھا ہے'' ❶

نوٹ: اس مناظرہ کی روداد اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے علماء نے قلمبند کی تھی مگر ہم نے شیعہ رُوداد کا حوالہ دیا ہے۔ تاکہ شیعوں پر بھی حجت رہے، اس کتاب کا مکمل عکس ہمارے پاس موجود ہے اور اصل کتاب شیعی ادارہ جامعۃ المنتظر لاہور کے لائبریری میں ۱۵۵۵۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔ اس اُمت کو اللہ تعالیٰ نے اجتماعی ضلالت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ چودہ صدیوں میں یزید کو فاسق و فاجر کہنے والوں اور اس کی حمایت کرنے والوں کا موازنہ کر لیجیے۔ حمایتی دو چار صدیوں کے وقفے سے دو چار ہی ملیں گے اور وہ بھی فکری تزلزل کا شکار اور دلیل و برہان سے عاری...... جب کہ فاسق کہنے والے تواتر اور تسلسل کے ساتھ چلے آ رہے ہیں۔

حضرت سید علی ہجویری رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق موقف ہم پہلے مع تبصرہ پیش کر آئے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب خاندان اہل بیت کا مظلوم اور لٹا پٹا قافلہ دربار یزید میں پیش کیا گیا تو ایک درباری نے حضرت زین العابدین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسیٰ من آلِ فرعون یعنی ہم اس قوم میں ایسے ہی رہ رہے ہیں جیسے قومِ موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں میں رہ رہی تھی۔ ❷

---

❶ میزان المقال فی مناظرۂ چکوال، مرتبہ مرزا احمد علی امرتسری

❷ کشف المحجوب، ص ۶۴

یزیدیوں کو فرعونیوں سے تشبیہ دینے والے کوئی اور نہیں، سیدنا زین العابدین رحمہ اللہ ہیں جو یکے از متاثرین سانحہ کربلا ہیں...... علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ شراب نوشی کے متعلق ایک شعر کہا کرتا تھا۔

فان حرمت یوما علی دین احمد

فخذها علٰی دین المسیح ابن مریم ❶

شریعت محمدیہ میں اگر شراب کی حرمت ہے تو اسے دین مسیح علیہ السلام کے مطابق پی لیا کر۔ یعنی خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے لیے اگر دین اسلام میں گنجائش نظر نہ آتی ہو تو پچھلے ادیان کا سہارا لے لینا چاہیے۔ یہ تھا حامیانِ یزید کے ممدوح کا حال، جسے یہ لوگ ''تابعی'' کہہ کر پھولے نہیں سماتے۔ واقعہ حرہ جو یزید کے دورِ حکومت کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے جس میں یزیدی فوجوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی تھی اور یزیدی کمانڈر مسلم بن عقبہ نے یہاں پر پتھراؤ کروا کر حرم نبوی کو پامال کیا تھا۔ اس سانحۂ فاجعہ کے بعد مشہور صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ ان کی ڈاڑھی کے بال مبارک جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ یزیدیوں اور شامیوں کے ظلم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پہلے ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور سارا کا سارا مال و متاع، یہاں تک پانی پینے والا پیالہ بھی لے گئے اور دوسرا گروہ داخل ہوا تو انہوں نے گھر خالی دیکھ کر مجھے پیٹنا شروع کر دیا اور میری ڈاڑھی کے بال کھینچ لیے ❷

اندازہ کیجیے! اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین جتنی یزید کے دور میں ہوئی اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ صحابہ کی عزتیں مجروح ہوئیں اور گردنیں کٹیں۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تطہیر الجنان'' میں بھی لکھا ہے، جس کا اردو ترجمہ امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ نے ''تنویر الایمان'' کے نام سے کیا تھا۔

---

❶ تفسیر مظہری جلد نمبر۵، ص۲۷۱

❷ جذب القلوب، ص۳۳

اس واقعہ حرہ میں معروف صحابی حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ شارح بخاری فرماتے ہیں۔

وقتل بها جماعة من حملة القرآن وقتل جماعة صبرا منهم معقل بن سنان ومحمد بن ابی الجهم بن حذيفة وجالت الخيل فی مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ❶

ترجمہ: قرآنِ کریم کے حافظوں کی ایک جماعت کو شہید کیا گیا اور ایک جماعت کو باندھ کر سوئے مقتل لے جایا گیا جن میں حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ اور ابن حذیفہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ یزیدی لشکر نے مسجد نبوی میں گھوڑے تک دوڑا دیئے تھے۔

الٰہی انتقام

سانحہ کربلا اور واقعۂ حرہ میں بشمول یزید اللہ تعالیٰ نے چُن چُن کر سب کو عبرت کا نشان بنایا۔ یزیدی کمانڈر مسلم بن عقبہ تو مدینہ سے مکہ واپس جاتے ہوئے اچانک ایک موذی مرض کا شکار ہو کر مر گیا۔ علامہ نور پشتی رحمہ اللہ کے حوالہ سے وکیل احناف ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

فلا جرم انه انماع كما ينماع الملح فی الماء ولم يلبث ان ادركه الموت وهوبين الحرمين ❷

''پس لاشک کہ وہ ایسے ہی گھل گیا، جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور موت کی گرفت سے بچ نہ پایا اور دو حرموں کے درمیان (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) مین چل بسا''

---

❶ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد نمبر ۱۰، ص ۲۰۰

❷ مرقات شرح مشکوۃ جلد نمبر ۱۰، ص ۱۲۷

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یزید کے انجام کے متعلق لکھا ہے کہ:

''ظاہر شد از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ دراندک فرصت ہلاک شد و بعقاب الٰہی والم دق وسل بگداخت وفانی شد'' ❶

ترجمہ: یزید کم بخت کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہا اور سل ودق کے امراض میں گھرتا ہوا فنا ہو گیا۔

قارئین کرام! ظالم اور مظلوم، قاتل اور مقتول، صالح اور فاسق سب دنیا چھوڑ گئے مگر یزید مرنے کے بعد مزید مر گیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ حیاتِ جاوداں پا گئے۔ کوئی صحابی طبعی موت سے بھی دنیا چھوڑ جائے تو زمین کا ذرہ ذرہ اس کی عظمت کا ترجمان بن جاتا ہے اور جب کوئی صحابی ظلماً شہید کر دیا جائے تو ریت کے ذروں کو بھی زبان لگ جاتی ہے جو اس کی توصیف و مدح میں تا صبحِ قیامت وقف رہتے ہیں۔ لوگ سوال کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا تن کہاں دفن ہے؟ سر مبارک کہاں ہے؟ مدفن کے متعلق صحیح کیا تحقیق ہے، اہل عقل تو تحقیق میں پڑ جاتے ہیں اور اہلِ عشق علامہ سیماب اکبر آبادی رحمہ اللہ کا یہ شعر دُہرا جاتے ہیں۔

میں مر کر بزم وفا میں آج بھی زندہ ہوں
تلاش کر میری محفل میرا مزار نہ پوچھ

حامیانِ یزید کا شکوہ

حامیان یزید شکوہ کناں ہیں کہ آپ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تقویت دے رہے ہیں اور اہل تشیع میں سے وہ قاری، جو فسقِ یزید پر ہماری نگارشات پڑھتے ہیں، کہتے ہیں کہ آپ کیسے مخالفِ یزید ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہ جان چھڑکتے ہیں؟ گویا شیعوں کے نزدیک یزید کا مخالف وہ ہوتا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرا کرے اور

---

❶ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۲، ص ۳۹۵

حامیانِ یزید کے نزدیک محبتِ معاویہ رضی اللہ عنہ وہ ہے جو جہاں کے سارے کام کاج چھوڑ کر یزید کی مدح سرائی میں وقف ہو جائے۔ یہ خود ساختہ معیار ہے جب کہ ہم ''خدا ساختہ'' معیار پر یقین رکھتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور یزید کی مخالفت، حمایت بھی انہی کی معتبر ہوتی ہے جو اختلاف کی جرأت رکھتے ہیں...... بعض بھولے بھالے حامیانِ یزید ایسے بھی ہیں جن کی کوئی پختہ فکری اساس نہیں ہے۔ بس وہ ایک پروپیگنڈا مہم کا شکار ہیں۔ اور خود پروپیگنڈا کرنے والے ضد کے مریض ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں ایک حامئ یزید نے تنگ آ کر کہا کہ ''یہ بدبخت یزید ہمارے گلے پڑ گیا ہے، ہمارا اصل مقصد تو دفاعِ صحابہ تھا''۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کیونکہ

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا

ہمارا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔ اس لیے جب بھی کوئی ہمارے اس مضمون پر اعتراض وارد کرتا ہے، یا کوئی نیا سوال اُٹھاتا ہے تو ہم نقد و نقد تبصرہ پیش کر دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سنی نوجوان مسلسل تذبذب کے گرداب میں خود کو نہ رکھیں...... بھول بھلیوں میں زندگی گذارنا حماقت ہے۔ ہم کافی حد تک مطمئن ہیں کہ اب ظلمتِ شب آہستہ آہستہ سکڑ رہی ہے اور بہت جلد

ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

کا قابلِ رشک منظر اُبھرنے والا ہے، رہ گئی شیعیت، تو ہم بارہا اظہار کر چکے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارا اختلاف اصولی ہے، سکولی یا فروعی نہیں...... اہل سنت والجماعت کا بنیادی مجوزیہ ہے کہ افراط اور تفریط سے امت کو پاک کر دیا جائے...... یہ زہرِ ہلاہل ہے اس لیے محمود احمد عباسی نے باوجودیکہ انتہائی متانت، سنجیدگی اور کمال نثر نگاری کا مظاہرہ کیا، مگر ان کی یزید دوستی کا سب سے پہلے اور سب سے زیادہ علماء اہل سنت نے ہی پردہ چاک کیا...... اس کا اعتراف خود اہل تشیع بھی کرتے ہیں اور ہم پہلے اس پر اُن کے حوالہ جات پیش کر آئے ہیں۔ محمود احمد عباسی کی کتاب ''خلافت معاویہؓ و

یزید'' کا بعض شیعہ علماء نے بھی جواب لکھا، مگر ان میں وہی کچھ تھا، جس کی اہل تشیع سے توقع ہوسکتی ہے یعنی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا و زبان درازی! چنانچہ عباسی صاحب کی کتاب کی اشاعت کے بعد جلد ہی سید محمد باقر نقوی نے ایک جوابی کتاب ''اموی دورِ خلافت'' لکھی اور ساتھ ہی اخبارِ سرفراز میں مضامین شائع ہونا شروع ہوئے تو برصغیر کے علمی و تحقیقی مجلّہ ''معارف'' میں ان شیعی و یزیدی کتب پر بایں الفاظ تبصرہ کیا گیا تھا۔

''انہوں (نقوی صاحب) نے اس کتاب میں کمالِ فن کا پورا مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کس شمار میں ہیں، ان کے انتقام نے خلفائے ثلثہ، ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے اجلہ صحابہ کو بھی نہیں چھوڑا ہے...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تو وہ ملاحیاں اڑائی ہیں کہ شرم وحیاء کی نگاہیں نیچی ہوجاتی ہیں اور یہ ان (اہل تشیع) کا نقص نہیں بلکہ ہنر اور کمال ہے۔ زبان کے یہ جوہر اور حُسنِ بیان کے یہ نمونے اب لکھنؤ کے مخصوص طبقوں کے علاوہ اور کہیں سننے میں نہیں آسکتے۔ وہیں سے اس کی صحیح داد بھی مل سکتی ہے''

اور عباسی صاحب کی کتاب کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ:

''ہم کو توقع تھی کہ جس طرح سنیوں کے اکثر اکابر اور ان کے علمی و دینی اداروں نے محمود احمد عباسی کی کتاب کی مخالفت کی ہے اسی طرح شیعہ جماعت بھی ''اموی دورِ خلافت'' کی مخالفت کرے گی لیکن ایک آدھ شیعہ اصحاب کے علاوہ شیعہ کی جانب سے اس کی مخالفت میں کوئی آواز بلند نہیں ہوئی...... حالانکہ ''خلافتِ معاویہ و یزید'' ایک شخص کا ذاتی فعل تھا۔ اہل سنت کی کسی جماعت کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا اور ''اموی دورِ خلافت'' ایک شیعہ ادارے ''شیعہ کانفرنس'' سے نکلی ہے اور دل آزار مضامین اس کے ترجمان ''سرفراز'' میں شائع ہوئے ہیں اس لیے ان کی مخالفت کرنا شیعوں کے لیے اور بھی ضروری

تھا۔ یہ کتاب اہل سنت کے لیے سخت دل آزار ہے ہم کو توقع ہے کہ جس طرح حکومت نے ''خلافت معاویہ و یزید'' کو ضبط کیا ہے اسی طرح ''اموی دورِ خلافت'' کو بھی ضبط کرے گی ورنہ اس کے جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہوگیا تو اس سے یہ فتنہ اور بڑھے گا''●

ایک موقر جریدے کا یہ تبصرہ اہل سنت والجماعت کے مسلکِ اعتدال کا پورا ترجمان ہے ایک طرف اگر دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی دل آزار کتابوں پر احتجاج ہے تو دوسری جانب عباسی صاحب کی کتاب سے برأت کا اظہار بھی ہے...... حامیانِ یزید کا یہ اعتراض بالکل عامیانہ اور جاہلانہ ہے کہ فسق یزید کے نظریئے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت مجروح ہوتی ہے۔ کوئی سنی مسلمان گستاخی صحابہ کا مرتکب نہیں ہوسکتا اور جو ہو جائے پھر وہ سُنی نہیں رہتا۔ کامرہ کلاں ضلع اٹک سے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل بدنامِ زمانہ کتاب ''سیاستِ معاویہ'' شائع ہوئی تھی۔ جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والا بابرکات پر کیچڑ اچھال کر مصنف نے اپنا مشکوک نسب عیاں کیا۔ اسی مصنف کو پھر شیعہ طبقوں میں پذیرائی دی گئی اور آج وہ بدقسمت شیعیت سے لوریاں لے رہا ہے۔

حامیانِ یزید کی ایک ناکام چال

تاریخ کی اکثر کتب میں مورخ کسی بھی شخصیت کے متعلق منفی و مثبت دونوں آراء درج کر دیتے ہیں اور اس کے بعد وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہیں۔ تاریخ طبری وغیرہ میں یہی اسلوب ہے اور علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کی البدایہ والنہایہ کا ماخذ بھی تاریخ طبری ہے۔ چنانچہ حامیانِ یزید مورخین کا پیش کردہ تصویر کا ایک رُخ پیش کر کے غلط فہمی پیدا کرتے رہتے ہیں یا پھر یزید کی حمایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معتبر اقوال سناتے رہتے ہیں واقعہ کربلا کے بعد کسی صحابی تو درکنار، نچلے درجے کے عام گناہ گار مسلمان نے بھی یزید کی

● ''معارف''، اعظم گڑھ، جنوری ۱۹۶۰ء، بمطابق رجب المرجب ۱۳۷۹ھ

حمایت نہیں کی۔ یزید جب مسند خلافت پر آیا تو اس کی بعض بداعمالیوں کے چرچے ضرور تھے مگر صحابہؓ جیسی موفق ہستیاں حُسنِ ظن سے کام لیتیں اور بداعمالیوں کے مقابلہ میں اِکادُکا اچھے کاموں کو بیان کیا جاتا تھا۔ مگر سانحۂ کربلا اور واقعۂ حرّہ کے بعد تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے لیے اجتماعی بددعائیں کیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جیسے زاہد و عابد صحابی، جن کی کثرتِ عبادت کے صحابہؓ میں چرچے تھے اور مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مسجد میں اس حد تک قیام رہتا تھا کہ لوگ آپ کو مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔ ❶

آپ رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے، جب شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خبر سنی تو دعا کی فرحم الله حسينا واخذى قاتله ولعن من امر بذالك ورضى به پس اللہ تعالیٰ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائیں، اور ان کے قاتلوں کو خدا ذلیل کرے، اور جس (یزید) نے قتل کا حکم دیا اور قتل پر راضی ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ❷

اور جب محاصرۂ مکہ مکرمہ کے دوران یزید کی موت کی اطلاع آئی تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا اهل الشام قل اهلك طاغيتكم اے شام والو تمہیں بہکانے والا تمہارا لیڈر آج ہلاک ہو گیا ہے۔ روئے زمین پر اس سے بڑا خوش نصیب کوئی نہیں جسے کے سینے پر ''صحابیت'' کا تمغہ سجا اور روئے زمین پر اس سے بڑا بدنصیب کوئی نہیں، جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بددعائیں لیں، سو عظمتیں حسین رضی اللہ عنہ کا مقدر اور رسوائیاں یزید کا نصیب ٹھہریں۔

---

❶ حیاۃ الصحابہؓ جلد نمبر ۱، ص ۳۵۵

❷ تذکرۃ الخواص ص ۲۸

اہلِ مدینہ کی برائی چاہنے والوں کا انجام

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

''جو شخص مدینہ میں رہنے والوں کی کوئی برائی چاہے اللہ تعالیٰ اُسے اس طرح غارت کریں گے جیسے نمک پگھلتا ہے''۔

قال النبی ﷺ من اراد اهل هذه البلدة بسوء یعنی المدینة اذا به اللّٰه کما یذاب الملح ❶

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذا به اللّٰه ذوب الرصاص فی النار ویکون ذالك من ارادها فی الدنیا فلا یمهله اللّٰه ولا یمکن له سلطان بل یذهبه عن قرب کما انقضٰی شان منها ربها ایام بنی امیة مثل مسلم بن عقبه فانه هلك فی منصرفة عنها ثم هلك یزید بن معاویة مرسلة علٰی اثر ذالك وغیرها ممن صنع صنعیهما ❷

ترجمہ: اہلِ مدینہ کی برائی چاہنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیسے کی طرح آگ میں پگھلا دے گا۔ یہ اس کی سزا ہے جو دنیا میں اس طرح کا کام کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کو وہاں مہلت نہیں دیتے اور وہاں اسے کبھی مضبوط تسلط نصیب نہیں ہوتا۔ یہی حال ہوا جنہوں نے بنی امیہ کے دور میں اہلِ مدینہ سے جنگ کی، مسلم بن عقبہ کی مثال لے لیجیے، جو مدینہ شریف سے لوٹتے ہی ہلاک ہوگیا، پھر اس کے بھیجنے والے یزید بن معاویہ کو دیکھیے اور ان جیسے دوسروں کو بھی، جو اہلِ مدینہ کی برائی کا ارادہ کرکے نکلے''۔

---

❶ صحیح مسلم جلد نمبر ۱، صفحہ ۴۴۵

❷ شرح صحیح مسلم جلد اوّل ۴۴۱

اب یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے رفعتیں نصیب ہوگئیں اور یزید کو رسوائیاں! آج چودہ صدیوں بعد بھی جو سرزمین گناہگاروں کا مقدر اُجال دیتی ہے۔ یزید کی کم بختی کہ اس نے اُسی سرزمین کو اصحاب رسول پر تنگ کر دیا تھا۔ یزید کی گردن پر صرف شہداء کربلا کا خون ہی نہیں ہے۔ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کا وبال بھی ہے۔ اس لیے اہل السنۃ والجماعت نے یزید کو کبھی اپنے ممدوحوں میں جگہ نہیں دی اہل حدیث مسلک کے معروف عالم مولانا وحید الزمان صاحب کے بقول:

"مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے؟

علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوش ہوا اور اہانتِ اہل بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اس لیے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے"۔ ❶

اور بریلوی مکتب فکر کے عالم مولانا شفقات احمد صاحب "مکتوبات شیخ الاسلام" کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"کاروانِ دیوبند کے سرخیل بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

"چنانچہ بر تاریخ داناں و حدیث خواناں پوشیدہ نیست غائیت مافی الباب خرابی ہائے پنہانی کہ داشت ہمچون منافقان کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق رضوان اللہ نصیب اوشاں نشد، یزید ہم از فضائل ایں بشارت محروم ماند" ❷

ترجمہ: چنانچہ تاریخ جاننے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات

---

❶ تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱۱، ص ۹۴

❷ تحقیق مزید فی مسئلہ یزید صفحہ ۱۳۵، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور

سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکی تھی اسی طرح یزید (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت سے محروم ہے''

دیکھیے کتنا محتاط اور پُر اعتدال نظریہ ہے۔ آج افراط و تفریط کا ایک طوفان آیا ہوا ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی شرعی عظمتوں کا انکار اور ان کی جناب میں بے ادبی کے اعتبار سے اب ایک مستقل ''تبرائی مسلک'' وجود میں آ چکا ہے۔ کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین اور کبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا لیبل لگا کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص۔ اور کبھی حُبِ یزید سے مغلوب ہو کر شہداء کربلا خصوصاً سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے ادبی ایک معمول بن گیا ہے۔

حال ہی میں روزنامہ ''امت'' کراچی بابت ۷، ۸ جولائی ۲۰۱۳ء میں ڈاکٹر سید رضوان ندوی صاحب کا دو قسطوں میں ایک مضمون بعنوان ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور قدیم مؤرخین و محدثین'' شائع ہوا ہے جس میں صحابی رسول ﷺ کی شان میں غیر مؤدبانہ لب و لہجہ اپنایا گیا ہے۔ یہ بے ضمیر لوگ خدا جانے کیا چاہتے ہیں؟ جوں جوں ان کا سفر زیست آگے بڑھ رہا ہے اور یہ قبر کی پرتال کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں، خوف آخرت سے کلیۃً بے پرواہ ہو کر یہ امت کے اندر تذبذب اور انتشار پھیلا رہے ہیں، یہ لوگ باہمی نفرتوں کی آگ بھڑکا کر اہل سنت کا بچا کھچا اثاثہ تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

بحمد للہ! ہم نے فسق یزید کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پورا پورا دفاع کیا ہے۔ کچھ لوگ ''ترجمانِ اجداد'' بن کر سادات کے نام پر صحابہ کی بے ادبی کرتے ہیں۔ انتہائی بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان میں ''سید'' کہلانے والوں میں کچھ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کی مالا جپ کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کر رہے ہیں اور کچھ ''ترجمان اجداد'' ہونے کے زعم میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی انتہا درجے کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اصحاب رسول ﷺ امت کے اشرف ترین لوگ ہیں، اور اہل اسلام کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ جس کے دل میں ان کی عظمت اور وقار نہیں ہے اور محض ضد کی بنیاد پر وہ صحابہ کے دامن ابیض پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتا ہے، وہ خود بدنصیبی کے دلدل میں دھنس جانے کے قابل ہے۔

کتاب ''سیاستِ معاویہ'' جھوٹ کا پلندہ ہے

گزشتہ سطور میں ہم نے ایک بدنامِ زمانہ کتاب ''سیاست معاویہ'' کا سرسری تذکرہ کیا ہے، اس کتاب کا موضوع وہی ہے جو شیعہ آنجہانی غلام حسین نجفی کی تمام کتابوں کا ہے، یعنی صحابہ کرام پر تبرا۔ اس کتاب میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں غلیظ قلم استعمال ہوا ہے۔ اس کے مصنف مہر حسین شاہ بخاری ہیں، جو کامرہ کلاں ضلع اٹک کے باسی ہیں اور انہوں نے اپنے ہم نظریہ عبدالقیوم علوی کے تعاون سے ۱۹۸۸ء میں یہ کتاب شائع کی تھی۔ اس کی کتابت، تصحیح، ترمیم، اضافہ، تعاون اور تصحیح جیسے جملہ امور عبدالقیوم علوی نے نمٹائے ہیں۔ جو بغض معاویہ کے شدید اور لا علاج مریض ہیں۔ مہر حسین شاہ بخاری نے اس کتاب میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے شجرہ نسب پر ''شجرۂ خبیثہ'' کی سرخی جمائی ہے ❶

ایک جگہ ''معاویہ اور سمگلنگ'' نیز ایک جگہ لکھتے ہیں:

''ملوکیت و آمریت ایسی ہی بے لگام ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں سابق صدر پاکستان یحییٰ خان وغیرہ، دیگر عرب و غیر عرب مسلمان سربراہانِ مملکت کو ملامت کرنے سے پہلے بانی ملوکیت معاویہ کی جڑ کاٹنی ہوگی۔ جو ہمارے معاشرے کے بہت سے عوام وخواص کے دلوں میں جاگزیں ہے، بعدہٗ باقی شجرۂ خبیثہ پر ضربِ کاری لگانی ہوگی۔ ہم احتجاج کرتے ہیں کہ بیرون ملک سے آنے والے سربراہانِ مملکت کے استقبال کے لیے قوم کی بیٹیوں

---

❶ سیاست معاویہ، صفحہ نمبر ۸

کو بنا سجا کر کیوں کھڑا کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے، لیکن دوسری جانب ہم معاویہ کے کردار کو سراہتے ہیں جس نے ننگا ناچ کرایا اور بے حیائی کا زبردست مظاہرہ خود کیا۔ ❶

قارئین کرام! مذکورہ اقتباس پڑھ کر اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مؤلف سیاست معاویہ نے کسی شیعہ کھوکھ سے جنم لیا ہے۔ کوئی سنی العقیدہ مسلمان غلامانِ رسول ﷺ کے متعلق اتنی پستی میں گر کر اپنا منہ کالا نہیں کرتا۔ تُف ہے اس ذہنیت پر۔ مہر حسین شاہ کے متعلق غلام حسین نجفی آنجہانی نے لکھا تھا۔

''مولانا مہر حسین شاہ بخاری جو اہل سنت ہیں اور ہمارے معاصر ہیں'' ❷

مصنف نے ''سیاست معاویہ'' کا اختتام اس سطر پر کیا ہے۔

''رسول مقبول ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق معاویہ کی وفات دبیلہ (پھوڑے) سے ہوئی ہے، لہٰذا معاویہ کا مقام خود بخود متعین ہو گیا اس پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے''

لہٰذا ہم بھی یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ:

''جس شخص کو اہل سنت ہونے کا سرٹیفکیٹ غلام حسین نجفی آنجہانی سے مل رہا ہے، اس کا مسلک و مشرب خود بخود متعین ہو گیا اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے''

فخر اہل سنت مولانا محمد نافع، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخلص پہریدار

مصنف ''سیاست معاویہ'' نے اپنی کتاب میں تاریخی، مجہول، غیر معتبر اور غیر ثقہ حوالوں کی بنیاد پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر جو حملے کیے تھے وہ درحقیقت غلام حسین نجفی کی کتابوں کا چربہ و سرقہ ہیں۔ جن کی علمی و تحقیقی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تاہم

---

❶ سیاستِ معاویہؓ، صفحہ نمبر ۱۲۶

❷ بنو امیہ اور معاویہ، بینڈ باجے سے خلافت تک، صفحہ نمبر ۲۲۴ مطبوعہ جامعۃ المنتظر، ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

ازالۂ شبہات کے طور پر محقق العصر فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ نے ''سیاست معاویہ'' میں دیے گئے اعتراضات کے تشفی بخش جوابات دے دیئے ہیں، جنہیں پڑھ کر ہر سلیم انسان کا ضمیر چمک اٹھتا ہے۔ اس کتاب کا نام ''سیرتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' ہے یہ دو جلدوں میں ہے، اور اب یہ دونوں جلدیں یکجا شائع ہو چکی ہیں ''سیاست معاویہ'' نامی کتاب کی اشاعت کے بعد ہی حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ کی یہ دفاعی اور علمی کتاب منظر عام پر آ گئی تھی۔

الحمدللہ! علماء کرام دفاع اسلام اور دفاع صحابہ کے حوالے سے اپنا فرضِ منصبی پورے جذبے سے ادا کر رہے ہیں۔ جس وقت کراچی سے نذیر احمد شاکر نے ''شمائل علی'' لکھ کر اہانت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھولا تھا اس وقت بھی مولانا محمد نافع مدظلہ نے ضخیم کتاب ''سیرۃ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' لکھ کر اہل سنت کا سر فخر سے بلند کیا تھا اور دفاعِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بھی آپ نے خداداد صلاحیت، اور علم وفضل کو بروئے کار لا کر معاندین کے پرخچے اڑا دیے ہیں۔ یہی لوگ دراصل ''ترجمانِ اجداد'' ہیں۔ جو لوگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں وہ مطلع رہیں کہ قیامت کے دن آپ باپ، دادا کے جوتوں سے اپنی چندیا نہیں بچا سکیں گے۔

مسئلہ یزید اور مولانا محمد نافع مدظلہ

حضرت مدظلہ نے ''استخلاف یزید'' کے نام سے ایک مستقل باب میں اس موضوع پر نہایت معتدل اور لبریز از علم بحث فرمائی ہے، جس کا خلاصہ متقدمین کی تحقیق کی روشنی میں یہ نکالا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حین حیات میں یزید کے طور واطوار پوری طرح کھل کر سامنے نہیں آئے تھے۔ انہوں نے شامی لوگوں کے ممکنہ خطرے کے پیش نظر کہ یہ اموی شخص کے علاوہ کسی اور کو قبول نہیں کریں گے۔ اور نتیجتاً سلطنت تقسیم ہو جائے گی، یزید کو ولی عہد بنا دیا۔ اور ان کی وفات کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً واقعہ کربلا، واقعہ حرہ

اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ ظاہر ہوئے تو ان کا ذمہ خود یزید ہے نہ کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ! مولانا محمد نافع مدظلہ کی یہ کتاب علماء کرام اور دیگر تعلیم یافتہ دوست ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے آج سے ۲۷ سال پہلے فرمایا تھا۔

حضرت مولانا محمد نافع صاحب کی شخصیت اہل سنت کے لیے باعثِ افتخار ہے ❶

قارئین کرام! ہم استدعا کرتے آرہے ہیں کہ ''فسق یزید'' ہمارا مستقل وظیفہ نہیں ہے چونکہ اسے فاسق نہ ماننے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شرفِ صحابیت پر زد پڑتی ہے، کہ یہ سانحہ فاجعہ اسی کے دور میں ہوا، اور اسی کے حکم پر ہوا لہٰذا اس کا دفاع کرنے سے منصب صحابیت مجروح ہوتا ہے۔ ہمارے موقف کی تنقیح ایک بار پھر ازبر کر لیجیے کہ:

① محض اہل تشیع سے ضد کی بنیاد پر یزید کی وکالت کرنا نادانی ہے کیونکہ اُن سے ہمارا اختلاف اصولی ہے۔

② حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنا جہالت ہے۔

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کر کے نام نہاد ''ترجمان اجداد'' بن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین پر لے درجے کی غباوت ہے جیسا کہ مہر حسین شاہ جیسے خاندانی جاہل کر رہے ہیں۔

ان نادانیوں، جہالتوں اور غباوتوں سے چھٹکارا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ نظریہ اہل سنت کے اس شجر کے نیچے آجایئے جس کا سایہ بھی ٹھنڈا ہے اور پھل بھی میٹھے ہیں۔ باقی سب بُتانِ آذری!

---

❶ بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسینؓ، صفحہ ۶۶۸، طبع دوم، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور

نوٹ: حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی یہ مایہ ناز کتاب مصنف کتاب ہذا کے مقدمہ کے ساتھ بہت خوبصورت انداز میں چھپ گئی ہے اور ادارہ مظہر التحقیق، لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے (عثمان حسن)

''ناقدین امیر معاویہؓ'' نامی کتاب پر ایک نظر

''ناقدین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے نام سے حال ہی مین ایک کتاب منظرِ عام پر آئی ہے۔ اس کے مصنف مولانا پروفیسر طاہر علی الہاشمی ہیں۔ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب قاضی چمن پیرالہاشمی اکیڈمی، حویلیاں ضلع ایبٹ آباد نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر یقین میں مزید پختگی آئی ہے کہ حامیانِ یزید کا حدقۂ چشم نہایت ٹیڑھا اور بے نور ہوگیا ہے۔ اب علانیہ یزید کی حمایت اور وکالت سے یہ احباب عاجز و بے کس ہو چکے ہیں بلکہ یزیدی اثاثوں کا مکمل طور پر ستیاناس ہو چکا ہے اور راندہ درگاہِ معاویہ رضی اللہ عنہ اب انہی کے نام پر اپنی لٹی پٹی پونجی بچانے کے آخری داؤ پیچ استعمال کر رہے ہیں۔ اس کتاب کے منقوش اور خط وخال باطن کی مکمل عکاسی کر رہے ہیں۔ اس میں علماء اہل سنت کی ایک طویل فہرست ہے جنہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ناقد کہا گیا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص رازی رحمہ اللہ، علامہ تفتازانی رحمہ اللہ، صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی رحمہ اللہ، میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ، وکیل احناف ملا علی قاری رحمہ اللہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ، صاحب نورالانوار ملاجیون رحمہ اللہ، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سمیت بڑے بڑے سُنی محققین کو ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ کی قطار میں دکھایا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخری اوراق میں جا کر سید مہر حسین شاہ بخاری کا ذکر بھی ہے۔ حالانکہ یہ شخص ناقد معاویہ نہیں بلکہ دشمن معاویہ ہے اور ان کی کتاب ''سیاستِ معاویہ'' لفظ بہ لفظ زہر اگلتی ہے۔ مصنف نے ملتِ اسلامیہ کے جن اکابر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ناقد کہا ہے انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مندرجہ ذیل نظریہ پیش کیا ہے۔

① حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں خطاء اجتہادی پر تھے اور

حضرت علی رضی اللہ عنہ صواب پر۔

④ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چونکہ فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا ہے اس لیے وہ نہ مہاجرین میں ہیں، نہ انصار میں۔

⑤ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافت راشدہ موعودہ نہیں ہے۔

ان عبارات کی بنیاد پر مصنف خود ہی عدالت لگا کر بیٹھ گئے۔ خود ہی جرح کرتے گئے اور خود ہی منصف بن کر ہر ایک کو ناقد معاویہؓ کہتے چلے گئے۔ حالانکہ ان اصطلاحات نے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شرف صحابیت پر کوئی زد نہیں پڑتی اور نہ آج علماء امت نے اسلاف کی ان عبارات پر مشق سخن کی ہے۔ پروفیسر صاحب بھی چونکہ دلدادگانِ یزید میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ ان اکابر کو دشمنِ یزید کہنے کی بجائے ناقد معاویہ رضی اللہ عنہ کہہ کر اپنے جراثیم چھپانا چاہتے ہیں۔ اپنے جراثیموں کو مارنے کا اہتمام کرنا چاہیے، بچانے کا نہیں۔ دراصل محبت یزید کی جو بجلیاں ان دوستوں کے رگ و پے میں کوندیں تھیں، ان سے اب ان کا باطن بھسم ہو کر رہ گیا ہے۔ راقم الحروف پوری تحدی کے ساتھ کہتا ہے کہ اہل تشیع کے رد میں ساری زندگی کام کرنے والے ہمارے بزرگوں کو ''ناقد معاویہ'' کہنا اہل تشیع کے خلاف ان کی جدوجہد سبوتاژ کرنے کا یزیدی منصوبہ ہے۔ آخر یہ برقِ آسا بے قراریاں حُبِ یزید کا شاخسانہ ہی تو ہیں۔

اس کتاب میں مصنف نے سید مہر حسین بخاری، عبدالقیوم علوی، ڈاکٹر طاہر القادری صاحب، سید مودودی صاحب اور اسی قبیل کے چند ایک دوسرے لوگوں کی بے اعتدالیوں اور دھاندلیوں کے علاوہ جو پوری امت کے اکابر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ قرار دیا ہے، یہ ایک سنگین اور بدترین واردات ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جیسی عبقری صفت شخصیت اور ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' کے متعلق اس کتاب کے مصنف موصوف رقم طراز ہیں:

''تحفہ اثنا عشریہ...... میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کافی مواد

موجود ہے''❶

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''صد افسوس کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے شرعی حکم، امساک، توقف، اور سکوت پر کماحقہٗ گامزن نہ رہ سکے''❷

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

''موصوف نے جو انداز اور لب ولہجہ اختیار فرمایا ہے وہ ہرگز ہرگز فاتح عرب وعجم خال المسلمین، مدبر اسلام، بانی اسلامی بحریہ، کاتب وحی اور امیرالمومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے شایانِ شان نہیں ہے۔❸

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بُغض

علمی اختلافات کو پہلوانوں کا اکھاڑا نہیں بنانا چاہیے۔ توازن واعتدال اور شائستگی و شُستگی سے ہی کارگہ ہستی کا حُسن نکھرتا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے باطل فتنوں کے خلاف جو دو دھاری تلوار چلائی تھی اس کی ضربیں یہ آج تک محسوس کر رہے ہیں۔ مصنف نے بھی اس کتاب میں حضرت رحمہ اللہ کی بعض عبارات کو توڑ موڑ کر خود ساختہ نتائج اخذ کیے اور پھر انتہائی گھٹیا الزام لگا کر اخلاق وتہذیب کے پھولوں کو مسلنے کی ناروا کوشش کی ہے۔ اس بُغضی قے کی بدبُو تو سطر بہ سطر آرہی ہے۔ اس وقت آپ ایک اقتباس ملاحظہ کریں۔

''حضرت قاضی صاحب خود تو اپنی زندگی میں توہین صحابہ کے جرم سے توبہ نہیں کر سکے جب کہ ان کے جانشین حضرات ان کے موقف دشمن پر سختی سے قائم ہی نہیں بلکہ جو اس موقف کے ساتھ اختلاف کرے اسے خارجی، یزیدی کہہ کر اہل سنت والجماعت سے خارج کر دیتے ہیں''❹

---

❶ صفحہ نمبر ۱۱۳ ❷ صفحہ نمبر ۱۲۰

❸ صفحہ نمبر ۱۲۴ ❹ ص ۲۲۲

حضرت اقدس رحمۃ اللہ نے زندگی کا ایک ایک پل عظمت صحابہؓ کے گرد پہرہ دینے میں صرف کیا ہے۔ انہیں توہین صحابہ کا مرتکب قرار دینے والا احمقوں کے جنگل میں بستا ہے۔ آپ نے جہاں رفض و بدعت کا قلع قمع کیا وہاں خارجیت اور یزیدیت کو بھی پنپنے نہیں دیا۔ اگر کہنے والے کے اپنے اندر یزیدیت کے کیڑے پرورش نہیں پا رہے تو انہیں اس نام سے اتنا بغض کیوں ہے؟

''خارجی فتنہ'' کتاب میں حضرت رحمۃ اللہ نے جملہ اسلاف کا جو نظریہ پیش کیا تھا، آج اُن تمام کو ''ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ'' کہہ کر پھبتی اڑانے کی اسی یزیدی مہم نے ثابت کر دیا کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ کے دلائل کا تو توڑ ہو ہی نہیں سکتا، ہو سکے تو ان سب پر سب و شتم کر کے اپنے بیمار دل کی بھڑاس نکال لی جائے۔ حق پرستی اور حق پسندی کے مضحکے اُڑتے آئے ہیں۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سُنا کہ اہلِ حق کی عظمت کا ستارہ چمکتا ہی رہا، جب کہ تخویف و ترہیب سے کام لے کر حق کو کچلنے والوں کے نام و نشان تک مٹ گئے۔ بہرکیف ملتِ سنیہ ہشیار ہو جائے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کا لیبل لگا کر ایک بار پھر ذریتِ یزید آخری سسکیوں کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ بہانہ سازیوں اور رُوباہ بازیوں سے بازار گرم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو ان شاء اللہ کامیاب نہ ہونے پائے گی کیونکہ حامیانِ یزید کا خود کو محبِ معاویہ رضی اللہ عنہ کہنا بالکل ایسا ہے جیسے دشمنانِ صحابہ کا دعویٰ محبت اہل بیت ہے۔ ان دونوں کی پرکاہ کے برابر بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

''ناقدینِ امیر معاویہؓ'' نامی کتاب، یزیدیت کی آخری ہچکیاں

غلط دشمن کی نشاندہی اصل دشمن کو پناہ دینے کے مترادف ہے۔ امت کے ذہنی ترنگ رکھنے والے اسلاف کو جب ناقد معاویہ بنا کر پیش کیا جائے گا تو یہ رافضیوں کو بچانے کا غیر شعوری یزیدی فارمولہ تصور ہوگا۔ گذشتہ سطور میں ہم نے حویلیاں، ایبٹ آباد سے شائع ہونے والی کتاب ''ناقدین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کا تعارف پیش کیا ہے جس کے مصنف مولانا قاضی طاہر علی الہاشمی ہیں، جنہوں نے دروغ کو بھرپور فروغ دینے کی کوشش

کی..... مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت پر قربان جائیں کہ ان کے نام کا لیبل لگا کر شرافت کی آڑ میں شرارت کا ہر منصوبہ بروقت گرفت میں آ کر اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے..... میں حیران ہوں کہ لوگ اپنی قبروں سے کس قدر بے پرواہ اور غافل ہو چکے ہیں اور وہ بھی علماء کہلوانے والے! تلبیسات کو تحقیقات کا نام دینے سے آخر کب تک گذارا کیا جاسکتا ہے؟ پروفیسر صاحب نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی عبارات میں سے ادھورے جملے نقل کیے اور من چاہا مطلب نکال کر اپنی روح کا روافض کی روح سے ملاپ کر بیٹھے۔ مثلاً وہ حضرت سے ''خارجی فتنہ'' کی مندرجہ ذیل عبارت منسوب کرتے ہیں۔

''حامیانِ یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی آیت اولئك هم الراشدون کے تحت خلیفہ راشد قرار دیتے ہیں.......... لیکن ان کا یہ استدلال غلط ہے [1]

تبصرہ:

پروفیسر صاحب نے بارہ سطروں کے ایک پیرائے کو ڈیڑھ سطر میں بیان کر کے نتیجہ پیش کیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر یزیدی ازم کا بت کھڑا کرنا ناممکن تھا۔ حضرت رحمہ اللہ کی مایہ ناز کتاب ''خارجی فتنہ'' کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ آپ رحمہ اللہ خلیفۂ راشد کے لغوی اور اصطلاحی معنی پر بحث فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''حامیانِ یزید جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی آیت اولئك هم الراشدون کے تحت خلیفہ راشد قرار دیتے ہیں یعنی جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ راشد ہیں تو بحیثیت خلیفہ کیوں نہ راشد ہوں گے؟ لیکن ان کا یہ استدلال غلط ہے۔ بے شک شخصی طور پر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت

---

[1] ناقدین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر ۲۱۶

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی راشد ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بھی راشد ہیں بلکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ مع اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں لیکن بوجہ مہاجرین اوّلین میں نہ ہونے کے قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین میں شمار نہیں ہو سکتے اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهديين میں بھی وہی قرآن کے معیاری چار خلفائے راشدین مراد ہیں کیونکہ ان چار کی خلافت باقتضاء نصِ قرآنی اللہ تعالیٰ کی ہر طرح سے پسندیدہ خلافت ہے۔ لہٰذا شرعی اصطلاح میں سوائے ان خلفاءِ اربعہ (چار یارؓ) کے اور کوئی خلیفہ راشد نہیں ہوگا اور لغوی معنی میں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو منصب خلافت پر متمکن ہوئے ہیں، یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ راشد ہوں گے ●

تنقیح عبارت

اگرچہ یہ مکمل اقتباس اپنے اندر بے غبار مفہوم رکھتا ہے جو لفظ بہ لفظ حقیقت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ مگر پھر بھی مزید آسانی کے لیے ہم اس کی تنقیح اور خلاصہ نکالتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

① آیت قرآنی اولئك هم الراشدون سے استدلال کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد کہنا منشاءِ الٰہی کے خلاف ہے۔

② شخصی طور پر بحیثیت صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ بھی دیگر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح "راشد" ہیں۔

③ حضراتِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی موعودہ خلفاءِ راشدین میں سے نہیں ہیں۔

● خارجی فتنہ جلد دوم، صفحہ نمبر ۲۷۴، طبع دوم، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور

نوٹ: دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب بھی مصنف کے حواشی و مقدمہ سے مزین ہو کر بہت خوبصورت انداز میں شائع ہوئی ہے (عثمان حسن)

④ شرعی اصطلاح میں خلفاءِ اربعہ کے علاوہ کوئی خلیفۂ راشد نہیں ہے...... ہاں البتہ

⑤ لغوی معنی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی خلیفہ راشد کہا جاسکتا ہے۔

قارئین کرام! سچ بتایئے گا، یزیدیت کا متعفن لاشہ دمشق کی پرانی قبر سے ظاہر ہوگیا یا نہیں؟ روافض اور پروفیسر مولانا طاہر ہاشمی صاحب تلبیس کی ایک ہی صف میں کھڑے نظر آرہے ہیں یا نہیں؟ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے حامیانِ یزید کی کمر سے کُرتہ اُٹھا کر جو کوڑے برسائے تھے، اُن سے یزیدیوں کی دلدوز چیخیں سنائی دے رہی ہیں یا نہیں؟ حامیانِ یزیدی کبھی دردِ کمر کا شکار ہوتے ہیں اور کبھی ''چک'' نکلنے سے آہ و بُکا کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ فکری اعتبار سے کھوکھلے ہوچکے ہیں۔ میاں محمد بخش رحمہ اللہ کا ایک پنجابی شعر پڑھیے۔

کوئی آکھے پیڑ لکے دی، کوئی آکھے چُک
سچی گل محمد بخشا، اندروں گئی اے مُک

حضرت رحمہ اللہ قاضی صاحبؒ کے مسلکِ اعتدال کو ''غلیظ اور بدبودار'' مسلک قرار دینے والوں کی اپنی بدبُو اس حد تک سڑاند پیدا کرچکی ہے کہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں...... جن کے اپنے دماغ اس حد تک ویران ہوچکے ہوں کہ ان میں دن دیہاڑے نیولے اور گیدڑ دوڑتے نظر آتے ہیں، وہ گلاب و چنبیلی سے لدے پھدے قاضی مظہر حسینؒ کی خوشبودار فکر کو ''صحابہؓ دشمنی'' پر مبنی قرار دے کر شیعوں کے پیٹی بھائی بننے کے خواہش مند ہیں۔ مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی نے اپنی کتاب کے آخری اوراق پر جا کر مولوی مہر حسین شاہ بخاری، ڈاکٹر طاہر القادری اور مودودی صاحب کی بُغضِ معاویہ پر مبنی عبارتیں دی ہیں مگر ان کے ساتھ ان کا تحریری لب ولہجہ وہ نہیں جو علامہ تفتازانی رحمہ اللہ، علامہ جصاص رحمہ اللہ، حضرت نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت اقدس قاضی

صاحب رحمہ اللہ یا مولانا محمد امین صفدر اوکاڑی رحمہ اللہ کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلاف امت اہل السنت والجماعۃ کے حقیقی نظریہ کی ترجمانی کر رہے ہیں کسی صحابی کا خلافت موعودہ میں شامل نہ ہونا، یا مہاجرین وانصار میں شامل نہ ہونا یا پھر باہمی نزاعات میں ''خطاء اجتہادی'' پر ہونا اس کی رفعتِ شان کو کم نہیں کرتا نہ اس میں کوئی تنقیص وتحقیر ہے۔ اہل السنت کی علمی وتحقیقی اور مخلص شخصیات کو مہر حسین شاہ جیسے جاہل اور اناڑی لوگوں کی قطار میں دکھانا بدبختی کے سوا کچھ نہیں ''ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ'' کتاب کے مصنف صاحب بتا سکتے ہیں کہ اس خدمت میں کون سا جذبہ کارفرما ہے؟ یہ دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ ہے یا فتنہ انگیزی کی نئی ورائٹی؟ جھوٹ کے پنجۂ تغلب میں اب اتنی جان نہیں رہی کہ وہ سچ کو تڑپتا، پھڑکتا اور سسکتا چھوڑ کر اپنا سکہ جما لے۔ اس کتاب میں علماء اہل السنت کی عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اور سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کیا گیا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شوریدہ بخت انسان سورۃ الماعون کی آیت نمبر ۴ سے استدلال کر کے تبلیغ کرتا پھرے کہ ''نماز پڑھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے'' اور اگلے پچھلے مضمون کو ہڑپ کر کے قہر الٰہی کو دعوت دے۔ بہرحال اکابرین امت کی تحریروں کو ادھورا بنا کر پیش کرنا اور ان میں سے شر کی نالیاں کھینچنا کوئی نئی بات نہیں، یہ پہلے بھی ہوتا ہے، مگر کرنے والے منہ کی ہی کھاتے آئے ہیں۔

آنکھیں بند کر کے مٹھیاں بھینچنے سے سورج کی کرنوں کا کچھ نہیں بگڑتا، اور کپڑے کو ناک میں ٹھونسنے سے خوشبوؤں کا کوئی نقصان نہیں ہوتا...... جی ہاں! مظہری برکات آج بھی اپنے جوبن پر ہیں کیونکہ

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر یزید کا دفاع اور پھر اس ضمن میں اہل بیت کی توہین کرتے ہیں، ہم نے ان کو ''یزیدی فتنہ'' کا نام دیا اور جو کم نصیب سیدنا حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کر کے اہل بیتؓ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی دراصل ''یزیدی فتنہ'' ہے۔ ایک یزید کی حد درجہ محبت میں اور دوسرا طبقہ حد درجہ نفرت میں راہِ اعتدال سے دور ہوتا چلا گیا۔ سوان دونوں کا شمار ''یزیدفوبیا'' کے مریضوں میں ہے۔ کسی بھی لاشعوری اوراَن جانے خوف کو فوبیا کہا جاتا ہے۔ انہی مریضوں میں ایک مہر حسین شاہ بخاری بھی ہیں ہم نے گزشتہ سطور میں ان کی ایک بدبودار کتاب ''سیاست معاویہ'' پر تبصرہ کیا تھا۔ جس سے موصوف اتنے برہم ہوگئے تھے کہ گویا کپڑوں سے باہر آ گئے۔ چنانچہ ہمیں اُن کا خط موصول ہوا۔ جس کو ''گالی نامہ'' کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

مہر حسین شاہ بخاری کے اس طویل خط میں سے ہم کچھ مندرجات پیش کر دیتے، مگر اس سے کتاب کی سنجیدگی متاثر ہوتی ہے، البتہ ہم نے ان کی وہ گالیاں ماہ نامہ ''حق چار یارؓ'' میں درج کردی ہیں، وہاں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ یہ گالیاں کوئی تعجب آمیز نہیں ہیں کیوں کہ مہر حسین شاہ صاحب نے اپنی بدبودار کتاب ''سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ'' میں اس سے بڑھ کر صحابی رسول سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی ہیں اور ہم نے بقدرِ ضرورت اس پر تبصرہ کر دیا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ مشہور شیعہ آنجہانی مصنف غلام حسین نجفی کے ۲۰۰۴ء کے اپنے نام خطوط ہم یہاں درج کر دیتے تا کہ نجفی و مہر شاہ کی اخلاقی مماثلت کا آپ نظارہ کرتے۔ مگر اس سے موضوعِ سخن تبدیل ہو جانے کا خدشہ ہے لہٰذا اسے کسی اور موقع پر اُٹھا رکھتے ہیں۔

ہم نے ''الاجابۃ الکافیۃ'' کا جواب کیوں نہیں لکھا؟

مہر حسین شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ ''سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ'' نامی میری کتاب لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہے تا کہ میری صحابی دشمنی مخفی رہے اس لیے مصنف اپنی ہی کتاب کو پچھلے بیس، بائیس سالوں سے یوں چھپاتے آ رہے ہیں جیسے بلی اپنا موادِ بطن چھپاتی ہے اور حالیہ مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میری کتاب ''الاجابۃ الکافیۃ'' کا جواب کیوں نہیں

لکھتے؟ سو اس لیے کہ ہمارے مرشد حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کے ہاں "سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ" نامی کتاب کی طرح اس کی بھی کوئی علمی اہمیت نہ تھی۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"الاجابۃ الکافیۃ فی ردّ دفاع معاویہ" جس طرح کتاب کے نام میں کثافت ہے اسی طرح اس کے مضامین بھی کثیف ہیں لیکن میں اس کا جواب نہیں دوں گا"

نیز حضرت رحمہ اللہ نے ایک پیشین گوئی بھی کی ہے کہ:

"مولوی مہر حسین شاہ صاحب کے سُنی ہونے کی حقیقت کھل گئی ہے اب تو وہ گویا "کریلا اور نیم چڑھا" کا مصداق بن گئے ہیں، اُن کا یہ مرض اب لاعلاج ہے" ❶

مہر حسین شاہ اپنے حلقہ میں خود کو حضرت سید نفیس شاہ رحمہ اللہ کا متعلقہ ثابت کرتے ہیں، جب کہ یہ پوری سنیت کے "مطلقہ" بن چکے ہیں۔ اس لیے مہر حسین صاحب کا یہ دعویٰ کرنا کہ میرا حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ سے خاص تعلق تھا بڑا وہم بلکہ جھوٹ ہے۔ عام لوگوں کی طرح وہ بھی آ کر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے مل جاتے ہوں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ آپ کی صحابہ رضی اللہ عنہم دشمنی کے مؤید تھے۔ ہم نے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے پُرانے خدام سے تحقیق کی ہے، سب نے کہا ہے کہ اس شخص سے حضرت شاہ جی کا کوئی فکری و اعتقادی یا اصلاحی تعلق نہ تھا اور حال ہی میں شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خلیفۂ مجاز اور خادم خاص محترم رضوان نفیس صاحب نے علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی کتاب "مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" شاہ نفیس اکادمی کی جانب سے طبع کروائی ہے۔ اس لیے ہمارے سُنی اکابر کے ہاں گستاخی صحابہ کا کوئی ادنیٰ تصور بھی نہ تھا، اور نہ آج ہے۔ ہماری طرف سے تین طبقوں کا تعاقب جاری رہتا ہے۔

① دشمنانِ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رافضی

② وہ لوگ جو حمایتِ یزید میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرتے ہیں۔

---

❶ خارجی فتنہ، جلد دوم صفحہ ۳-۴۸۲، طبع دوم مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق کھاڑک، ملتان روڈ، لاہور

④ وہ لوگ جو اپنے زعم میں ''اجداد'' کے ترجمان کہلوا کر حبِ علیؓ کی آڑ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہیں۔

ہم شاہراہ اہل سنت پر گامزن رہنے کی دعوت دیتے رہیں گے۔ حمایتِ یزید بھی دراصل توہین صحابی کا ایک چور دروازہ ہے، جس سے داخل ہو کر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سمیت امت کے دیگر اکابرین کو بھی مطعون کرنے کی ناروا کوشش کی جاتی ہے...... مہر حسین شاہ صاحب جیسے لاتعداد لوگوں کے خطوط ہمارے متاعِ خانہ میں محفوظ ہیں اور ہر خط میں رنگ برنگی گالیاں ہیں بلکہ بعض گالیاں تو بالکل نئی ورائٹی کے طور پر مارکیٹ میں آئی ہیں چنانچہ ہمارے بعض مخلصین ان خطوط کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں، مگر ہم کہتے ہیں کہ لوگوں نے اگر گالیاں دینے کا کام نہیں چھوڑا تو ہم دفاعِ صحابہؓ کا فریضہ کیوں چھوڑ دیں؟ گدھ اگر مرداروں کو نہیں چھوڑتی تو کیا تتلیاں پھولوں سے ناطہ توڑ لیں؟ سو آپ اپنا کام کرتے جائیں، ہم اپنا کرتے جائیں اور فیصلہ روزِ محشر پہ چھوڑ دیتے ہیں۔

فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

یزیدیوں کا سپاہ صحابہ پر توہینِ صحابہؓ کا الزام

پروفیسر طاہر علی الہاشمی صاحب کی کتاب ''ناقدین امیر معاویہؓ'' پر ہم پہلے تبصرہ کر آئے ہیں اس میں پروفیسر صاحب موصوف نے امتِ مسلمہ کے جید مشائخ وسلف کو بھی ناقدِ معاویہ رضی اللہ عنہ قرار دے کر شیعیت کو جگ ہنسائی کا موقع فراہم کیا ہے مگر کتاب کا مطالعہ کر کے ہم حیران ہوئے کہ اس میں سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قائدین کو ناقدینِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی صف میں نہیں دکھایا گیا۔ جب کہ آج سے اٹھارہ سال پہلے انہی پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب ''تذکرہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ '' میں مجاہد اہل سنت مولانا محمد اعظم طارق رحمہ اللہ کو توہین صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتکب قرار دیا تھا...... تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب نواز شریف اور قومی اسمبلی کو صدر اسحاق خان نے برطرف کیا تھا تو کسی صحافی نے مولانا محمد اعظم

طارق رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ بالفرض عدالت اسمبلی بحال کر دیتی ہے تو آپ کس طرف ہوں گے؟ تو مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ نے کہا کہ ''امن ہو یا جنگ'' ہم ہیں صدر کے سنگ'' اور یہ کہ اب دمادم مست قلندر ہوگا۔

اس پر پروفیسر ہاشمی صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ خالص شیعی انداز فکر اور سبائی نعرہ ہے کیونکہ اس کا دوسرا حصہ ''علی دا پہلا نمبر'' ہے۔ شیعیت کے اثرات کہاں کہاں پہنچے ہیں؟ لاشعوری طور پر بعض علماء بھی وہی اصطلاحات استعمال کر دیتے ہیں، تعجب تو مولانا اعظم طارق صاحب پر ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی زندگی دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے وقف کر رکھی ہے اور دشمن ہر وقت ان کی جان کے پیچھے پڑا ہوا ہے، مگر لاشعوری طور پر توہین صحابہ رضی اللہ عنہم کا ارتکاب ان سے بھی ہو جاتا ہے۔ ❶

تبصرہ

حالانکہ مولانا اعظم طارق رحمہ اللہ نے دوسرا مصرعہ نہیں کہا تھا، اعتراض تو تب بنتا جب وہ ''علی دا پہلا نمبر'' کہہ کر شیعی بولی بولتے، بطور مزاح صحافیوں کے سامنے صرف ''دمادم مست قلندر'' کہنے پر ایک مجاہد سُنی عالم دین کو توہین صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتکب قرار دینا کتنی بڑی یزیدی جسارت ہے۔ مگر یہ جسارت کوئی نئی نہیں اور اب تو سب نے دیکھ لیا ہے کہ امت مسلمہ کے جملہ اکابر کو انہی لوگوں نے ''ناقد معاویہ رضی اللہ عنہ '' قرار دے دیا ہے۔

اسی کتاب میں پروفیسر صاحب نے مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ ''موصوف نے غلام حسین نجفی کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ ❷

---

❶ تذکرہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۶۴، طبع اول ۱۹۹۵ء، مطبوعہ قاضی چمن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد حویلیاں، ایبٹ آباد

❷ ایضاً، صفحہ نمبر ۹۳

اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کو ''بدترین تبرے'' کا مرتکب قرار دیا ہے۔[1]

حضرت رحمہ اللہ پر تو حامیانِ یزید کی نوازش آج بھی ہے اور موقع بموقع یہ کیچڑ اُچھال کر حضرت رحمہ اللہ کی بلندیٔ درجات کا اور اپنی محرومیٔ قسمت کا سبب بنتے رہتے ہیں، مگر موجودہ کتاب میں قائدین سپاہ صحابہ سے درگذر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جذباتی دوستوں کو اپنا ہم فکر بنایا جائے۔ اس لیے ہم نے بطور ریکارڈ یہ بات بھی پیش کر دی ہے کہ کوئی صاحب ''ناقدینِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کتاب پڑھ کر مغالطے کا شکار نہ ہو جائے، ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ مذکورہ کتاب نوجوان حلقے میں زیادہ گردش کر رہی ہے جس سے علم وتحقیق کی کرنیں کم اور غصے کی چنگاریاں زیادہ نکلتی ہیں۔

''سیاستِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' اور ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ'' دونوں کتابیں علم سے کوسوں دور اور جُہل وغباوت سے قریب تر ہیں۔ فہم اسلاف اور تسلسلِ امت سے نکل کر کبھی کسی صحابی کی گرد پا بھی نصیب نہیں ہوتی جب کہ پروفیسر ہاشمی صاحب نے ماضی وحال کے زعمائے اہل سنت کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اپنے تئیں دفاعِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ جو ایک ناتمام اور ناکام کوشش ہے اور ''سیاستِ معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے مصنف کا دعویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ارادت مند ہونے کے مدعی ہیں۔ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو کسی بزرگ کی خانقاہ تو کیا، بیت اللہ شریف کا غلاف بھی پناہ نہیں دے سکتا..... دونوں کتب کے مصنفین تاحال زندہ ہیں اس لیے ہم ملتمس ہیں کہ وہ اپنے خودساختہ خلافِ حقیقت اور متصادم دین نظریات کو اپنے ہاتھوں سے دفن کر دیں اس سے پہلے کہ خود دفن ہو جائیں۔

ڈر اس کی خبر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

---

[1] صفحہ نمبر ۴۲۷

حامیانِ یزید کے چند اعتراضات

شیعیت اور خارجیت تقابل کے طور پر وجود میں آئے ہیں اور آنے والے وقتوں میں دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف عقل ونقل سے متصادم دلائل تراشے۔ محلِ اختلاف کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور اسے جانے بغیر افراط وتفریط کا شکار ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو نقطۂ اختلاف جانے بغیر خارجیت کے مخالف ہوتے ہیں وہ خارجیوں کے خلاف شیعوں کے تیار کردہ دلائل کا سہارا لیتے ہیں اور جو اہل تشیع کے مخالف ہوتے ہیں وہ خارجیوں کے چبائے ہوئے لقمے استعمال کرتے ہیں۔ حامیانِ یزید بنیادی طور پر عقل وشعور سے عاری طبقہ ہے اور انہوں نے اہل سنت والجماعت کے کتاب وسنت، آثار صحابہ، آراءِ سلف اور تعامل امت کے مطابق روشن اور مضبوط دلائل کو چھوڑ کر شیعوں کے خلاف خارجیوں کے تیار کردہ اعتراضات کو اُچھالا ہے اور یہ سوچا تک نہیں کہ اس سے خود اہل سنت کا مسلک کمزور ہوتا ہے۔

خارجیت اور یزیدیت بُغضِ اہل بیتؓ کی ایک خطرناک تحریک ہے بعینہٖ جیسے شیعیت بُغضِ صحابہ کی زہریلی وبا ہے۔ یزیدی حلقوں میں چند اعتراضات جو کہ بنیادی طور پر خوارج کے تیار کردہ ہیں اُچھالے جاتے ہیں اور یہ درحقیقت اہل سنت کی فکر ونظر کے خلاف ہیں۔ ان کے مختصر جوابات یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

✧ **پہلا یزیدی اعتراض:** سیدہ فاطمہؓ کو "سیدۃ نساءِ اہل الجنۃ" کہنا تشیع ہے۔

جواب: اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین ایک بنیادی اختلاف بناتِ رسول ﷺ کا مسئلہ بھی ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ فقط ایک کے قائل ہیں اور ساتھ ہی یہ الزام دیا کہ اہل سنت حضرتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل نہیں ہیں اور ان کی عظمت کے منکر ہیں۔ علماء اہل سنت نے اس اعتراض کا توڑ یوں کیا کہ جمعہ وعیدین کے خطبوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بطورِ خاص ذکر کیا تاکہ عوامی اجتماعات میں شیعیت کے چیتھڑے اڑتے نظر آئیں۔ یہ طرزِ عمل صدیوں سے چلا آرہا

ہے اور سُنی زعماء کا یہ عمل متواتر ہے علاوہ ازیں ''سیدۃ نساء اہل الجنۃ'' کے الفاظ صحیح روایات سے ثابت ہیں ❶

لہٰذا یزیدیوں کا یہ اعتراض بے وزن اور پُر از حماقت و جہالت ہے۔ کتب احادیث اور سرمایۂ دین کو شیعہ ''ناصبیت'' قرار دیتے ہیں اور اسی سرمایہ کو یزیدی ''شیعیت'' قرار دے دیتے ہیں تو پھر دین اسلام کے سرمایۂ علمی کو نا قابلِ اعتبار ٹھہرانے میں گویا دونوں برابر کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

✧ دوسرا اعتراض: حضرت علیؓ، فاطمہؓ اور حضراتِ حسنینؓ اہل بیت میں شامل نہیں۔

جواب: یہ نظریہ بھی محض تقابلی ٹکراؤ سے وجود میں آیا، کیونکہ شیعہ لوگ ازواجِ مطہرات کو اہل بیتِ نبی میں شامل نہیں کرتے تو بجائے اس کے کہ اُن کے اس جاہلانہ نظریہ کا دلائل سے توڑ کیا جاتا، حامیانِ یزید نے حضرت فاطمہؓ اور ان کی اولاد کو اہل بیت سے خارج قرار دے کر بدلہ لے لیا۔ ظاہر بات ہے کہ دونوں کا نظریہ غلط ہے۔ اہل السنّت کا نظریہ یہ ہے کہ ازواج رسول بھی اہل بیت نبی ہیں اور حضرت فاطمہؓ و حسنینؓ بھی۔ اور شیعہ و یزیدی محض ضد بازی میں ایک دوسرے پر پتھر پھینک رہے ہیں، علمی و نظریاتی دنیا میں دونوں کے اعتراضات کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔

✧ تیسرا اعتراض: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی دیگر بہنوں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

جواب: اصل میں شیعوں نے جب پروپیگنڈا کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دوسری ازواج پر فضیلت نہیں ہے، تب سے حامیانِ یزید نے یہ راگ الاپنا شروع کیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی دیگر بہنوں پر کوئی فضیلت نہیں۔ جب کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی باقی بہنوں پر فضیلت ملتِ اسلامیہ کا اتفاقی نظریہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ بخاری جلد اول صفحہ ۵۳۲ اور مسلم جلد دوم صفحہ نمبر ۲۹۰

”فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔“ ❶

راہِ اعتدال یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت وعظمت کو بھی تسلیم کیا جائے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کو بھی قبول کیا جائے۔ ایک کی جزوی فضیلت کا انکار کر کے دوسرے کی برتری پیش کرنا شیعیت ہے، یا یزیدیت!

✧ چوتھا اعتراض: صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہی کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: حامیانِ یزید کے دماغوں میں چونکہ تعصب کی میل کچیل جمی ہے اس لیے سمجھنے کی صلاحیت ان سے سلب ہو چکی ہے اہل سنت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں سے عقیدت رکھتے ہیں۔ چاروں کے حالاتِ زندگی اور ایمانی واقعات پر درجنوں کتب موجود ہیں۔ البتہ بعض خطباتِ جمعہ میں جو صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے تو اس کی وجہ فقط یہ ہے کہ باقی تین کے متعلق تو دوٹوک نظریہ ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق شیعی پروپیگنڈا ہے کہ سُنی انہیں نہیں مانتے لہٰذا اس کا توڑ یوں کیا گیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اہتمام سے کیا جائے۔ اب جب کہ حامیانِ یزید بلا وجہ اس قسم کے اعتراضات سے بدمزگی پیدا کر رہے ہیں، لازمی ہے کہ بناتِ اربعہ کا ذکر خطبات میں کیا جائے تاکہ حامیانِ یزید کا ناطقہ بھی بند ہو۔ چنانچہ اب خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، اور بنات اربعہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل خطبہ بھی اکثر مساجد میں پڑھا جاتا ہے۔

✧ پانچواں اعتراض: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے اپنے عہد میں خلافت کے حریص تھے۔

جواب: جب شیعوں نے کہا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما خلافت کے حصول کے لیے منصوبہ سازی کرتے رہے تو اسی طرح یزیدیوں نے جواباً یہ اعتراض پیش کر دیا۔ حالانکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نیتوں پر حملہ کرنا اور ان کو حکومتوں کا حریص قرار دینا اپنا ایمان برباد کرنے کے مترادف ہے۔ شیعوں کی ایمانی ٹہنی تو پہلے سے ہی جلی ہوئی تھی، حامیانِ یزید نے بھی

انہی کی اتباع کر ڈالی۔ الحمدللہ، اہل سنت والجماعت تمام اصحاب رسول ﷺ کو اپنے ایمان کا مصدر و محور سمجھتے ہیں اور اُن ایمانی و قرآنی پیکروں کو حریص دنیا کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

✧ چھٹا اعتراض: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں حضرتِ علی رضی اللہ عنہ شریک تھے۔

جواب: جب شیعوں نے کہا کہ حضراتِ ثلاثہؓ نے حضرت علیؓ پر ظلم کیا، انہیں پٹوایا گیا اور جبراً ان سے خلافت چھین لی گئی تو جواب میں حامیانِ یزید نے یہ گھڑ ڈالا کہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کروایا۔ یہ دونوں نظریے باطل ہیں۔ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھا۔ یزیدی طبقہ کتنا بے وقوف اور احمق ہے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ابن سباء اور اس کی ذریت کو نامزد کرنے کی بجائے ایک جلیل القدر صحابی پر الزام دے دیتے ہیں۔ ان دونوں بدقسمت طبقوں کی محنت فقط اسی پر ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مخلص نہیں تھے۔ شیعیت کی تبلیغ بھی یہی ہوتی ہے اور یزیدیت کی بھی۔

✧ ساتواں اعتراض: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک انچ بھی زمین فتح نہیں ہوئی، یہ اُن کی ناکامی کی دلیل ہے۔

جواب: اندرونی شورش کی وجہ سے فتوحات کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ اگر کوئی یہ اعتراض کر بیٹھے کہ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بغاوت کر دی تھی اس لیے فتوحات میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تو اس کا جواب کیا ہوگا؟ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ آپس کے اختلاف کو رفع کرنے میں منہمک رہے جو کہ بہت ضروری تھا نیز کامیابی و ناکامی کا مدار فتوحات پر نہیں ہوتا، یہ محض نادانی ہے۔

آٹھواں اعتراض: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کی وصیت کیوں کی؟

جواب: یہ شیعوں کے اس اعتراض کا جواب تراشا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد کیوں بنایا؟ حالانکہ دونوں کی نیت سو فیصد درست تھی بعد میں لوگوں نے ان کی نیتوں پر اپنے خانہ ساز نظریات کا ملمع چڑھا دیا۔ بات صرف اپنے بعد خلیفہ بنانے کی نہیں، بلکہ ظلم وجور کی ہے۔ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور یزید نے اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد آلِ رسول کا خون کیا، مدینہ طیبہ کی بے حرمتی کی اور فسق و فجور کو رواج دیا۔ اب بجائے اس کے کہ ایک غیر صحابی اور ظالم کو مسترد کیا جاتا، حامیانِ یزید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قضیہ چھیڑ کر پلڑا برابر کرنے کی کوشش کی۔ اگر شیعوں کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کرنا شرارت ہے تو یزیدیوں کا حضرت علی و حسن رضی اللہ عنہما کے فیصلے پر اعتراض کرنا عبادت کیسے ہوسکتا ہے؟

✧ نواں اعتراض: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو سزا کیوں نہ دی؟

جواب: یہ اس بات کے جواب میں کہا گیا کہ یزید نے ابن زیاد اور دیگر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کو سزا کیوں نہ دی؟ حالانکہ یہ تقابل فضول ہے کیونکہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ یزید کی دسترس میں تھے اور اس نے بجائے سزا دینے کے اُن میں عہدے بانٹے، جب کہ قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کنٹرول اور گرفت سے باہر تھے۔ اور ان کو فوری سزا نہ دینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مجبور تھے۔ یزید کے دفاع میں خلافتِ راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا صرف ہٹ دھرمی ہے۔

✧ دسواں اعتراض: حضرت حسین رضی اللہ عنہ صحابی نہیں تھے۔

جواب: یہ یزیدی ترکش کا آخری تیر ہے۔ جب منصبِ صحابیت کے حوالہ سے بات ہوتی ہے کہ ایک غیر صحابی کا صحابی سے ٹکرانا اور ان کی عزت و جان کو پامال کرنا بہت بڑی جرأت اور دیدہ دلیری ہے تو حامیانِ یزید نے معاملے کو برابر کرنے کے لیے کہا کہ حضرت حسین بھی تو صحابی نہیں تھے، ابھی وہ کم سن ہی تو تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما

گئے، لہٰذا یزید و حسین دونوں صحابی زادہ ہیں اور تابعین میں سے ہیں۔

خالانکہ محدثین کرام اور ماہرین اسماء الرجال کی متفقہ تحقیق ہے کہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں اور ان سے براہِ راست روایات ثابت ہیں، دراصل یزید کے خلاف حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسی عظیم المرتبت صحابی کی ذاتِ گرامی کے خروج کا جب ذکر آتا ہے اور یزیدی سفاکیت سامنے آتی ہے تو ہر مسلمان کے دل میں محبتِ صحابہؓ ہونے کی بناء پر طبعًا اور فطرتاً یزید کے خلاف نفرت کے جذبات ابھرتے ہیں، اس تاثر کو رفع کرنے کے لیے یہ حیلہ ایجاد کیا گیا ہے کہ حضراتِ حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت مشکوک اور مختلف فیہ ہے، حالانکہ یہ سفید نہیں بلکہ کالا جھوٹ ہے۔

قارئین کرام! یہ تمام تر اعتراضات محمود احمد عباسی، عُزیر احمد صدیقی، نذیر احمد شاکر، عظیم الدین صدیقی، محمد سلطان نظامی، حکیم فیض عالم صدیقی، سید حسن سہروردی حکیم باغ علی، اور ابوعتیق محمد امین خادم (کامونکی) وغیرہم کی کتب میں موجود ہیں اور یزیدی حلقوں میں جو سینہ بہ سینہ یہ باتیں گردش کر رہی ہوتی ہیں، وہ انہی حضرت کی زنبیلِ جُہل کا اندوختہ ہیں۔ اس لیے ان اعتراضات کے مختصر جوابات پیش کر دیئے گئے ہیں۔

قارئین کرام! ہمارا موقف یہ ہے کہ اہل السنّت کے تمام علماء دین یزید کی تفسیق پر متفق ہیں اور آج تک کسی ذمہ دار مفسر، محدث، فقیہہ یا صوفی نے یزید کی حمایت نہیں کی کیونکہ حمایت یزید کا لازمی نتیجہ مخالفتِ حسینؓ ہے۔ اور حضرت حسینؓ جلیل القدر صحابی ہیں ایک غیر صحابی کے دفاع میں صحابی رسول کی ایمانی تابشوں سے ہاتھ دھو بیٹھنا بہت بڑی حماقت ہے۔ ہم نے اس مقالہ میں حامیان یزید کے جدید چہروں کو بے نقاب کیا ہے اور بعض پرانے شکاریوں کے بچھائے گئے جال سے بھی سنی نوجوانوں کو خبردار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس دوران کچھ تجربات ہوئے ہیں، اول تو یہ کہ اندرون و بیرون ملک جہاں جہاں یہ آواز پہنچی، قارئین نے بے حد پسند

ی اور ہر بار ایک ہی مطالبہ سامنے آتا کہ یہ مضامین کتابی شکل میں آنے چاہئیں ہم یہ کہہ کر جان بخشی کرواتے کہ جب یہ سلسلہ مکمل ہوگا تو کتاب ترتیب دے دی جائے گی (سواب ان کی خواہش کی تکمیل کی جارہی ہے) (عثمان حسن)

اس دوران ہمیں کوئی دو درجن کے لگ بھگ خطوط بھی موصول ہوئے جن میں بعض سنجیدہ سوالات درج ہوتے اور بعض میں فقط مغلظات! ہم سنجیدہ باتوں کا جواب تو ساتھ ساتھ ہی درج کرتے جاتے اور مغلظات کو نظرانداز کرتے رہے۔ رابطہ کرنے والوں میں مندرجہ ذیل قسم کے لوگ شامل تھے۔

① بلاتفریقِ مسلک دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث حضرات، جنہوں نے اس مقالے کو تحسین کی نگاہوں سے دیکھا۔

② حامیانِ یزید، جن کا تعلق عموماً کسی نہ کسی مذہبی جماعت سے ہوتا اور وہ جلی کٹی سناتے رہے۔

③ شیعہ نوجوان، جو یزید کی سرکوبی دیکھ کر خوش ہوتے مگر حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہمارے قلم سے پڑھتے تو ان کے ارمانوں پر اوس پڑ جاتی اور جب انہیں بتایا جاتا کہ آپ کے ساتھ ہمارا اختلاف مسئلہ یزید پر نہیں ہے، اصولی اختلاف ہے تو پھر وہ رابطہ کرنے سے گریز کرتے۔

④ سنی نما مخالفینِ حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کی خواہش تھی کہ فسق یزید کو تو بیان کیا جائے مگر حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان نہ کی جائے۔ شیعیت زدہ یہ مختصر طبقہ اس دوران متواتر ماتم کرتا رہا اور گالیوں پر مشتمل خطوط ارسال کرتا رہا۔ مگر ان کی آرزو تشنہ رہی اور الحمد للہ کسی ایک لمحے کے لیے بھی ہمارا قلم حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والا بابرکات کی مدحت سے غافل نہ رہا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مقالہ سے شیعیت اور یزیدیت کو ضرب کاری لگی ہے اور ان کی آہیں وقتاً فوقتاً سنائی دیتی رہیں۔ جبکہ ہماری نیت چھیڑ چھاڑ کی نہیں تھی اور نہ کسی کی دل

آزاری کی گئی۔ ہمارا جذبہ صرف یہ تھا کہ مسلک اہل سنت ایک بار پھر تازہ اور نکھر کر سامنے آجائے۔ اور اس سلسلہ میں جنم لینے والے شکوک کا ازالہ ہو جائے۔ محض سخن سازی یا دشنام طرازی سے ہم حتی المقدور اجتناب کرتے رہے تاہم بتقاضائے بشریت قارئین میں سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو ہم معافی کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کربلا حضرت حسینؓ کے دفاع میں لکھی جانے والی ان بے ترتیب سطروں کو باعث ہدایت اور راقم کے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین ثم آمین!

عبدالجبار سلفی
ادارہ مظہر التحقیق
ملتان روڈ، لاہور

ادارہ مظہر التحقیق کی نشریات کا مختصر خاکہ 0321-4145543

نام کتاب	نام مصنف
تازیانہ عبرت:	مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ
السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسولؐ (غیر مجلد)	مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ
تازیانہ سنت رد رفض و بدعت	مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ
فیض باری رد تعزیہ داری	مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیرؒ
خارجی فتنہ (2) جلدیں	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسینؓ	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
علمی محاسبہ	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مشاجرات صحابہؓ اور راہ اعتدال (2 جلدیں)	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
خلافت راشدہ و امامت	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مودودی مذہب	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
سنی مذہب حق ہے؟	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
دفاع حضرت امیر معاویہؓ	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
ایک اجمالی نظر	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
جوابی مکتوب	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
کشف خارجیت (زیر طبع)	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
سنی موقف	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
احوال دبیر (جدید)	حافظ عبدالجبار سلفی
القول المعتبر فی حیات خیر البشر (مجموعہ چار کتب)	حافظ عبدالجبار سلفی
نجوم ہدایت (جدید)	حافظ عبدالجبار سلفی
عبداللہ چکڑالوی اور فتنہ انکار حدیث	حافظ عبدالجبار سلفی
علامہ عنایت اللہ خان المشرقی (احوال و افکار)	حافظ عبدالجبار سلفی
مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ کا مسلک	حافظ عبدالجبار سلفی
دفاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ	حافظ عبدالجبار سلفی
ہدایت المرزائیہ	مولانا نور اشرف صاحب
توضیح مسئلہ تقلید	مولانا نور اشرف صاحب
میزان عدل	مولانا نور اشرف صاحب
دیوبندی بریلوی اختلاف کا جائزہ	مولانا نور اشرف صاحب
اسلامی فقہ	مولانا نور اشرف صاحب
علماء دیوبند پر چند اعتراضات کی حقیقت	مولانا نور اشرف صاحب
توضیح مسئلہ رفع یدین وقراۃ خلف الامام	مولانا نور اشرف صاحب